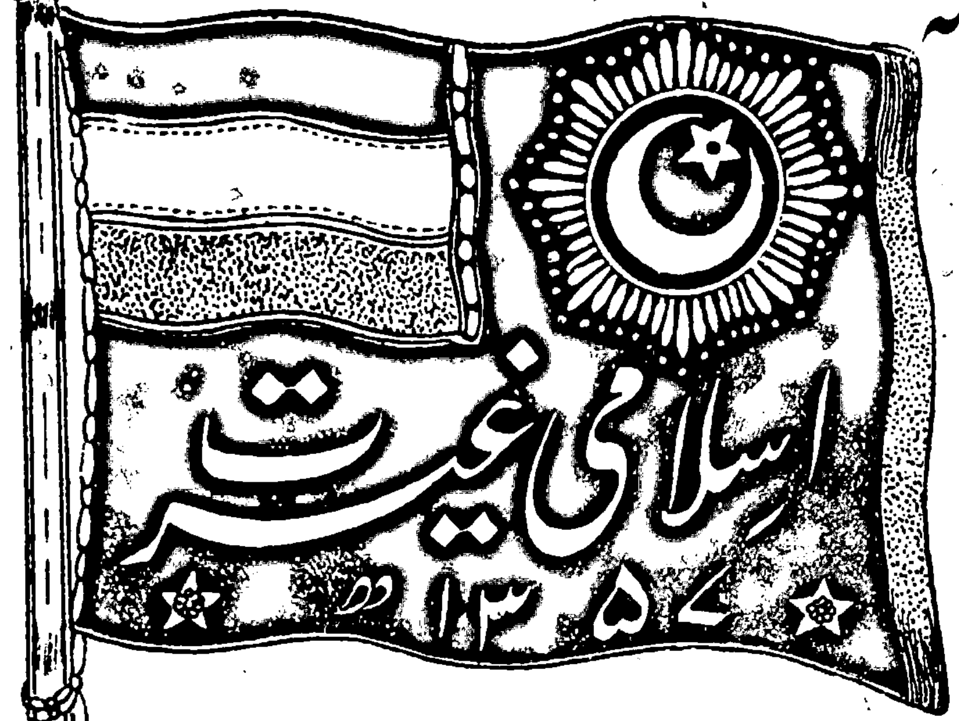
علمی" ادبی" سیاسی" اقتصادی اور اصلاحی

ماہنامہ



قائد

مراد آباد
یوپی

مدیر مسئول ——— قائد التحریر

سیّد اختر اسلام قاسمی ——— سید محمد میاں

قیمت سالانہ ——— ششماہی ——— فی پرچہ

عمدہ کاغذ عہ معمولی کاغذ عہ ، عہ د ۱۲ ر ، ۳ ر

(مطبوعہ شاہی برقی پریس مراد آباد)

ایضاح الادلّہ

مولفہ سیدنا شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

علمی موتیوں کا بے نظیر خزانہ ہے الہامی فوائد کا قیمتی ذخیرہ ہے۔ حضرت مولف رح کا مشہور علم و فضل مضامین کے حسن و خوبی اور استناد کے لئے بہترین شاہد ہے یوں تو علوم الہیہ کے سیکڑوں جواہر ریزے کتاب کے اوراق میں جلوہ فرما ہیں۔ مگر خصوصیت کے ساتھ مندرجہ ذیل مسائل پر سیر حاصل اور لاجواب بحث کی گئی ہے (۱) فقہائے کرام کی فضیلت حضرات محدثین پر (۲) فقہائے کرام کا بدرجہ اول محدث ہونا (۳) رفع یدین (۴) آمین بالجہر (۵) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (۶) قرأت فاتحہ خلف الامام (۷) وجوب جمعہ اور اس کے شرائط (۸) تقلید شخصی کی اہمیت (۹) تقلید کی مختلف قسمیں (۱۰) حقیقت ایمان (۱۱) ایمان کی زیادتی اور کمی (۱۲) امام صاحب کے متعلق الزام ارجاء کی تردید (۱۳) قضاء قاضی کے ظاہراً و باطناً نفاذ کی شرعی اور عقلی بحث (۱۴) حکومت اسلامیہ کی حقیقت (۱۵) خلافت اور حکومت الہٰی (۱۶) اسباب ملک وحقیقت ملک (۱۷) قبضہ شرعیہ (۱۸) بیع فاسد کی تحقیق اور فاسد و باطل کا فرق (۱۹) نکاح محارم (۲۰) قلتین اور دہ در دہ کا مسئلہ (۲۱) ماء کثیر کے متعلق ائمہ ثلاثہ کے مذاہب کی بے نظیر تفسیر وغیرہ وغیرہ۔

قیمت قسم اول ۶؍ قسم دوم ۶ صفحات ۱۶۴ متعدد بار طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی جلد طلب فرمائے ورنہ پھر کف افسوس ملنا پڑے گا۔

اسلامی غیرت ۱۳۵۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ القائد ۱۳۵۷ھ

قائد

ماہنامہ
مراد آباد

شرح چندہ
سالانہ۔ عمدہ کاغذ ۔ عہ ۱۲ آر
ششماہی " عہ
سالانہ معمولی کاغذ عہ
ششماہی " ۱۲ آر

ممالک غیر سے
سالانہ
عمدہ کاغذ چار شلنگ
معمولی کاغذ ۳ شلنگ

ترسیل زر کا پتہ
(مولانا حکیم) انتظار احمد صاحب مدیر انتظامی محلہ فیل خانہ مراد آباد

نمبر ۲ | بابتہ ماہ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ | جلد ۱

"نقش دلفریب (۱) از محمد حسن بدر سنبھلی"

۱۳۵۷ھ

(۲) "رفیع منزلت ماہانہ قائد مراد آباد"

۱۳۵۷ھ

(۳) "خبر ماہنامہ قائد مراد آباد آمد"

۱۳۵۷ھ

(۴) "قائد عالی رائے تیار شدہ"

۱۳۵۷ھ

(۵) "شگوفہ سعید بشگفت"

۱۳۵۷ھ

(۶) "جریدہ خجستہ بنیاد"

۱۳۵۷ھ

"تاریخ القائد"

۱۳۵۷ھ

غنچہ دل چو گل تر بشگفت — چوں بمن قائد ملت برسید

بہر تاریخ قدومش گفتم — الحمد للہ بشارت برسید

۱۳۵۷ھ

عرض اولین

الحمد للہ کہ آج ہم رسالہ قائد کا دوسرا پرچہ ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں، وہ تمام خوبیاں جو ہم رسالہ قائد میں دیکھنا چاہتے ہیں وہ اس مرتبہ بھی میسر نہ ہو سکیں، مگر تاہم پہلے رسالے کے مقابلہ میں بفضلہ تعالیٰ بہتر ہے اس رسالہ میں اُن تمام عنوانات کے تحت میں مضامین آ گئے جنکا اعلان کیا گیا تھا، اس لحاظ سے اس رسالہ کو جامع بھی کہا جا سکتا ہے۔

پہلے نمبر کے متعلق ۱۵ محرم کا اعلان تھا، مگر اول تو پریس کی ابتدائی مشکلات پھر کاتب صاحب کی علالت اور آشوبِ چشم وغیرہ کے باعث اسقدر تاخیر ہوئی کہ محرم اور صفر کا مشترک پرچہ قرار دینا پڑا۔

ادارۂ قائد نے معذرت پیش کرتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ آئندہ پرچوں میں اسکی تلافی کر دی جائیگی یہ پرچہ ادارہ کے اس اعلان کی بڑی حد تک تصدیق، اور اس کے وعدہ کی تکمیل ہے۔

رسالہ کی خصوصیت رسالہ قائد اپنے اس طرز میں یقیناً نرالا ہے کہ اس کے ادارہ نے مسلمانوں کی مذہبی سیاسی، اور ہر قسم کی ضرورتوں کا پورا لحاظ کرتے ہوئے نو مباحث یا ابواب پیشتر سے مقرر کر دیئے تھے، پھر رسالہ کی مزید جامعیت اور دلچسپی کے پیش نظر مندرجہ ذیل جدید مباحث کا اور اضافہ کر دیا۔

(۱) فقہیات یعنی عبادات اور معاملات وغیرہ کے متعلق فقہی احکام۔ اس مبحث کو نہایت مستند اور قابلِ وثوق کرنے کے لئے جدید تصنیف کے بجائے عربی کی ایک قدیم اور مستند کتاب کو مع ترجمہ و ضروری شرح شائع کرنیکا سلسلہ اس رسالہ سے قائم کر دیا گیا ہے جو آئندہ صفحات میں جناب کے سامنے موجود ہے۔

عقائدِ اسلام کے متعلق فلسفی مکالمہ، اس عنوان کے ماتحت عقائد کے متعلق دقیق سے دقیق مباحث

کو انشاء اللہ نہایت دلچسپ آسان اور عام فہم صورت سے پیش کیا جائیگا۔

(۳) علمی اور مذہبی افسانہ، اس سلسلہ کا مقصد بھی یہی ہوگا کہ اسلامی تعلیمات کے فلسفہ کو دلچسپ اور عام فہم صورت سے مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جائے۔

یہ تینوں چیزیں انشاء اللہ رسالہ کی پہلی خصوصیتیں ہونگی اور ان کے علاوہ سیاسی روزنامچہ، اور رفتار العرب بھی رسالہ کی مخصوص خصوصیت ہے، شذرات کے سلسلہ میں دور حاضر کے سیاسی مسائل پر نہایت متانت سے بحث کی گئی ہے اور اسی طرح انشاء اللہ آئندہ بحث کی جاتی رہیگی۔

اہم ترین درخواست ادارہ کو پوری توقع ہے کہ ناظرین کرام اسکی جد وجہد کی قدر فرمائیں گے، اور انکو یہ بھی یقین ہے کہ وہ اپنی خصوصی توجہات سے ادارہ کی حوصلہ افزائی اور مالی اعانت میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں گے

غیر متوقع کامیابی اس وقت تک جسقدر آرڈر موصول ہو چکے ہیں وہ ادارہ کی توقعات سے بالا ہیں اور ہم حضرات مندرجہ ذیل کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ حضرات نے رسالہ کو مخصوص توجہ سے نوازا۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب (بنارس) حضرت مولانا محمد یونس صاحب (مظفر نگر) مولانا عزیز الرحمن صاحب (رائے بریلی) مولانا سید شاہ محمود اللہ صاحب (ڈھاکہ) مولانا قاری محمد یامین صاحب (دہلی) مولانا محمد وقیع صاحب (غازی پور) مولانا حمید الدین صاحب (بہرائچ) مولانا عابد حسین صاحب (گورکھپور)۔ مولانا حکیم سید محمود علی صاحب (انجار سی پی)۔ مولانا حکیم عبد الحی صاحب (ضلع اعظم گڈھ)۔ مولانا عبد الخالق صاحب (کٹک)۔ مولانا حاجی محمد بخش خانصاحب (ریاست بہاولپور)۔ مولانا عبد الحمید صاحب فاروقی (حیدر آباد دکھن)۔ مولانا علی محمد صاحب (لودھیانہ) مولانا فیض صاحب (سیونمیا (صوبہ برما) مولوی مسیح الدین صاحب (رنگون)

مولانا صوفی اللہ دین صاحب (ضلع گجرات) مولوی حافظ بشیر احمد صاحب (ضلع بجنور) مولوی افتخار احمد صاحب (اجمیر شریف) مولوی لطف علی خاں صاحب (ضلع میرٹھ) مولوی سید سعد اللہ حسینی (ضلع سلیم) مولوی قاضی عبد الحق صاحب (بیکانیر) مولوی حکیم زبیر علی صاحب (ریاست رامپور) مولانا حکیم عبد الحئی صاحب (ضلع اعظم گڈھ) جناب ماسٹر عبد الحفیظ صاحب الہ آباد، جناب منشی آثار احمد صاحب (ضلع رائے بریلی) مولانا ابوالحسن صاحب (الہ آباد) مولانا عبد الرحمن صاحب (بھوپال اسٹیٹ) مولانا محمد مسعود الرحمن صاحب (بہار شریف) مولوی مقبول الٰہی صاحب (ضلع بھاگلپور) مولوی محمود علی صاحب (ضلع بھاگلپور) مولوی محمد حسن صاحب (ضلع دربھنگہ) مولوی عبد الستار صاحب (ضلع گورکھپور) مولوی خاکسار احمد صاحب (قصبہ مٹھالی صوبہ سندھ) ۔ مولوی موسیٰ حسن صاحب بروچ (بمبئی) ۔

استدعا لیکن مندرجہ بالا حضرات نیز ان کے سوا جملہ احباب اور کرمفرما حضرات سے ادارہ کی بعد ادب گذارش ہے کہ رسالہ اپنی اس جامعیت کے ساتھ اپنے مصارف بھی اس وقت تک نہیں پورے کر سکتا جب تک اس کے خریدار پندرہ سو نہ ہوں ۔

لیکن اگر رسالہ کے ہر ایک قدر دان بزرگ نے کچھ عرصہ کیلئے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا کہ ہر شخص کم از کم تین خریدار مہیا کر دیگا تو یہ تسلسل باقی ماندہ چودہ سو تو کیا چودہ ہزار خریدار مہیا کر سکتا ہے ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

رسالہ کا محصول جنرل پوسٹ ماسٹر صاحب کی خدمت میں تخفیف محصول کے متعلق درخواست ارسال کر دی گئی ہے مگر تعجب ہے کہ اسوقت تک کوئی جواب نہیں آیا مجبوراً چوگنا محصول خرچ کرکے رسالہ ارسال کرنا پڑ رہا ہے ۔ اس سلسلہ میں ایک خاص گذارش خریدار صاحبان سے بھی کرنی ہے ۔

اس قاعدہ کے بموجب کہ رسالہ یا اخبار کے محصول میں تخفیف جب کی جائیگی کہ کم از کم پچاس خریدار بیرونی ہوں ممکن ہے کہ پوسٹ آفس کی جانب سے جناب سے تحقیق کی جائے تو گذارش یہ ہے کہ اگر جناب والا سے دریافت کیا جائے تو جناب کو تصدیق کرنے میں پس و پیش نہ ہونا چاہئے ۔

نقد و تبصرہ

ہمیں مسرت ہے کہ رسالہ قائد کے ساتھ ساتھ دیوبند سے ہمارے محترم دوست مولانا سید احمد صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند اور مالک کتب خانہ اعزازیہ نے ماہانہ رسالہ "خالد" جاری فرمایا ہے جس کے دو نمبر ہمارے سامنے ہیں ۔

دوسرے نمبر کو سیدنا شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب حضرت استاذ العلماء مولانا محمد اعزاز علی صاحب شیخ الادب دارالعلوم دیوبند، مولانا عاشق حسین صاحب میرٹھی اور مولانا مشتاق احمد صاحب چرتھاولی کے مضامین کا مخصوص طور پر شرف حاصل ہوا ہے، جس کے باعث وہ ظاہری خوبیوں کی طرح باطنی خوبیوں کا بھی مالک ہو گیا ہے ۔

توقع ہے کہ یہ رسالہ اسی طرح خوبیوں کا حامل بنتا رہیگا ۔ اور وہ بلند درجہ حاصل کریگا جو دیوبند سے شائع ہونیوالے رسالہ کا ہونا چاہیے ۔

قیمت عام عہ رسالانہ طلبہ سے عہ رسالانہ پتہ مولانا سید احمد صاحب مالک کتب خانہ اعزازیہ و مدیر رسالہ "خالد" دیوبند ضلع سہارنپور

رسالہ نور جالندھر

علمی اور ادبی مضامین کا مجموعہ ہے، قرآن پاک کی آیات اور احادیث بھی ترجمہ سمیت شائع کی جاتی ہیں جو عام مسلمانوں کیلئے سبق کی حیثیت رکھتی ہیں، اصلاحی اور تاریخی نظمیں اور مضامین بھی نہایت موزوں حیثیت سے لائے جاتے ہیں آخر میں ایک صفحہ بچوں کا ہے ۔ خاص چیز یہ ہے کہ تجارتی ڈائری کے زیر عنوان تجارت پیشہ خریداروں کے اور پتہ بھی شائع کر دیئے جاتے ہیں ۔

سائز ۲۰×۳۰/۸ کاغذ عمدہ سفید ۔ ٹائٹل نہایت خوبصورت رنگین قیمت صرف ایک روپیہ

مالک و مدیر جناب اسد اللہ خانصاحب ۔ پتہ دفتر رسالہ نور بازار شیخان ۔ جالندھر

آہ!

شیخ کامل ــــ اور ــــ جوانِ صالح

دو جانکاہ حادثے

موت العالِم موت العالَم

دستِ قضا کی بے نیاز کارگذاری نے مجبور کر دیا ہے کہ ادارۂ قائد، ان دو بابرکت ہستیوں کی وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرے جن سے رسالہ قائد کو بہت قریب کا تعلق تھا اور جنکا وجود مسلمانوں کیلئے باعثِ صد برکات تھا۔

(۱) حضرت مولانا سید غالب علی صاحب مراد آبادی — آپ مراد آباد کے اولیاء اللہ میں سے تسلیم کئے جاتے تھے، قطبِ وقت حضرت مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب منگلوری کے خلیفہ راشد تھے۔ صاحبِ حال، پاک نفس پاک باطن، ذاکر و شاغل زاہد شب بیدار منکسر المزاج، متواضع غرض جملہ اوصاف میں نمونۂ سلف تھے — افسوس آپکی وفات نے کم از کم شہر مراد آباد کو شیخ کامل کی برکات سے خالی کر دیا۔ ۲۷ صفر ۵۷ھ یومِ جمعہ بوقت صبح وفات ہوئی۔

(۲) رفیق محترم مولانا محمد حنیف صاحب اعظمی — آپ قصبہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ کے مشہور و معروف عالمِ باعمل، مخلص قومی کارکن اور بیدار مغز رہنما حضرت مولانا شکر اللہ صاحب کے خواہر زادہ تھے — آپ اگرچہ نوعمر تھے مگر بہترین دل و دماغ، صادق جذبات صحیح فکر سنجیدہ اور متین تدبر آپکے عظیم الشان مستقبل کی خبر دیا کرتا تھا۔ مگر افسوس مختلف امراض نے آپکو گھیر لیا اور ہر ایک قسم کی جد و جہد کے باوجود نتیجہ وہ رہا جسکو تحریر کرتے ہوئے قلم شق ہوا جاتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ زمانہ اگر مہلت دیتا تو ادارۂ قائد مرحوم کی رفاقت سے بہت کچھ بہرہ اندوز ہوتا۔ مگر افسوس۔ "ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال"

اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم مرحوم کیلئے خود بھی دعا کریں اور جملہ احباب سے دعا و ایصالِ ثواب کی التجا کریں خداوندِ عالم مرحوم کو عرشِ معلّی کے سایہ میں جوارِ رحمت عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبرِ جمیل بخشے۔

شذرات

سیاسات حاضرہ

فلسطین اور برطانیہ

جنگ عظیم میں اور جگہ کے مسلمانوں کی طرح یروشلم کے عربوں سے بھی وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر عرب ترکوں سے بغاوت میں ہماری امداد کرتے ہیں تو ہم فلسطین میں اُن کی آزاد حکومت قائم کرادیں گے، اور وحدتِ عرب کے پیشِ نظر ممالک عربیہ میں عربی فیڈریشن کی قیام میں اُنکی امداد کریں گے، دوسری طرف یہودیوں سے سیم وزر کے لالچ میں درپردہ وعدہ کرلیا گیا کہ ہم فلسطین کو یہود کا قومی وطن بنانے میں امداد کریں گے۔ ان دونوں متضاد وعدوں سے برطانیہ نے خوب فائدہ اُٹھایا، جب جنگ کے خونی بادل ہر طرف سے چھٹ گئے، سلطنت برطانیہ کو فاتحانہ چین نصیب ہوا، اسکی حکومت کا رعب ودبدبہ تمام عالم پر چھا گیا۔

اسلامی سلطنت کی شان وشوکت خاک میں مل گئی، پرچم اسلامی سرنگوں ہوگیا وحدتِ اسلامی پارہ پارہ ہوگئی مسلمانوں کا رعب جاتا رہا، ہر طرف ذلت ونکبت کے سوا کچھ نہ رہا تو دفعتہً اعلان بالفور ہوا جس سے عربوں کی تمنا خاک میں ملگئی، یہودیوں کی اُمید برآئی نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کا بے پناہ سیلاب چاروں طرف سے فلسطین پر اُمنڈنا شروع ہوگیا، وہاں کے عرب اور عیسائی باشندوں پر سرزمینِ فلسطین تنگ ہونی شروع ہوگئی جس سے باشندگانِ فلسطین چیخ اُٹھے اور حکومت کے آستانے پر اپنی وفاداری کا واسطہ دے دے کر خوب استدعا کی اور اپنی تمام امکانی تدابیر ختم کردیں لیکن حکومت ٹس سے مس نہ ہونا تھی نہ ہوئی، بالآخر خود دار عرب اپنا مستقبل تاریک دیکھ کر بیدار ہوا، اس نے اپنی قومی روایات زندہ کرنے کا تہیّہ کرلیا، اور عزم بالجزم کیا کہ ملک وقوم کی ناموس کی خاطر ہم اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں گے اور جب تک کہ یہودیوں کا داخلہ بند نہ

کردیا جائے گا چین سے نہ بیٹھیں گے یہی وہ صورتِ حال ہے جو فلسطینی عربوں اور حکومت میں سنہ ۲۰ء سے اب تک مختلف شکلوں سے کشمکش کا باعث بن رہی ہے، اسی کو حکومت دُنیا کی آنکھوں پر پردہ ڈال کر فسادات سے تعبیر کرے یا اس سے بھی بدترین کوئی لفظ اختیار کرے لیکن دُنیا اسکو حق کا ہی مطالبہ سمجھیگی اور برطانیہ کو ہی ان فسادات کا ذمہ دار قرار دیگی جس کے انسداد کے سلسلہ میں حکومت نے باوجود مدعیِ تہذیب ہونے کے خوب جی کھول کر عرب کے مقدس خون سے ہولی کھیلی۔ اور اپنی طاقت کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے وہ تمام انسانیت سوز حرکات جنکا تصور بھی بھیانک ہے بے دریغ کر ڈالیں اور برابر کر رہی ہے بیشمار عرب شہید سیکڑوں مجاہدین جلاوطن کر دیئے گئے، لاتعداد مکانات گولوں اور بموں سے اُڑا دیئے گئے لیکن عربوں کی تحریک کچلنے کے سلسلہ میں جسقدر بھی وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کیا جارہا ہے اُسکا اثر اُلٹا ہی پڑ رہا ہے، عربوں میں اُن کا فطری جوشِ انتقام بڑھتا جارہا ہے۔ باوجود پیہم مصائب و آلام برداشت کرنے کے اُن کے پائے ثبات میں ذرہ برابر بھی تزلزل نہیں آیا، بلکہ برعکس اُن کے عزائم میں پختگی، جوارح میں صلابت، قدموں میں استقامت بڑھتی جارہی ہے، غالبًا حکومت کو عربوں کی فطرت کا اندازہ نہیں ہے ورنہ شاید انسداد کی تدابیر کسی اور صورت سے اختیار کرتی لیکن حکومت برابر اسی راستہ پر چل رہی ہے جو راستہ کہ اُس کے حق میں ضرر رساں ہے۔

لہٰذا ہم انسانی فریضہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کو آگاہ کر دیں، اگر حکومت فلسطین میں واقعی امن قائم کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے بجز اس کے کوئی اور شکل نہیں کہ وہ عربوں کے مطالبات منظور کرے کیونکہ دُنیا میں آجکل طاقت کے بل بوتے پر حکومت کرنا ناممکن ہے اگر یہی سلسلہ کچھ دنوں اور چلا اور حکومت اپنے تشدد سے باز نہ آئی تو حکومت کیلئے مزید مشکلات کا باعث ہوگا اور یہ ایک عالمگیر جنگ کی شکل اختیار کریگا۔

شہید گنج تحریک کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جبکہ سکھوں نے برٹش قانون کی دفعہ ۲۸ کے ماتحت اپنا مالکانہ تصرف قائم کیا، لیکن مسجد چونکہ اسلامی قانون کی رو سے صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے لئے وقف ہے اور وہ ابدالآباد تک وقف ہی رہیگی مسجد کی تعمیر کے بعد کسی انسان کے مالکانہ

حقوق باقی نہیں رہتے اور نہ آئندہ قائم ہو سکتے ہیں چنانچہ اُن لوگوں نے جن کے پیش نظر اپنی ذاتی اغراض وابستہ تھیں موقعہ کو غنیمت سمجھا اور غریب سیدھے سادے مسلمانوں کو شعائرِ اسلام کی تباہی سُنا سُنا کر اُبھارا (مسلمانوں میں اس گئے گذرے زمانے میں بھی اپنے مذہبی شعائر کے احترام کی خاطر مرنا آتا ہے، بھلا وہ کہاں اس چیز کو برداشت کرسکتے تھے کہ اُنکی عبادت گاہ پر غیر مسلم تصرف کریں فرطِ جوش میں چور ہوگئے) ان خود غرض لیڈروں نے ان کے اس جوش سے ناجائز فائدہ اُٹھایا ادھر تو سیکڑوں مسلمانوں کو مسجد کی حفاظت کی خاطر گولیوں کا نشانہ بنایا، سیکڑوں عورتوں کو بیوہ، ہزاروں بچوں کو یتیم کیا، اُدھر مسلمانوں کو مسجد کی واپسی کا یقین دلا کر ایوان میں داخلہ کا راستہ صاف کیا، اور انتخابات کے سلسلہ میں تمام قوم پرور لیڈروں کو جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قومی و مذہبی خدمات میں گذرا ہے بدنام کیا اور عوام سے اُنکا اقتدار اُٹھانیکی تمام ذلیل سے ذلیل حرکتیں کر گذرے اور اُسمیں اُنہیں خاطر خواہ کامیابی بھی ہوئی، احرار کا اقتدار فنا ہوگیا اگرچہ احرار نے ہمیشہ یہی کہا کہ اس تحریک کا مقصد بجز انتخابات کے کچھ اور نہیں ہے، اگر مسجد کی بازیابی ہوتا تو احرار یقیناً پیش پیش ہوتے اور اس سلسلہ میں احرار نے بارہا وہ تدابیر بتائیں جن سے کہ وہ مسجد کی بازیابی ممکن سمجھتے تھے، لیکن رہنمایانِ تحریک نے اُنکی آواز عوام کے قلوب تک نہ پہنچنے دی، لیکن تحریک کے علمبردار جب اسمبلی کی کرسیوں پر رونق افروز ہوئے اور وہاں کا عیش و آرام دیکھا تو تمام وعدے بھول گئے، سارا مذہبی جذبہ جاتا رہا، مسجدِ شہید گنج کا تذکرہ اُن کے نزدیک داستانِ پارینہ بن گیا، حالانکہ اس وقت پنجاب کی حکومت ان حضرات کے ہاتھوں میں ہے جو تحریک کے رہنماؤں کے دوست ہیں، بلکہ خود محرک ہیں، خیال تھا کہ اس وقت اس کے اصل محرکین جنہوں نے اسمبلی کی کرسیاں ہی شہید گنج کی بدولت سنبھالی ہیں، اسلامی وزارت سے ضرور اپنا مطالبہ منوالیں گے بلکہ خود اسلامی وزارت مسجد کی بازیابی کیلئے کوئی مؤثر اقدام کریگی، لیکن یہاں تو احرار نے جب وزیر اعظم سے اقدام کی درخواست کی جسکا جواب بھی بجز قانونی موشگافیوں اور حیلے حوالوں کے کچھ نہ ملا اور ان سرداروں اور خانبہادروں سے اس سے زیادہ کی اُمید ہی کیا ہوسکتی ہے، یہ لوگ تو اپنی ذاتی اغراض پورا کرنے کے لئے مذہب کو آڑ بناتے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ ان مغرب زدہ بتوں سے کبھی کوئی مذہبی کام نہیں ہوا، اور کیوں ہو جبکہ خود

اُن کے دلوں میں مذہب کا احترام ہی نہیں، بالآخر وہی احرار میدان میں نکلے جن کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ سکھوں سے رشوت لیکر خاموشی اختیار کرلی ہے۔ اور وہی ستیہ گرہ کی تحریک شروع کردی جسکا تجربہ بارہا ہوچکا ہے وہ ایک کامیاب حربہ ہے آٹھ سو سے زیادہ فرزندانِ توحید نے اب تک احرار کے علم کے نیچے قربانی پیش کی بالآخر وزارت مجبور ہوئی اور بیان دیا کہ حتی الامکان مسجد کی واپسی میں کوشش کی جاویگی۔

یہ نتیجہ اسی پُرامن قربانی کا ہے جسکو فرزندانِ توحید نے اب تک احرار کے جھنڈے تلے خالصاً لوجہ اللہ محض مسجد کی بازیابی کے پیش نظر پیش کیا ہے۔

جمعیۃ علماء اور عام ممبری ملک جس سیاسی ماحول سے گذر رہا ہے اُسکا علم تو ہر شخص کو ہے اس کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں۔ برطانوی شہنشاہیت ایسے موقعوں پر مختلف جماعتیں قوم میں انتشار پیدا کرنے کی غرض سے قائم کرانیکی عادی ہے تاکہ عوام صحیح نقطہ پر جمع نہ ہوسکیں لیکن ہر ذی ہوش انسان حق و باطل میں تمیز کرسکتا ہے، بلند بانگ دعوے بہت آسان ہیں مگر کسی جماعت کی حقانیت کا پتہ اس وقت چلتا ہے جبکہ وہ قول کے مطابق اپنا عمل بھی پیش کرے۔

تنظیم مسلم بہرحال ضروری ہے، اس سے انکار نہیں ہوسکتا، ہماری دو حیثیتیں ہیں، ہم مسلمان بھی ہیں ہندوستانی بھی، ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے ہمیں عام ہندوستانیوں کیساتھ ایک مشترک انجمن میں شریک ہونا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی تنظیم کیلئے ہمارے سامنے چند جماعتیں آتی ہیں۔ یہ فیصلہ ناظرین کرام کے ذمہ ہے کہ کس جماعت نے مسلمانوں کی بھلائی کی ہے، اور کس جماعت نے اصلاح کا جامہ پہنکر در پردہ افساد کیا ہے۔

ہمارے ناظرین اگر جمعیتہ علماء کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تو یہ حقیقت روشن ہوجائیگی کہ جمعیۃ نے جیسا کہا ویسا ہی عمل بھی پیش کیا، اسکی مذہبی اور ملکی رہنمائی اور سرفروشانہ جدوجہد سے تاریخی اوراق پُر ہیں جس پر ہم پھر کبھی بحث کریں گے۔ اسوقت ہمارا مقصد ایک خاص خوشخبری سُنانا

ہے۔ مسلمانوں کو ہمیشہ اسکا گلا رہا ہے کہ اور جماعتوں کی طرح جمعیۃ کا دروازہ سوائے علماء کے کسی دوسرے پر کھلا ہوا نہیں ہے، چنانچہ اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے جمعیۃ علماء مرادآباد نے سبقت کی اور اپنے حدود وسعت میں عام ممبری کا پروگرام مسلمانوں میں پیش کر دیا اور آئندہ سالانہ انتخابات بھی عام ممبروں کی عام رائے سے ہونگے۔ یہ کام جمعیتہ کے زیر اہتمام مرادآباد میں شروع کر دیا گیا ہے، مسلمانان مرادآباد کافی دلچسپی سے اسکا خیر مقدم کر رہے ہیں لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہ پروگرام مرادآباد کی ہی خصوصیت بنکر رہ جاوے۔ بلکہ بحیثیت مشورہ خواہش ہے کہ اس پروگرام پر تمام ہندوستان کے مسلمان عمل کریں، لہٰذا ہماری ان تمام حضرات سے گذارش ہے جنکا ذرا بھی جمعیتہ سے لگاؤ ہے اور انکو قومی اور وطنی خدمات سے دلچسپی ہے کہ وہ اس پروگرام کو چلائیں اور جمعیتہ سے عام مسلمانوں کی دلچسپی پیدا کرائیں۔

چین و جاپان چین و جاپان کی جنگ وہی شہنشاہیت کی جنگ ہے، ہر شہنشاہیت یہی آرزو رکھتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو زمین کے چپہ چپہ پر اپنی ہی مملکت کا پرچم لہراوے، اور تمام معمورۂ ارضی کو اپنی ملکیت میں داخل کرے جہاں کہیں بھی آزاد انسان بستے ہوں اُن کے گلے میں سے آزادی کا زریں قلادہ نکالکر طوق غلامی ڈالدے اور انکو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مجبور و مقہور کر چھوڑے، یہی ہوس جاپان کے دلمیں بھی ہے اور جبکہ جاپان نے تجارت و صنعت کے لحاظ سے ایک بلند مرتبہ حاصل کر لیا ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی حالت میں قدرتی طور پر جاپان کو ایسی مقبوضات کی ضرورت ہے جہاں کی منڈیوں میں اپنا تیار کردہ مال فروخت کر سکے اور وہاں کی خام پیداوار سے فائدہ اُٹھائے۔ چین اپنی زرخیزی اور وسعت کے اعتبار سے ان اغراض کے لئے بہت زیادہ موزوں ہے۔ چنانچہ جاپان ۱۹۰۵ء سے برابر چین کو ہضم کرنے کی جدوجہد میں لگا ہوا ہے۔

جنگ عظیم کے اختتام پر دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں نے عہد کیا تھا کہ آئندہ سے دنیا میں وحشت و بربریت کی حکمرانی کبھی نہیں ہوگی، تمام اختلافات کو باہمی مشورہ اور مفاہمت سے طے کیا جائے گا۔ اور

ہر کمزور حکومت کی اعانت میں ظالم کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام حکومتیں برد آزما ہونگی، اسی مقصد کے پیش نظر ۱۹۲۰ء میں جمعیۃ اقوام کا وجود عمل میں لایا گیا تھا، مگر آج ۱۹۳۸ء میں جاپان کی یہ خصوصیت یقیناً قابل داد ہے۔ کہ اس نے اس لیگ کا کبھی بھی احترام نہیں کیا اور اسکو ظالموں اور استعمار پسندوں کا ایک جتھا سمجھا جو کمزوروں کو دبانے کے لئے بنایا گیا تھا۔

چنانچہ اس نے ۱۹۲۸ء میں ہی اسکے احترام کو پس پشت ڈالکر چین پر دھاوا بول دیا۔ لیکن جاپان کا یہ اقدام برطانیہ اور روس دونوں کے لئے خطرناک ہے۔ اب سنا جا رہا ہے کہ چین کی مردہ فوجیں پھر مقابلہ پر آگئیں، اور جاپان کو مفتوحہ رقبوں سے پسپا کر دیا۔ مگر کیا چین نے اپنی طاقت سے جاپان کا مقابلہ کیا یا روس اور برطانیہ کا اسمیں حصہ ہے۔

بہر حال چین جیسے کمزور ملک کیلئے بیسویں صدی میں آزادی ناممکن ہے، اسکو بہر حال جاپان کا، یا برطانیہ یا روس کا غلام بنکر رہنا ہے۔ لیکن برطانیہ کا معاہدہ جو اطالیہ کے ساتھ ہوا ہے، اس کے بعد تامل ہے کہ مشرقِ اقصیٰ میں روس کیساتھ برطانیہ کی کیا پالیسی رہیگی چین کی طرح برطانیہ بھی پریشان ہے ایک طرف جاپان یا روس ہے دوسری طرف ہٹلر اور مسولینی۔ لیکن شاطر برطانیہ کیلئے یہ بات کچھ مشکل نہیں کہ جسطرح بروایت ڈیلی ہیرلڈ عرب و حجاز اور بلاد مقدسہ کو ہضم کرنے کے لئے اطالیہ سے معاہدہ ہوگیا ہے اسی طرح چین کو ہضم کرنے کیلئے جاپان یا روس سے کوئی خفیہ وعدہ ہوچکا ہو، یا کر لیا جائے۔

قبلۂ اسلام پر دشمنوں کی نظر

ظلم ناروا کیلئے ڈاکوؤں کا اتحاد

دول اسلامیہ یعنی ایران، افغانستان عراق اور ترکی کے اتحاد نے عروجِ مسلم کا ایک دھندلا سا خاکہ نظرِ تمنا کے سامنے پیش کیا تھا، اس اتحاد کا مقصد یقیناً یہی ہے کہ دولِ متحدہ کی اندرونی ترقی اور اصلاح ہو اور استعمار پرست طاغوتی طاقتوں سے محفوظ رہ سکیں۔

ایسی صورت میں کہ زمانہ حاضر کی ضرورتوں کے مطابق ہلاکت انگیز حربی آلات سے یہ چاروں حکومتیں تقریباً عاری ہیں۔ اس اتحاد سے یورپ کیلئے کسی خطرہ کا امکان بھی سراسر وہم باطل ہے۔ لیکن دنیا میں شہنشاہیت کے مالک وہی انسان نما درندے ہیں جو دولتِ مسلم کا معمولی نقش بھی سطح زمین پر دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ جنگ عمومی کے زمانہ میں سب سے بڑی شہنشاہیت کے وزیرِ اعظم کا وہ مقولہ ابھی فراموش نہیں ہوا کہ "خاکم بدہن" "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جنازہ کو یورپ کے میموریل میں رکھا جائیگا۔

وہی برٹش ایمپائر (جسکو ہندوستان کے خود غرض اور کج فہم مسلمان ظل اللہ فی الارض کہا کرتے ہیں جسکی حمایت میں احرار ہند کو رات دن گالیاں دینا ان کا شیوہ ہے) اپنے منصوبوں کی تکمیل میں برابر مصروف ہے فلسطین کے مجبور عربوں کو اسی لئے کچلا جا رہا ہے کہ ایشیا اور یورپ کے اس مرکزِ اتصال یا بعنوان دیگر بابِ ایشیا پر وہ قابو پا کر ایشیا میں اپنی طاقت محفوظ رکھ سکے اور اسلامی حکومتوں کے متعلق اپنے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے ہندوستان کے شمالی مغربی آزاد سرحدی علاقہ کے پٹھانوں کو اسلئے موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے کہ اس تمام پہاڑی علاقہ پر افغانستان تک راستہ صاف کر لیا جائے۔ اور آئندہ اگر کابل پر قبضہ کرنیکی نوبت آئے تو انگریزی فوجوں کو وہ تباہی نہ اٹھانی پڑے، جو انیسویں صدی

میں پیش آچکی ہے ــ .... برطانیہ کے منصوبوں کی تکمیل کا سب سے بڑا ذریعہ ہندوستان ہے، اس لئے ہندوستان کے تحفظ کیلئے جبرالٹر، مالٹا، مصر، نہر سوئز، اور عدن، عقبہ، معان پر پہلے ہی سے قبضہ کر رکھا ہے۔ لیکن حبش کی فتح کے بعد جب بحر روم، نہر سوئز اور بحر احمر کی ضرورت اٹلی اور برطانیہ کو قریب قریب مساوی ہوگئی، تو شاطر برطانیہ نے اٹلی کے مقابلہ پر ہتھیار ڈالدیئے، بحر روم میں اٹلی کی مساویانہ حیثیت تسلیم کرلی اور بحر احمر، نہر سوئز اور بحر عرب میں حسب ضرورت آمد و رفت کا حق اٹلی کو دیدیا۔ یا اسکی ضرورتوں کی ضامن ہوگئی اور طے کرلیا کہ ان سمندروں کے ماوراء علاقوں نیز خلیج عدن، مصر، سوڈان وغیرہ میں فوجی نقل و حرکت کی اطلاع ایک دوسرے کو دیتے رہیں گے۔

اس قسم کی اور شرطیں ہیں جو اخبارات میں تفصیل سے شائع ہوچکی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ برٹش اٹلی اینڈ کو آخر کیوں قائم ہوا۔؟

اتفاق سے انگلستان کے مشہور اخبار "ڈیلی ہیرلڈ" نے اس حقیقت کے چہرہ سے نقاب اٹھادیا وہ لکھتا ہے کہ:۔

"برطانیہ اور اٹلی کے درمیان ۱۹۲۷ء میں یہ معاہدہ ہوچکا ہے کہ جزیرۃ العرب کو غلام بناکر آپس میں تقسیم کرلیا جائے"

بیشک ہم نے بھی پڑھا کہ معاہدہ کی ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ سعودی عرب اور یمن کی آزادی کا احترام کیا جائے گا۔ اور مشترک مفاد کیلئے کسی دوسری دولت کی مداخلت بھی نہ برداشت کی جاویگی۔

مگر کیا ہم ان الفاظ سے مطمئن ہوجائیں؟ افسوس اگر ہمارے دماغ میں عقل ہے، پہلو میں دل اور دل میں گنبد خضرا کی ہرے بھرے شجر طوبی کی تڑپ، تو اطمینان تو کیا، ہمارے لئے میٹھی نیند سونا اور اہل و عیال میں مشغول ہونا بھی سراسر حرام ہوجاتا ہے۔

کیا ان الفاظ کا صریح مفہوم یہ نہیں کہ سعودی عرب اور یمن کو اسطرح جکڑ بند کردیا جائے کہ نہ انکو طاقت دم زدن رہے اور نہ کوئی اور آزاد حکومت انکی امداد کرسکے۔ کیا اسکا یہ مفہوم نہیں کہ دول اسلامیہ اگر مرکز اسلام، قبۂ ایمان کو صحیح آزادی پر دیکھنا چاہیں تو اٹلی اور برطانیہ کی خونخوار طاقتیں ان پر

ہزدآزما ہو جائیں ۔

سوال یہ ہے کہ سعودی عرب اور یمن کی وہ آزادی ہے کہاں جسکا احترام کیا جائیگا ۔ کیا یہ غلط ہے کہ دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ابن سعود اور امام یحییٰ کے ساتھ آج وہی کیا جا رہا ہے جو ۱۸۰۳ء میں دہلی کے بادشاہ کیساتھ کیا گیا ۔

۱۸۰۳ء میں شاہ عالم کو گرفتار کر کے اس سے معاہدہ کیا گیا کہ ہندوستان میں سرکاری زبان فارسی رہیگی اور قضا کا محکمہ قائم رکھا جائیگا مگر آج وہ معاہدہ کہاں ہے، محکمۂ قضا اور ملتِ بیضا کا احترام کیا ہوا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آج سعودی عرب اور امام یمن آزاد ہے ۔ جبکہ عقبہ اور خلیج عقبہ میں جو مدینہ منورہ سے چند قدم کے فاصلہ پر ہے انگریزی فوجیں جمع ہیں، جنگی جہازوں کا ستقرِ بنایا جا رہا ہے، مسقط، عمان، خلیج فارس پر انگریزی اقتدار قائم ہے ۔

(حضر موت (جو یمن سے بالکل متصل ہے) کے عربوں پر آگ کی بارش ہو رہی ہے، ان نوجوانانِ اسلام حاملانِ دینِ متین اور ملتِ بیضا کے سب سے پہلے محافظین کو خانماں برباد کیا جا رہا ہے، امانتِ مصطفویہ کے سب سے قدیم امانت داروں کے مبارک بدن خاک و خون میں تڑپائے جا رہے ہیں، فرنگی کمپنی حجاز کے قلب میں قائم کی جا چکی ہے ۔ اور اسطرح سیہ قلب سفید فام یاجوج ماجوج قلبِ حرم تک پہنچ چکے ہیں ۔

مگر ۔ آہ !

ہندی مسلمان تو آج بھی اپنی حمیت اور غیرت، گنگا اور جمنا میں ڈبوئے ہے ۔ تو آج بھی غلام ہندو دل کے سامنے حقوق حقوق کی رٹ لگا کر انگریز کی انگلیوں پر ناچ رہا ہے ۔ خدارا غور کر، اجودھیا یا شہید گنج کی مسجد زیادہ محبوب ہے، یا شفیع المذنبین کا وہ روضۂ اطہر جس سے تو شفاعت کی امیدیں لگائے ہوئے ہے، الہ آباد یا بمبئی کا کوئی مسلمان جو مارتے ہوئے مرگیا اُسکا خون زیادہ قابلِ احترام ہے، یا رب العالمین کا وہ بیت عتیق جس کے گرد اگرد طواف کر کے اور جسکے مقدس پردوں کو پکڑ کر تو گناہوں کی معافی کرایا کرتا ہے ۔

خدارا سوچ اور حساب لگا کہ وہ مسلمان زیادہ ہیں جو ہندو مسلم بلوؤں کے سلسلہ میں حکومتِ برطانیہ کے پورے دور میں مر گئے یا اُن بیکس اور غریب مسلمانوں کی مقدار زیادہ ہے جو فلسطین یا ہندوستان کی آزاد سرحد پر صرف ڈیڑھ سال میں حرمت

۔ اسلام کی خاطر شہید ہوئے اللّٰھم اھد قومی ۔ تیری نظر ایک ہی طرف پھنس کر رہ گئی ہے، حالانکہ دوسرا منظر بہت ہی کٹھن ہے۔ جس پر تیرے سکون ایمانی کا مدار ہے ۔

فریضۂ علمائے ہند

ذیل کا مضمون حضرت مولانا عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ امدادیہ مراد آباد نے بغرض اشاعت عنایت فرمایا ہے، جسکو ہم ناظرین کرام کی بحث و نظر کے لئے شائع کرتے ہیں، ناظرین کرام کی مخالف یا موافق آرا کی اشاعت میں بھی کوتاہی نہ کی جاویگی بشرطیکہ وہ متین اور مختصر ہو۔ (مدیر)

موجودہ حالات میں ہندوستان جن مراحل کو طے کر رہا ہے، وہ اخبار بین طبقہ پر مخفی نہیں جس انقلاب کی ہم کل تک خبریں سنتے تھے آج وہ نمودار ہو چکا ہے اور روز بروز اُسمیں ترقی ہوتی جارہی ہے، پچاس سال سے انگریزی راج اور کانگریس میں رسہ کشی ہورہی تھی گورنمنٹ نے قومی تحریک کے دبانے کی کوشش کی مگر ناکامیاب ثابت ہوئی حتی کہ ۱۹۳۷ء کے انتخابات نے فتح کا سہرا کانگریس کے سر رکھ دیا اور سات صوبوں میں زمامِ حکومت کانگریس کے ہاتھ میں دیدی۔

کانگریس کے با اختیار ہونے کے بعد مسلمانوں میں دو متضاد قوتیں کام کرنے لگتی ہیں، مسلم لیگ، اور کانگریس، مسلم لیگ تو ایسی جماعت ہے کہ جسکی تخلیق کانگریس کے بعد اسلئے ہوئی ہے کہ مسلمانوں کو بجائے اس کے کہ وہ ایک مشترکہ قومی جماعت میں رہتے ہوئے اپنے حقوق کی خود حفاظت کریں۔ گورنمنٹ کا خوشامدی اور وفادار بنادے۔ چنانچہ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء میں جب آل انڈیا مسلم لیگ قائم ہوئی تو یہ مقاصد اُس کے قرار دیئے گئے،

(الف) مسلمانانِ ہند کے دلوں میں برٹش گورنمنٹ کی نسبت وفادارانہ خیالات کو ترقی دینا اور گورنمنٹ کی کسی کارروائی کے متعلق اُن میں جو غلط فہمی پیدا ہو اُسے دُور کرنا۔

(ب) مسلمانانِ ہند کے پولیٹیکل حقوق و فوائد کی نگہداشت اور انکی ضروریات اور خواہش کو مودبانہ طریق سے گورنمنٹ میں پیش کرنا۔

علامہ شبلی نے مسلم لیگ کے ان حالات کو دیکھتے ہوئے بجا فرمایا تھا - "مسلم لیگ کا سنگِ اولین شملہ کا ڈیپوٹیشن تھا، اور اب یا آئندہ جو کچھ نظام ترکیبی قرار پائے ڈیپوٹیشن کی روح اس میں برقرار رہیگی - ۵

خشتِ اول چوں نہد معمار کج　　　تا ثریا می رود دیوار کج　　　(از روشن مستقبل)

لیگ نے اس وقت تک مسلمانوں کی کوئی خدمت انجام نہیں دی - اور نہ مستقبل میں اُس سے کوئی اُمید وابستہ کی جاسکتی ہے، رہنمایانِ لیگ وہ ہیں جو باوجود مسلمانوں کے حقوق اور کلچر کی حفاظت کے مدعی ہونے کے اسلامی تہذیب کو عملاً فنا کر دینے والے ہیں، ان کی تقریر و تحریر انگریزی ہیں لباس و طرزِ معاشرت سب یورپین، پردے کے یہ مخالف، مذہب کی خاطر یا کسی اور قومی کام کیلئے جیل جانے سے بھی احتراز فرما دیں - پھر اسکے ساتھ ساتھ مذہب اور اسلام کی حفاظت کا دعویٰ نہایت مضحکہ انگیز ہے -

گذشتہ سال لیگ کے صدر ہی تو تھے جنہوں نے شریعت بل کے اندر جو بہت کچھ تکالیف کے بعد اسمبلی میں پیش ہوا تھا ترمیم کر کے اسکی قانونی حیثیت کو فنا کر دیا -

لیگ کی یہ حالت ہم نے نہایت اختصار سے بیان کی، اگر اسکی پوری حقیقت سے واقف ہونا ہو تو کتاب مسلمانوں کا روشن مستقبل کا مطالعہ کیجئے -

اس کے ساتھ کانگریس کا مختصر حال بیان کر دینا بھی ضروری ہے تاکہ دونوں پہلو سامنے آجائیں، اور ہمارے لئے جانب راجح متعین ہوجائے -

کانگریس ملک کی ایک مشترکہ جماعت ہے، جب سے یہ وجود میں آئی ہے تب سے گورنمنٹ نے یہ کوشش جاری رکھی ہے کہ مسلمانوں کو اسپر اعتماد نہ ہونے پائے، چنانچہ مسلمان جنکو گورنمنٹ ہی نے سیاسی اور تعلیمی واقتصادی نیز اور تمام شعبوں میں بے شعور بنا دیا تھا وہ اپنی لاعلمی کے گورنمنٹ کے اس دھوکے میں آگئے اور اسپر ایک جماعت کا زیادہ تسلط ہوگیا جسکی وجہ سے اسکو ہندو جماعت سے تعبیر کر کے مسلمانوں کو اس مشترکہ جماعت سے روکا جاتا ہے، حالانکہ اس کے دروازے تمام قوموں کے لئے یکساں کھلے ہوئے ہیں -

گذشتہ سال سے پنڈت جواہر لال کی صدارت میں مسلمانوں کو کانگریس کے اندر شریک کرنے کا کام شروع ہوگیا ہے، اکثر جگہوں میں مسلم اشتراک کمیٹیاں کانگریس کے ماتحت قائم کی گئی ہیں، جسکی وجہ سے مسلمان

کانگریس میں شریک ہو رہے ہیں۔

کانگریس اپنی توسیع کیلئے اور عوام کو اپنے اندر جذب کرنے کیلئے جو پروگرام پیش کر رہی ہے وہ خالص اقتصادی ہے اور فقط یہی چیز ہو سکتی ہے جس پر تمام اقوام ہند جمع ہو سکتی ہیں، کانگریس مذہب کے معاملات میں غیر جانب دار ہے، تمام قومیں اس میں شریک ہو کر اپنے اپنے مذہب کی حفاظت کر سکتی ہیں۔

دیہات میں چونکہ افلاس زیادہ ہے اسلئے دیہاتی طبقہ جو اس ملک کی کثیر آبادی ہے، اس پروگرام پر بلا لحاظ مذہب و ملت زیادہ لبیک کہہ رہا ہے، کسان و مزدور خواہ ہندو ہوں یا مسلم سب کانگریس کے کلمہ گو بنتے جا رہے ہیں۔

ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے علماء ہند پر فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ غور کریں کہ مستقبل میں کیا کرنا ہے اور مذہب کی حفاظت اور مسلمانوں کے اندر مذہبی جذبات کی بقا کس طرح ہو سکتی ہے۔

مذہب کی حفاظت کا صحیح حل

دوسرے ممالک کی انقلابی تحریکات کے نتائج کو دیکھنے کے بعد یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ اگر اس ملک میں مذہب کے بچانے اور محفوظ رکھنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے تو وہ صرف ایک رہ گئی ہے، وہ یہ کہ پختہ کار علماء انقلابی تحریکات میں حصہ لیں اور عوام کیساتھ رابطہ پیدا کرنے، اور ان کے افلاس و فاقہ کے دور کرنے، گرام سدھار وغیرہ کاموں میں پیش پیش ہیں اسمبلیوں میں جانے اور جتنے عہدے جدید حکومت کے اندر ہو سکتے ہیں ان کے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اگر علماء نے اس میدان سے کنارہ کشی اختیار کی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ان تحریکات کو چلائیں گے وہ لوگ جو آپ کے نزدیک دہری اور لا مذہب ہیں، یا مہا سبھائی ہیں۔ انہی کا ہندوستان کی ۳۵ کروڑ فاقہ کش آبادی پر کنٹرول ہوگا۔ اور وہی با اختیار رہیں گے، اس وقت آپکی کوئی مذہبی آواز موثر نہ ہو سکے گی، اس کی نظیر ترکی اور روس میں موجود ہے، وہاں کے علماء تحریکات انقلاب سے علیحدہ اور عوام کے دکھ درد سے بیخبر تھے۔ بلکہ ظالم حکومتوں کے معاون تھے، انقلاب کی تکمیل کے بعد یہ نتیجہ ہوا کہ علماء کو ختم کر دیا گیا اور مذہب کی جگہ دہریت نے لے لی۔ اگر اس وقت علماء ان تحریکات میں پیش پیش رہتے ہیں، اور عوام پر انکا اثر ہوتا ہے تو کل کو عوام کے نمائندے بن کر اسمبلیوں میں بھی پہنچ سکتے ہیں، اور وہاں اپنے مذہب کی بھی حفاظت

کر سکتے ہیں :-

موجودہ دور میں طریقۂ جہاد ہر زمانہ کا طریقۂ جنگ جُدا رہا ہے، آج طریقۂ جنگ ووٹوں کی تکثیر، رائے عامہ کی ہمواری، آئینی قوت ہے، اسی طریق سے حال ہی میں جرمنی آسٹریا پر قابض ہوگیا ہے، لہٰذا ہم کو بھی جہاد میں یہی طریقہ اختیار کرنا پڑیگا، ورنہ ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اسلئے بہترین صورت اس جہاد کی تعلیم کے لئے یہ ہے کہ ایک ادارہ سیاسی تربیت گاہ کے عنوان سے قائم کیا جائے جسمیں اخبارات، سیاسی کتب، کتب تواریخ وجغرافیہ اور حالاتِ حاضرہ سے واقف کرنیکا پورا لٹریچر مہیا کیا جاوے، اور فارغ التحصیل طلباء وعلماء کی، اور ان تعلیم یافتہ حضرات کی جنکو مذہب سے لگاؤ ہو اور اُنکی پختہ کاری پر اعتماد ہو اس ادارہ میں سیاسی تربیت کیجائے اور چونکہ جنگ آئینی ہو رہی ہے اسلئے اس طریقۂ جنگ کے اصول اور پارلیمنٹری قواعد سے خوب واقف کیا جاوے تاکہ اس طبقہ میں اسمبلیوں کے اندر کام کرنے کی اہلیت پیدا ہو جائے۔

بلکہ اس ادارہ کو وسعت دیتے ہوئے مسلمانوں کی تنظیم اور مسلم اقتصادیات کی اصلاح اور محکمۂ قضا کے لئے آدمی تیار کئے جادیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اندر تربیت یافتہ کارکنوں کا قحط ہے، مسلم قوم کے اندر اہلیت ہے مگر اس سے کام لینے والا کوئی نہیں۔ ہمارے اندر سیاسی کام کرنے والے آج بھی وہی ہیں جو پندرہ سال پیشتر تھے، لہٰذا ایسے ادارے کی سخت ضرورت ہے جو کہ سیاست، تبلیغ، قضا وافتا کے لئے کارکنوں کو تیار کرسکے قوم کی ضرورت پوری کرے۔

خدانخواستہ اگر یہ اجتماعی طریقہ وجود میں نہ آسکے، تو دوسری صورت یہ ہے کہ علماء کرام اور ہر وہ شخص جس کے نزدیک مذہب کی حفاظت وبقا ضروری ہے۔ مندرجہ بالا طریقہ پر انفرادی حیثیت سے عامل رہنے کی نیت سے عوام کیساتھ رابطہ پیدا کرنے اور حکومتِ جدیدہ کے کاموں کے اندر حصہ لینے میں پوری سعی کرے۔

اخیر میں ہم عرض کردینا چاہتے ہیں کہ یہ وقت ہمارے لئے آخری زرین موقع ہے، اگر ہم نے اس وقت کو کھودیا تو پھر تلافی مشکل ہی نہیں، بلکہ ناممکن ہو جائے گی۔ لہٰذا اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر میدانِ عملہ میں مسلم کو دوڑنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرما دے۔

(عبداللہ ڈیروی عفزلہ)

ترجمہ تفسیر ابن کثیر

(۲)

سب سے بہتر تفسیر اگر سوال ہو کہ تفسیر قرآن کا سب سے بہتر طریقہ کیا ہے تو جواب یہ ہے کہ صحیح ترین طریق تو یہ ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر قرآن ہی سے کی جائے، اگر کوئی مضمون کسی جگہ مجمل ہے، تو دوسری جگہ وہ شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے لیکن اگر تمہیں کسی مضمون کی تفسیر قرآن پاک میں نہ ملے تو پھر تم احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مراجعت کرو، کیونکہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی شارح اور مفسر ہیں۔

قرآن اور حدیث کا تعلق امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ احکام بھی ارشاد فرمائے وہ سب قرآن پاک سے سمجھ کر ارشاد فرمائے ہیں۔ چنانچہ باری تعالیٰ عز اسمہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ارشاد ہے۔

انا انزلنا الیک القرآن لتحکم بین الناس	ہم نے نازل کی آپکی جانب سچی کتاب تاکہ آپ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان
بما اراک اللہ ۔ ولا تکن للخائنین خصیما	وہ کہ سمجھا دی تجھکو اللہ ۔ اور آپ مت ہوجئے دغابازوں کیطرف سے جھگڑنے والے

نیز حضرت حق جل شانہ کا ارشاد ہے۔

وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم	ہم نے تم پر صرف اسلئے کتاب نازل کی ہے کہ ان چیزوں کو
الذی اختلفوا فیہ ۔ وھدیً ورحمۃً	اُن کے سامنے واضح کردیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں
لقوم یومنون ۔	اور اسلئے کہ ہدایت اور رحمت ہو اُن کو لئے جو ایمان رکھیں

نیز ارشاد ربانی ہے۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل	ہم نے آپ پر ذکر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے ان چیزوں کو واضح کردیں

الیہم۔ ولعلّہم یتفکرون ط جو اُن پر نازل کیگئی بہت ممکن ہے کہ وہ غور کریں

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

الا انی اوتیت القران ومثلہ معہ یعنی دیکھو مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اُسی

السنۃ۔ جیسی اور۔ یعنی سنت ، بھی دی گئی ہے۔

اسی جیسی سے مراد سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر سنت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور آپ کی تعلیمات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر قرآن کی طرح وحی سے نازل ہوا کرتی تھیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قرآنِ عزیز کی نماز میں تلاوت کی جاتی ہے سنت کی تلاوت نہیں کی جاتی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور آپ کے علاوہ دیگر علماء نے اس دعوے کے متعلق بہت سے دلائل پیش کئے ہیں جنکے نقل کا یہ موقع نہیں۔ مقصود یہی ہے کہ آپ قرآنِ پاک کی تفسیر خود قرآنِ پاک سے تلاش کریں اگر قرآنِ پاک میں تفسیر نہ ملے تو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے تفسیر معلوم کریں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا جبکہ موصوف کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ فرما رہے تھے۔

"آپ کس چیز سے فیصلہ کیا کریں گے"؟

حضرت معاذ، رضی اللہ عنہ۔ کتاب اللہ سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ اگر کتاب اللہ میں وہ فیصلہ نہ پاسکو؟

حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) تب سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے فیصلہ کرونگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ اگر سنتِ نبوی میں بھی وہ فیصلہ نہ پاسکو۔

حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) تب اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، یعنی اپنی پوری کوشش حق کے معلوم کرنے میں صرف کر کے راہِ عمل متعین کرونگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔

الحمد للہ الذی وفق رسول، خدا کا شکر کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے رسول (سفیر)

رسول اللہ لما یرضی رسول اللہ کو اس چیز کی توفیق بخشی جسکو اللہ کا رسول پسند کرتا ہے۔

لیکن جب کسی آیت کی تفسیر کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دستیاب نہ ہو سکے۔ تو اس وقت ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال کی طرف رجوع کرنا ہوگا، کیونکہ ان لوگوں نے ان قرائن اور احوال کا بذاتِ خود مشاہدہ کیا تھا، جن پر ایک حد تک تعیین مراد کا مدار ہے۔ نیز فہم کامل، علم صحیح اور عمل صالح کے وہ حضرات مالک تھے اسلئے ان حضرات کی واقفیت کلامِ الٰہی کے بارے میں یقیناً اوروں سے زاید ہوگی اور اس بارہ میں اُنکا فہم دیگر مفسرین پر رجحت ہوگا۔ بالخصوص علماء اور اکابر صحابہ مثلاً خلفاء راشدین یا جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہم (رضی اللہ عنہم)

امام ابو جعفر بن جریر رحمۃ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

خدائے وحدہ لاشریک لہ کی قسم کہ کتاب اللہ میں جو بھی آیت ہے، میں جانتا ہوں کہ کس شخص کے بارہ میں اور کس موقع پر نازل ہوئی ہے اور اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی ایسا شخص موجود ہے جو میرے سے زیادہ کتاب اللہ کا واقف ہے اور اونٹوں پر سوار ہو ہو کر شائقین اُسکی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں (یعنی وہ بقید حیات ہے اور اُسکی خدمت میں باریابی بھی ممکن ہے) تو میں اُسکے پاس ضرور پہنچتا۔

نیز اعمش نے بحوالہ ابی وائل نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص ہم میں سے دس آیت سیکھ لیتا تو جب تک ان کے معنی اور اُن کے عمل سے واقف نہ ہو جاتا آگے نہ بڑھتا۔

ابو عبدالرحمٰن سلمی کا بیان ہے کہ ہمارے اساتذہ جو ہمیں قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے، اور جب دس آیتیں پڑھ لیا کرتے تھے تو اُن سے آگے نہ بڑھتے تھے جب تک اُن پر عمل پیرا نہ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ہم نے قرآن شریف اور عمل دونوں کو ساتھ ساتھ سیکھا۔

ان ہی اکابر اور اجلاء صحابہ میں سے حبرِ اُمت بحر العلوم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت سے زبردست ترجمان القرآن ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کے لئے فرمایا تھا۔

اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِیْلَ۔ اے اللہ انکو تفقہ فی الدین اور تفسیر قرآن کا علم عطا فرما

ابن جریر نے متعدد سندوں سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے۔ کہ

"ابن عباس بھی کیسے اچھے ترجمان القرآن ہیں"

صحیح قول کے بموجب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چھتیس ۳۶ سال زندہ رہے۔ آپ خود خیال کیجئے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد کس قدر علوم اس مدت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے حاصل کر لئے ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر دانی کی ایک مثال

حضرت اعمش نے حضرت وائل رضی اللہ عنہ کے توسط سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں حضرت عبد اللہ ابن عباس کو انتظاماتِ حج کیلئے ایک مرتبہ اپنا قائم مقام بنا دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایامِ حج میں ایک تقریر فرمائی جس میں سورۂ بقرہ یا سورۂ نور کی تلاوت کی، پھر اسکی تفسیر بیان فرمائی۔ وہ تفسیر اس قسم کی تھی کہ اگر اسکو روم، ترک اور دیلم (جو اس زمانہ میں کافر تھے) سن لیتے تو یقیناً مسلمان ہوجاتے۔

اسی باعث (کہ ان دونوں بزرگوں کی شان تفسیر قرآن کے سلسلہ میں نہایت جلیل و عظیم ہے) اسمٰعیل بن عبد الرحمن السدی الکبیر اپنی تفسیر میں اکثر ان ہی دو بزرگوں سے روایت کیا کرتے ہیں۔ البتہ کبھی کبھی وہ اپنی تفسیر میں حکایت کے طور پر اہل کتاب کے وہ اقوال بھی ان اکابرین کے طریق سے نقل فرماتے ہیں جن کے نقل کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَۃً وَ حَدِّثُوا عَن	اگر زیادہ نہ ہوسکے تو کم از کم ایک آیت ہی مجھ سے نقل کر کے دوسروں
بَنِی اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ۔	تک پہنچا دو۔ اور اسمیں بھی مضائقہ نہیں کہ بنی اسرائیل کی روایت نقل کرو
وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ	اور جو شخص میرے اوپر قصداً جھوٹ بولے اُسکو چاہیے کہ اپنا
مِنَ النَّارِ۔ (بخاری شریف)	ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

توحید

(از حضرت علامہ مولانا سید فخر الدین احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد)

اللہ ایک ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ (سورۂ اخلاص پارہ ۳۰)	کہو! اللہ ایک ہے۔

تمھارا معبود ایک ہے

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورۂ بقرہ ع ۱۹)	تمھارا معبود ایک ہے۔
اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ (ج ۲۳ ع ۱ سورۂ صافات)	بے شک تمھارا معبود ایک ہے۔

صرف اللہ ہی معبود ہے

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورۂ نساء ع ۲۴)	صرف اللہ ہی معبود ہے جو ایک ہے۔
شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ (ع ۲ سورۂ آل عمران ج ۳)	اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی پرستش نہیں اس کے سوا اور گواہی دی فرشتوں نے اور اہل علم نے؛ وہی حاکم انصاف ہی نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی عزیز و حکیم۔
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (ج ۲۳ ع ۵ - سورۂ زمر)	ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں - وہی ہے بہت زیادہ غلبہ والا۔
وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ (ج ۲۵ ع ۷، سورۂ زخرف)	وہی ہے جو آسمان میں بھی ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔

صرف اللہ کی پرستش کرو

تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۝ (ج ۳ ع ۷، آل عمران)	آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمھارے درمیان کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کی اور نہ شریک ٹھیرادیں اس کا کسی چیز کو اور نہ بنائے آپس میں ایک کو ایک رب خدا کے سوا۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ٥ (سورۂ یوسف ع ۵)

حکومت نہیں ہے کسی کی سوائے اللہ کے۔ اس نے فرمایا کہ نہ پوجو کسی کو اس کے سوا یہی ہے سیدھی راہ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ٥ (ع سورۂ نحل)

اللہ نے فرمایا کہ مت مانو معبود دو معبود صرف وہی ایک ہے پس میرے ہی سے ڈرو۔

دلائل توحید

اس عنوان کے ماتحت اگر تمام آیات واحادیث بیان کی جائیں تو سیکڑوں اوراق بھی ناکافی ہوں ہم یہاں چند آیات پیش کرتے ہیں جو اصولی دلائل پر روشنی ڈالتی ہیں۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ (ج ۱۷، ع ۲ سورۂ انبیاء)

اگر زمین وآسمان میں خدا کے سوا کچھ اور معبود ہوتے تو یہ دونوں برباد ہوگئے ہوتے۔[1]

[1] اگر معاذ اللہ دو یا چند خدا ہوں تو تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔ دونوں ناقص۔ دونوں کامل۔ ایک ناقص ایک کامل۔ جو بھی ناقص ہو وہ خدا اور معبود نہیں ہوسکتا۔ ورنہ پھر ہر شخص معاذ اللہ خدائی کا دعوے کرسکتا ہے کیونکہ کچھ نقصان کچھ کمال ہر ایک میں ہے۔ علاوہ ازیں اس ناقص میں مادہ ترقی ہوگا یا نہیں۔ اگر نہ ہو تو وہ انسان سے بھی زیادہ ناقص رہا کہ انسان میں مادہ ترقی تو ہے اور اگر ہے تو وہ ترقی کرکے خدا کے مقابلہ پر آئے گا اور دنیاوی حکومتوں کے انقلابات کی طرح خداوندی حکومت میں بھی انقلاب پیدا کرے گا جیسا کہ ارشاد ہوا۔ إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ٥

اور اگر دونوں کامل ہوں تو اگر ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو موجودہ نظام کو استقلال کے ساتھ پیدا کرکے چلا نہیں سکتا تو وہ ناقص ہوا۔ خدائی کے قابل نہیں۔ اس کی مثال دنیاوی ملوک وسلاطین سے بالا نہ ہوئی۔ اور اگر ہر ایک ان میں سے موجودہ نظام کو پیدا کرسکتا ہے اور چلا سکتا ہے تو یا دونوں اثرانداز ہیں یا ایک معطل ہے اور ایک مصروف خلق اگر کوئی ایک معطل ہے تو اس کا تعطل لامحالہ کسی نقصان کا سبب ہوگا اور جب نقصان پایا گیا تو خدائی کے لائق نہیں اور گر دونوں اثرانداز ہیں تو بہ یک وقت یا آگے پیچھے۔ دوسری صورت تو خدائی شان کے برخلاف ہے کہ سراسر نقصان ہی پھر یک کی مکمل تاثیر کے بعد دوسرے کی تاثیر محض بے معنی اور لغو شئے نہیں تو اور کیا ہے اور اگر پہلی تاثیر ناقص تھی اور ہر دو تاثیرات نے مل کر نظام کو موجودہ مرتبہ کمال تک پہنچایا تو دونوں ہی خدائی سے گر گئے اور اگر ہر دو تاثیرات بہ یک وقت ہوں اور ظہور اثر میں تقدم یا تاخر ہو تو جس تاثیر کا اثر موخر ہوگا وہ تاثیر یقیناً خدائی تاثیر نہیں ہوسکتی اور نہ اس تاثیر کا موثر خدا کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے اور اگر ہر دو تاثیرات ساتھ ساتھ ہوں تو یقیناً بلحاظ مرتبہ خداوندی ہر دو اثرات مکمل اور پورے پورے ہوں گے۔ ایسے حالات میں توافق ہو یا تخالف ہر ایک اپنی خدائی برقرار رکھنے کے لئے اپنی پوری قوت کے ساتھ دوسرے کے مقابلہ پر آئیگا۔ اور ... طاقتیں تصادم ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گی۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے نظام کی درستی تو درکنار (ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ○

(ع ۵ - سورۂ بنی اسرائیل ج ۱۵)

آپ فرما دیجئے۔ اگر ہوتے خدا کے ساتھ کچھ اور معبود تو نکال لیتے خداوند عرش کی طرف راہ۔[1] وہ پاک ہے بلند تر ہے اور ان کی باتوں سے بہت دور۔

مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○

(ع ۵ - ج ۱۸ - سورہ مومنون)

اس کے ساتھ کوئی معبود نہیں یوں ہوتا تو لیجاتا ہر معبود اپنی بنائی ہوئی کو۔ اور غالب ہوجاتا ایک پر ایک اللہ نرالا ہے اُن چیزوں سے جن کو وہ بیان کرتے ہیں۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ (ج ۱۷ ع ۲ سورۂ انبیاء)

کیا مان لئے انھوں نے اللہ کے سوا کچھ اور معبود آپ فرمائیے۔ لاؤ اپنی سند۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) بقا ہی ناممکن ہوگا بلکہ وجود عالم ہی خطرہ میں پڑجائے گا اور وجود عالم تو بعد کی چیز رہی۔ خود موجد عالم اور خالق کائنات ہی کا وجود قائم رہے تو غنیمت جانئے یا دونوں فنا ہوں گے۔ اگر دونوں کی طاقت مساوی ہو یا ایک باقی رہے گا اور ایک فنا ہوگا۔ اگر ایک غالب اور ایک مغلوب ہو بہر حال دو ہستیوں کا خدا ہونا محال سے بڑھ کر محال ہے فسبحان من تقدس عن الشرک نیز جو چیز کسی ایک قوت سے ظہور پذیر ہوسکتی ہے۔ اس پر اگر اس جیسی دو طاقتیں اثر انداز ہوں تو لا محالہ وہ چیز تباہ اور برباد ہوجائے گی مثلاً ایک نیام میں اس جیسی دو تلواریں بیک وقت نہیں اور اگر زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کی جائے تو نتیجہ ظاہر ہے یا مثلاً اس عالم ارضی اور نظام شمسی میں ایک آفتاب کے بجائے اگر دو آفتاب ہوجائیں تو خود غور فرمائیے کہ یہ نظام شمسی باقی رہے گا یا برباد ہوجائے گا۔ عجب ہے کہ یہ آفتاب بہزاروں وجوہ سے ناقص ہے لیکن جو کامل ہو جس کا کمال غیر محدود ہو جس کی ذات اور صفات کی کوئی انتہا نہ ہو اس کو واحد کے بجائے اثنین کہہ دینا عقل و دانش کو دفن کر دینا نہیں تو کیا ہے (مستفاد از تحریرات حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحبؒ) واللہ اعلم بالصواب

[1] دو کامل خدا ہوں تو اس کا ابطال سابق آیت میں گزرا۔ اب اگر کچھ خدا ناقص ہوں تو اس کی تردید اس آیت میں ہے جس کے متعلق حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ کے تشریحی الفاظ حسب ذیل ہیں یعنی پرایا محکوم رہنا کیوں قبول کرتے۔ تخت کے مالک کو اُٹھا ڈالتے۔ ۱۲ اسی احتمال کی ایک تردید وہ ہے جو آیۂ کریمہ (ام اتخذوا من دونہ الھۃ قل ھاتوا برھانکم) میں بیان کی گئی ہے جس کے متعلق سیدنا و مولانا حضرت شاہ عبد القادر صاحب قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں "اب ان کا ذکر فرمایا جو خدا کے نائب ٹھیراتے ہیں۔ اس کو مالک کی سند چاہئے۔ اس بغیر کیونکر نائب ہووے ۱۲ (موضح القرآن)

فقہیات

احکام طہارت

المختار للفتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی جَزِیْلِ نَعْمَائِهٖ - اَحْمَدُهٗ عَلٰی جَلِیْلِ اٰلَائِهٖ - وَ اَشْكُرُهٗ عَلٰی جَمِیْلِ بَلَائِهٖ - وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ شَهَادَةً اُعِدُّهَا لِیَوْمِ لِقَائِهٖ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَخَاتَمُ اَنْبِیَائِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْمَدُهٗ عَلٰی اَنْ جَعَلَنِیْ مِمَّنْ سَلَكَ سَنَنَ سُنَنِهٖ وَاقْتَفَاهُ - وَرَدَ[1] شَرِیْعَةَ شَرْعِهٖ فَرَوَّاهُ حَمْدَ مَنْ غَمَرَتْهُ نِعَمُهٗ وَ عَمَّتْهُ عَطَایَاهُ -

وَ بَعْدُ نَطَلَبَ مِنِّیْ اِلَیَّ مَنْ وَجَبَ جَوَابُهٗ عَلَیَّ - اَنْ اَجْمَعَ لَهٗ مُخْتَصَرًا عَلٰی مَذْهَبِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ مُقْتَصِرًا عَلٰی

اللہ کی حمد اس کی عظیم الشان نعمتوں پر۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں اس کی تمام نوازشوں پر اور میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس کے کرم آمیز امتحان پر۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ شہادت کہ وہی میرا سرمایہ ہو۔ اس کے دیدار کے روز۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کے تمام انبیاء علیہم السلام کے خاتم۔ اللہ کی رحمتیں نازل ہوں آپ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر۔

اور میں خدا، بالا و برتر کی حمد کرتا ہوں کہ مجھے ان میں سے بنایا جو سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلے اور اسی کی اتباع کی جو کہ شریعت مصطفویہ کے سرچشمہ پر آئے اور اس چشمہ شریعت نے انکو سیراب کیا جیسی حمد وہ حضرات کریں جن کو خداوندی نعمتوں نے ڈھانپ لیا ہو اور جن پر ربانی عطائیں محیط ہوں

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض گزار ہوں کہ کچھ ایسے حضرات نے جن کی فرمائش پر لبیک کہنا میرے اوپر واجب تھا مجھ سے فرمائش کی کہ میں ان کے لئے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ وارضاہ کے مسلک پر ایک ایسا مختصر رسالہ تحریر کروں جس میں صرف امام موصوف کے مذہب

---

[1] النسخة هكذا ولعله وورد اى كلمة فعل مع حرف العطف ١٢

مذهبه معتمدا فيه على فتواه - فجمعت له هذا المختصر كما طلبه و
توخاه[1] - وسميته المختار للفتوى لانه اختاره اكثر الفقهاء وارتضاه
ولما حفظه جماعة من الفقهاء واشتهر وشاع فيما بينهم ذكره
وانتشر طلب مني بعض اولادي اخي النجباء - ان ارمز اليه رموزا يعرف
بها مذاهب بقية الفقهاء لتكثر فائدته - وتعم عائدته - فاجبته
الى طلبه - وبادرت الى تحصيل بغيته - بعد ان استعنت بالله وتوكلت
عليه واستخرته وفوضت امري اليه

وجعلت لكل اسم من اسماء العلماء حرفا تدل عليه
من حروف الهجاء - وهي لابي يوسف س - ولمحمد م - ولهما سم - و

ہی پر کفایت کی گئی ہو (دیگر ائمہ کے مذاہب اور اختلافات کا اس میں ذکر نہ ہو) اور اس میں صرف امام اعظم رحمۃ اللہ کے فتاویٰ پر ہی اعتماد ہو - چنانچہ ان کی طلب اور خواہش کے بموجب میں نے یہ مختصر تصنیف کی اور میں نے اس کا نام "المختار للفتوی" رکھا کیونکہ اکثر فقہاء نے ان مسائل کو (جو اس کتاب میں لائے گئے ہیں) اختیار کیا ہے اور ان کو پسند کیا ہے:

اور جبکہ اس مختصر کتاب کو فقہاء کی ایک جماعت نے محفوظ کر لیا اور علماء کے طبقہ میں یہ مختصر مشہور ہو گئی اور اس کا ذکر ان حضرات کے آپس میں شائع اور منتشر ہو گیا تو میرے ایک کریم النفس شریف الطبع برادر زادہ نے درخواست کی کہ میں اس کتاب میں ایسے رموز لگا دوں جن سے دیگر فقہاء کرام کے مذاہب کا علم بھی ہو جائے تاکہ اس کا فائدہ کثیر ہو اور اس کا نفع عام ہو - چنانچہ میں نے ان کی طلب پر لبیک کہا اور ان کی تمنا کی تحصیل کیلئے سبقت کی اور اس سے پیشتر میں نے خدا سے امداد کی استدعا کی اور اسی پر اعتماد کیا نیز استخارہ کیا اور اپنے معاملہ کو اسی کے سپرد کر دیا

میں نے علماء کرام کے اسماء گرامی میں ہر ایک کے نام کے لئے حروف ہجا میں سے ایک حرف مقرر کر دیا ہے جو اس پورے نام کے لئے علامت ہوگا اور وہ یہ ہیں :- حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے لئے س حضرت امام محمد صاحب رحمۃ اللہ کے لئے م اور ان دونوں بزرگوں کے لئے سم اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کیلئے

---

[1] توخی الامر تعمده وتطلبه دون سواه - ۱۲ منجد

و لمالك رحمه الله ك۔ و لزفر ز۔ و للشافعي رضي الله عنه و ارضاه فد و الله سبحانه تعالىٰ اسئل ان يوفقني لاتمامه۔ و يختم لي بالسعادة عند اختتامه۔ انه ولي ذالك والقادر عليه وهو حسبي ونعم المعين وصلى الله على محمد وآله اجمعين الطيبين الطاهرين۔

كتاب الطهارة

من اراد الصلوة وهو محدث فليتوضأ۔ و فرض الوضوء غسل الوجه واليدين مع[1] المرفقين و مسح ربع[2] الراس۔ وغسل الرجلين مع[3] الكعبين و

ك اور حضرت امام زفر رحمہ اللہ کے لئے ز۔ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے لئے ف۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کے پورا کرنے کی مجھے توفیق بخشے اور میرا خاتمہ سعادت کے ساتھ اس کتاب کے خاتمہ پر کرے۔ بے شک وہی مالک ہے۔ اور وہی اس پر قادر ہے وہی میرا متکفل اور بہترین مددگار ہے۔ وصلی اللہ علی محمد وآلہ اجمعین الطیبین الطاہرین

پاکی کا بیان

جو شخص بے وضو ہو اور نماز کا ارادہ کرے تو اس پر فرض ہے کہ وضو کرلے۔

وضو کے فرض ہیں (۱) چہرہ کا دھونا (۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا (۳) سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کا دھونا۔

[1] قوله ز۔ اي خلافا لزفر رحمه الله تعالىٰ (بدائع الصنائع جلد ۱ صفحه ۴)۔ و في بداية المقتصد ذهب بعض اهل الظاهر و بعض متاخري اصحاب مالك والطبري الى انه لا يجب ادخالهما في الغسل ۱۲ بداية المقتصد ص

[2] قال الشافعي اذا مسح ما يسمى مسحا يجوز وان كان ثلاث شعرات وقال مالك لا يجوز حتى يمسح جميع الراس او اكثره۔ بدائع جلد ۱ ص

[3] قوله ز اي الكعبان يدخلان في الغسل عند اصحابنا الثلاثة وعند زفر لا يدخلان ۱۲ بدائع ج ۱ ص

وسُنّتُهٗ تسمیۃ اللہ تعالیٰ فی ابتداء الوضوء والسواک والمضمضۃ والاستنشاق ثلثاً ومسح جمیع الراس والاذنین بماءٍ واحدٍ۔ وتخلیل اللحیۃ والاصابع۔ وتثلیث الغسل۔ ومستحبّہٗ النیۃ[1]۔ والترتیب[2] والتیامن ومسح الرقبۃ وینقضہ کل ماخرج من السبیلین ومن غیر السبیلین[3] ان کان نجساً وسال عن راس الجرح

وضو کی سنتیں یہ ہیں | (۱) وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا (۲) مسواک کرنا (۳) تین مرتبہ کلی کرنا (۴) تین مرتبہ ناک میں پانی دینا (۵) ایک ہی پانی سے تمام سر کا اور دونوں کانوں کا مسح کرنا۔ داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا اور تین تین[ع۱] بار دھونا۔

وضو کے مستحبات | (۱) ارادہ[ع۲] (۲) ترتیب[ع۳] (۳) دہنی جانب سے شروع کرنا (۴) گردن کا مسح کرنا۔

وضو توڑنے والی چیزیں | ہر وہ چیز جو سبیلین (پیشاب یا پاخانہ کی جگہ) سے خارج ہو۔ اور ہر وہ چیز جو سبیلین کے سوا کسی دوسرے مقام) سے خارج ہو بشرطیکہ ناپاک ہو اور بہ گئی ہو زخم کے سر (یعنی منہ[ع۴]) سے

[1] قولہ ف۔ قال الشافعی مسحھما سنۃ ویجدد لھما الماء۔ بدایۃ المجتہد والشافعیؒ یستحب لھما التکرار کما یستحبہ فی مسح الراس ۱۲ بدایۃ المجتہد

[2] قولہ ف۔ ای خلافاً للشافعی فانہ یقول بفرضیۃ النیۃ شرطاً۔ وبقولہ قال مالک واحمد وابی ثور۔ داؤد رحمھم اللہ۔ (بدایۃ) صفحہ ۵

[3] قال الشافعی واحمد وابو عبید الترتیب فرض ۱۲ بدایۃ

[4] اعتبر الشافعی المخرجین الذکر والدبر وقال کل ماخرج من ھذین السبیلین فھو ناقض للوضوء

[ع۱] یعنی جو اعضاء دھوئے جاتے ہیں یعنی ہاتھ پیر اور چہرہ ان کو تین تین مرتبہ دھوئے۔

[ع۲] اگر کسی نے وضو کا ارادہ نہیں کیا مثلاً کوئی شخص بارش میں تمام بھیگ گیا۔ یا کسی شخص نے کنوئیں میں غوطہ لگایا۔ اور اس کے ذہن میں وضو کا خیال بھی نہ تھا تو ہمارے ہاں اس کا وضو ہو گیا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ ارادہ نہیں کیا لہٰذا اس کا وضو نہیں ہوا۔ ۱۲

[ع۳] یعنی اول ہاتھ پھر چہرہ۔ پھر مسح۔ پھر پیر دھونا ۱۲

[ع۴] خلاصہ یہ کہ بدن سے خارج ہونے والی ہر ایک چیز وضو توڑ دیتی ہے۔ مگر دو شرطیں ہیں (۱) اولاً یہ کہ ناپاک ہو۔ لہٰذا پسینہ ناقض وضو نہ ہوگا (۲) دوم یہ کہ خارج ہونا پایا جائے جس کی علامت خون یا پیپ میں جو زخم یا خراش وغیرہ سے نکلا ہو یہ ہے کہ وہ زخم کی جگہ سے بہ کر آگے بڑھ گیا ہو۔ ۱۲

دریائے علم کے دو گم شدہ موتی

(استاذ العلماء، سیدنا العلام حضرت علامہ الحاج الحافظ مولانا محمد اعزاز علی صاحب
شیخ الفقہ وادیب دارالعلوم دیوبند مدظلہ العالی کا احسان عظیم

امتِ اسلامیہ اپنے ماضی پرجس قدر ماتم کرے کم ہے۔ حوادثِ پارینہ نے نہ صرف اس کی دولت کو تباہ کیا بلکہ اس کے سرمایۂ علمی کو بھی خوب خوب لوٹا۔

بغداد اور اندلس کے انقلاب نے نہ معلوم علماء متقدمین کی کتنی ہزار تصانیف وحشیانہ چیرہ دستی کی نذر کردیں وہ بیش بہا تصانیف جن کا ذکر آج کتابوں میں پڑھا جاتا ہے۔ جن کی زیارت کو آنکھیں ترستی ہیں اور دل میں ان کی نایابی کی ٹیس ہے۔ آج وہ برلن، پیرس اور لندن کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔

وہ فلسفی تحقیقات وہ منطقی موشگافیاں جو دولتِ علم کے عروج کا بیش بہا کارنامہ تھیں آج ہم ان سے محروم ہیں اور یورپ کے ناسپاس، ابلہ فریب، وحشی صفت انسان اُن تحقیقات وتدقیقات کو غصب اور سرقہ کر کے دنیاء حاضر میں اپنے تفوق اور اپنی برتری کا سکہ بٹھا رہے ہیں۔ ان ہی نادر تصنیفات میں سے دو کتابیں تھیں

(۱) اسبیجابی شرح مختصر الطحاوی (۲) المختار للفتوے

ان کتابوں کے حوالے متقدمین کی کتابوں میں ملتے ہیں اور کشف الظنون میں ان کا ذکر بھی مندرجہ ذیل الفاظ میں ہے۔ مگر ہم ان دونوں کی زیارت سے محروم تھے

(۱) مختصر الطحاوی اور اسبیجابی کے متعلق صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں:۔

(مختصر[۱] الطحاوی فی فروع الحنفیۃ) للامام ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی الحنفی

---

[۱] مختصر الطحاوی فی فروع الحنفیہ امام ابی جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی کی تصنیف ہے۔ اس کو مفصل طور پر بھی لکھا ہے اور مختصر طور پر بھی اور مختصر مزنی کی ترتیب کی طرح اس کو ترتیب دیا ہے۔ امام طحاوی کی وفات ۳۲۱ھ میں ہوئی۔ مختصر طحاوی کو ان الفاظ سے شروع کیا ہے الحمد للہ ابتدی وایاہ استھدی۔

امام طحاوی نے فرمایا ہے کہ میں نے اس کتاب میں فقہ کے وہ ابواب ذکر کئے ہیں جن سے ناواقفیت انسان کے لئے جائز نہیں اور اس کتاب میں امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے اقوال سے مسائل کے جوابات لکھے ہیں۔ اس کتاب کی شرح میں علماء نے بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا۔ چنانچہ شیخ الاسلام بہاء الدین علی بن محمد سمرقندی اسبیجابی متوفی ۵۳۵ھ نے اس کی شرح لکھی (اس کے بعد صاحب کشف الظنون نے اسبیجابی کے الفاظ میں وجہ تالیف کا ذکر کیا ہے۔

اَلَّفَہٗ کبیراً وصغیراً ورتَّبَہٗ کترتیب مختصر المزنی وتوفی سنۃ احدی وعشرین وثلاثمائۃ (۳۲۱ھ) اَوّلُہٗ بالحمد للہ ابتدئ وایاہ استھدی۔ الخ قال جمعت فی کتابی ہذا اصناف الفقہ التی لا یسع الانسان جہلہا وبینت الجوابات عنہا من قول ابی حنیفہ وابی یوسف ومحمد۔ وقد اولع الناس بشرحہٖ فشرحہ شیخ الاسلام بہاء الدین علی بن محمد السمرقندی الاسبیجابی المتوفی ۵۳۵ھ خمس وثلاثین وخمسمائۃ (ثم ذکر وجہ تالیف شیخ الاسلام ہذا الشرح ناقلا عنہ) کشف الظنون ص۴۰۰ ج ۲۔

(۲) المختار للفتوی (بضمن مختار فی فروع الحنفیہ) کے متعلق مصنف موصوف فرماتے ہیں:۔

لابی الفضل مجد الدین عبد اللہ بن محمود بن مودود الموصلی الحنفی المتوفی ۶۸۳ھ ثلاث وثمانین وستمائۃ ثم شرحہ وسماہ الاختیار ذکر فیہ انہ جمع فی شبابہ مختصراً سماہ المختار للفتوی واختار فیہ قول الامام ابی حنیفہ فتداولتہ الایدی فطلبوا منہ شرحًا فشرحہ شرحًا اشار فیہ الی علل المسائل ومعانیہا وذکر فروعًا یحتاج الیہا ویعتمد فی النقل علیہا واختصرہ ابو العباس احمد بن علی الدمشقی وسماہ التحریر ثم شرحہ ولم یُکَمِّلْہُ۔ وتوفی ۷۰۰ھ وشرحہ الجمال ابو اسحق ابراہیم بن احمد الموصلی الحنفی وسماہ توجیہ المختار۔ وذکر فی خطبتہ انہ قرأہ علی مؤلفہٖ مَرّاتٍ آخرہا فی جمادی الاولیٰ ۶۵۱ھ ذکر فیہ خلاف الظاہریۃ والامیۃ وغیرہما من الفرق۔ وشرحہ ابن

المختار فی فروع الحنفیہ ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ کی تصنیف ہے مصنف نے خود ہی اس تصنیف کی شرح لکھی اور اس کا نام اختیار رکھا اور اس میں ذکر کیا کہ اس کے متعلق ایک مختصر تصنیف بھی کی ہے اور اس کا نام المختار للفتوی رکھا ہے اور اس میں امام ابو حنیفہ کے اقوال ہی کو لیا ہے چنانچہ لوگوں نے اسکو ہاتھوں ہاتھ لیا اور پھر اس کے متعلق شرح کی فرمائش کی چنانچہ ایک شرح لکھی جس میں مسائل کے علل اور دلائل اشارۃً بیان کئے اور کچھ ایسی فروع کا بھی اضافہ کر دیا جنکی ضرورت تھی اور جن پر سلسلۂ نقل اعتماد کیا جاتا ہے پھر ابو العباس احمد بن علی دمشقی نے اسکو مختصر کیا اور اسکا نام تحریر رکھا پھر اسکی شرح کی مگر ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ ۷۰۰ھ میں وفات ہو گئی اور علامہ جمال ابو اسحق ابراہیم بن احمد موصلی حنفی نے بھی اسکی شرح کی اور

ابن القاسم القرشی الحارثی الرومی
ومحمد بن الیاس وسماہ الایثار لحل
المختار وکذا محمد بن ابراہیم بن احمد
المدعو بالامام سماہ فیض الغفار
وللزیلعی شرح علیہ ایضا وللعلامۃ
تاج الدین ابو عبد اللہ عبد اللہ
بن علی البخاری المتوفی ۷۹۹ھ وشرحہ
ابن امیر الحاج محمد بن محمد الحلبی
المتوفی ۸۷۹ھ کما ذکرہ فی شرحہ
للمنیۃ وشرحہ شیخ الاسلام
شمس الدین الشیر لیسی الحنفی
کما فی طبقات الشعرانی وشرح
فرائضہ زین الدین ابو محمد
عبد الرحمن بن ابی بکر العینی
الحنفی المتوفی ۸۹۳ھ وخرج الشیخ
قاسم بن قطلوبغا الحنفی احادیث
الاختیار وتوفی ۸۷۹ھ ولہ شرح
لمختار ایضا۔ کشف الظنون ج۲ ص۳۹

اور اس کا نام توضیح المختار رکھا اور اس کے خطبہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو عہد
مرحلہ ہو افی المختار کو ساعلیہ پڑھ کر سنایا۔ آخری بار جمادی الاولی ۸ھ میں سنا کر
ختم کیا۔ اور اس شرح میں فرقہ ظاہریہ اور امامیہ کے اختلافات کو خصوصیت
سے ذکر کیا ہے اور ان کے ماسوا دیگر فرقوں کے اختلافات کو
بھی ذکر کیا ہے۔ نیز ابن ابی القاسم نے بھی اس کی شرح لکھی ہے
اور اس کا نام ایثار لحل المختار رکھا اور اسی طرح محمد بن ابراہیم
بن احمد (جو امام کے لقب سے مشہور ہیں) نے بھی اس کی شرح
کی۔ اس کا نام فیض الغفار رکھا ہے۔ نیز امام زیلعی نے بھی شرح
لکھی اور تاج الدین ابو عبد اللہ متوفی ۷۹۹ھ نے بھی اس کی شرح
فرمائی ہے۔ نیز ابن امیر الحاج محمد بن محمد حلبی متوفی ۸۷۹ھ نے
بھی اس کی شرح لکھی ہے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی دوسری تصنیف
(شرح منیہ) میں اس کا ذکر بھی کیا ہے اور شیخ الاسلام شمس الدین
شیر لیسی حنفی نے بھی اس کی شرح لکھی ہے جیسا کہ طبقات شعرانی
میں ہے اور زین الدین ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی بکر عینی حنفی
متوفی ۸۹۳ھ نے اس کے باب الفرائض کی شرح لکھی ہے۔
اور شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی نے اختیار کے احادیث کی تخریج
کی۔ شیخ موصوف کی وفات ۸۷۹ھ میں ہوئی اور آپ نے "مختار"
کی بھی شرح لکھی تھی۔ کشف الظنون صفحہ ۳۹، ج۲

شکریہ | رسالہ تحفۃ اپنی سعادت پر جس قدر ناز کرے کم ہے کہ سیدنا الادیب الحاج استاذ العلما حضرت
علامہ مولانا محمد اعزاز علی صاحب کے مخصوص لطف و کرم نے محض حسبۃً للہ ان دونوں کتابوں سے نوازا۔
سیما بی شرح مختصر الطحاوی حضرت موصوف کے پاس ایک مخلص بزرگ کے ذریعہ سے حجاز مقدس سے پہونچی
تھی اور الحتا رلفتوی مولانا عبد السلام صاحب جون پوری کے ذریعہ سے۔

تمہیدی مضمون کسی قدر طویل ہو گیا۔ مگر کتاب کی حیثیت واضح کرنے کے لئے کم از کم اتنا لکھنا ضرور تھا

تاکہ ناظرین کرام حضرت علامہ مولانا اعزاز علی صاحب کے بھی شکر گزار رہیں اور موصوف کے لئے اپنی مخلصانہ دعاؤں میں گرانقدر حصہ مقرر فرمالیں اور رسالہ "قائد" کی اس خدمت کی بھی قدر فرمائیں۔

حضرت مولانا کے شکریہ کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ادارۂ "قائد" جناب مولانا عبد السلام صاحب خلف رشید حضرت مولانا عبد الاول صاحب جون پوری کا شکریہ ادا کرے۔ آپ نے المختار للفتوی کو اس کی ظاہری حیثیت کے مقابلہ میں بہت زیادہ رقم صرف فرماکر پنجاب کے ایک عالم صاحب سے خریدا تھا۔

المختار للفتوے کے آخر میں بہت سے دستخط ہیں جو طغرا کی شکل میں اس طرح لکھے گئے ہیں کہ کوشش کے باوجود بھی سمجھ میں نہ آسکے۔ کسی موقع پر ان شاء اللہ ان کا عکس شائع کر دیا جائے گا۔

المختار للفتوے کی تمت کے بعد جو عبارت درج ہے مزید بصیرت اور مخصوص دلچسپی کی غرض سے ہم اس کو بجنسہٖ درج کئے دیتے ہیں :-

وقع الفراغ علی ید العبد الضعیف المذنب المحتاج الی عفو ربہ الکریم محمد محمد[1] الیمنی الہاشمی فی المدرسۃ الفارسیۃ تجاۃ الصخرۃ الشریفہ بالقدس الشریف شرفہ اللہ تعالیٰ من تحریر ھذہ النسخۃ الشریفۃ بین الصلوتین یوم الاربعاء فی غرۃ جمادی الاولیٰ سنۃ اربع واربعین وثمانمائۃ۔

بندہ عاجز گنہگار (جو اپنے رب کریم کی معافی اور مغفرت کا محتاج ہے) یعنی محمد محمد یمنی ہاشمی کے ہاتھوں مدرسہ فارسیہ میں بمقام بیت المقدس صخرہ شریفہ کے بالمقابل اس نسخہ شریفہ کی تحریر سے فراغت حاصل ہوئی۔ دو نمازوں کے درمیانی وقت میں بروز چہارشنبہ یکم ماہ جمادی الاولےٰ ۸۴۴ھ۔

تحریر مذکور کے بموجب کتاب موجودہ صفر ۱۳۵۷ھ سے پانسو تیرہ برس پیشتر کی لکھی ہوئی ہے۔

کتاب کی مقبولیت اور اس کے مستند ہونے کے متعلق کشف الظنون کی مذکورہ بالا تحریر کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دس مشہور و معروف مشائخ اور ائمہ فن نے اس کتاب کی طرف مخصوص توجہ منعطف فرمائی ہے۔ کسی نے اس کی شرح لکھی کسی نے اس کو نظم کیا۔ کسی نے اس کے خاص خاص اقتباسات لئے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب حضرات علماء احناف کے طبقات میں متبحر اور مستند علماء مانے جاتے ہیں۔

کتاب کے مطالعہ سے یہ فیصلہ بآسانی کیا جاسکتا ہے کہ اگر اس کی اشاعت ہوجائے تو درس و تدریس

[1] ھکذا مرتسم فی الاصل ولعلہ محمد محسن ۱۲

کے سلسلہ میں تمام متداول متون سے بہتر اور مفید ہوگی۔ فقہ کے جملہ ابواب کو یہ کتاب حاوی ہے اک
لطف یہ کہ طرزِ عبارت نہایت سلیس۔ اغلاق اور طوالت سے بالکل پاک۔ جملے چھوٹے چھوٹے اور زائد
سے زائد اصول کو جامع۔ چند سطریں بطور نمونہ آج بھی شائع کی جاتی ہیں۔ کاش علماءِ ہند اس کتاب
کی قدر فرمائیں۔ اور اس کی طباعت کے متعلق مفید مشوروں سے اطلاع بخشیں۔ اگر ڈھائی سو حضرات
نے کتاب کی اشاعت کی رائے دے دی تو ان شاء اللہ رسالہ "قائد" اس کتاب کو مستقل کتاب کی شکل میں
جلد از جلد شائع کر دے گا۔ ورنہ پھر رسالہ "قائد" میں قسط وار شائع ہوتی رہے گی۔ کتاب کے فائدے کو
زائد سے زائد عام اور نافع کرنے کے لئے دو چیزوں کا ارادہ بنام خدا ادارۂ قائد نے کیا ہے یعنی ترجمہ
اردو اور حاشیہ پر رموز کا حل۔

حل رموز اور ترجمہ وحل مطلب کے سلسلہ میں نہایت معتبر اور مستند کتابوں سے مدد لی جائیگی
مثلاً بدائع الصنائع للامام علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی الملقب بملک العلماء المتوفی ۵۸۷ھ اور
کتاب بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد للشیخ الامام الحافظ ابی الولید محمد بن احمد القرطبی۔ نیز شرح نقایہ لملا علی
قاری طحطاوی۔ مراقی الفلاح۔ بحر الرائق وہدایہ وغیرہ وغیرہ واللہ الموفق وہو المعین۔ (ادارہ)

فلسفۂ ایمان

خداوندِ عالم، فرشتے اور جنات نظر کیوں نہیں آتے؟

خلیل اور رفیق دو دوست ہیں، رات کا زیادہ حصہ مطالعہ اور مضمون نگاری وغیرہ میں صرف کرتے ہیں، نمازِ صبح کے بعد اکثر ندی کے کنارے تفریح کیلئے چلے جاتے ہیں، خلیل کو قدرت نے مخصوص طور پر ذہن رسا اور فکرِ صحیح عطا فرمایا ہے، رفیق اُس پر حسد نہیں کرتا بلکہ اُسکی ذہنیت سے استفادہ کرتا رہتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان مذہب اور مذہبیات کے فلسفہ پر بسا اوقات دلچسپ بحث ہوتی رہتی ہے، جسکو ہم ناظرین کے سامنے پیش کیا کریں گے۔ آج کی گفتگو آپ ملاحظہ فرمائیے۔

رفیق۔ منطقی دلائل سے آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ خدا ہے؟ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ نظر کیوں نہیں آتا۔ آجکل تو اس سوال پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ پچھلے دنوں سنا گیا تھا کہ روس میں جو سرکاری مدارس بالشویک حکومت کیطرف سے قائم کئے گئے ہیں ان میں بچوں کو اسی سوال کے ذریعہ سے خدا کا منکر بنایا جاتا ہے اور ہفتہ میں ایک روز کھانا نہیں دیا جاتا، کہ یہ دن خدا کا ہے اس روز خدا انہیں کھانا دیگا۔

خلیل۔ بالشویک کے متعلق تو بہت سی باتیں غلط بھی بیان کی جاتی ہیں تاکہ اُن سے نفرت پیدا ہو اور اُن کے سیاسی اصول کیطرف ہندوستانی متوجہ نہ ہوسکیں لیکن اس سوال کا جواب تو بہت آسان ہے، انسان کے درد ہوتا ہے مگر کیا اسکو کوئی دیکھ سکتا ہے، تو نہ دیکھنے کے باعث کیا درد کا انکار کیا جاسکتا ہے، البتہ درد کا اثر طبیعت پر ہوتا ہے، اس علامت سے انسان درد کو پہچانتا ہے، اسی طرح وجودِ خدا کی سینکڑوں علامتیں ہمارے سامنے موجود ہیں، قرآن پاک میں وہ علامتیں بیان کی گئی ہیں، رسالہ قائد کے پہلے نمبر میں "کلامِ الٰہی سے وجودِ الٰہی پر دلائل" کے عنوان سے ان قرآنی آیات کو جمع کیا گیا تھا جنمیں خدا کے ثابت کرنیوالی علامتیں درج ہیں، اس مضمون

کو ضرور ملاحظہ فرمائیے ۔

رفیق ۔ بیشک آپکا جواب صحیح ہے لیکن اس سے دلکو تسکین نہیں ہوئی، سوال تو یہ ہے کہ اسکا فلسفہ کیا ہے کہ خدا نظر نہیں آتا ۔

خلیل ۔ اچھا اب خیال فرمائیے، چولھے کی آگ، دیوے کی لو، لالٹین کی لو، بجلی اور بجلی کے نمبروار مرتبے اور پھر آفتاب، یہ تمام چیزیں اور انکی روشنیاں آپکے سامنے ہیں سب چیزیں مادی ہیں، محض لطافت اور کثافت کا فرق ہے، لیکن محض اسی فرق کا نتیجہ یہ ہے کہ چولھے یا تنور کی آگ آپ گھنٹوں دیکھتے رہتے ہیں تب بھی نگاہ پر کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن تیز بجلی یا آفتاب کی روشنی کو آپ ایک منٹ بھی نہیں دیکھ سکتے بلکہ آفتاب کے دیکھنے سے تو نگاہ کے جاتے رہنے کا خطرہ ہے ۔ پس اگر کسی کا نور آفتاب کے نور سے دوچند چہارچند ہو اُسکو تو ایک سکنڈ بھی نہ دیکھا جاسکے گا ۔ اور جو نور غیر محدود اور غیر متناہی ہو اُس کے سامنے تو انسان کی چشم شپر کی حیثیت رکھے گی یعنی نور درخشاں ہے مگر آنکھ اندھی، اب جو ذات کہ لطافت ہی لطافت ہے، ہر کثافت سے پاک، ہر مادیت سے بالا اور بالا ۔ ظاہر ہے کہ اسکی تجلی کسقدر شدید ہوگی ۔

آپنے دیکھا کہ اس مادی آفتاب کی روشنی موسم گرما میں دماغوں کو کھولا دیتی ہے، زمینوں کو تڑخا دیتی ہے سمندروں کو اُبال دیتی ہے، یہ بجلی جو مادی اور فانی ہے جسکو انسان کی مشینوں نے بنایا ہے اگر کہیں قمقموں یا تاروں کے جال سے نکل جائے تو تباہی اور بربادی برپا کردیتی ہے، انسان سے اگر چھو جائے تو فوراً جان نکال لیتی ہے ۔ تو وہ ذات جو لطیف ہے، قوی عزیز ہے، قہار ذوالجلال ہے، اگر بے حجاب ہو جائے تو اس خاکدان اور اس کے خاکی باشندگان کی کیا حالت ہو ۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات سے اس حقیقت پر کسقدر روشنی پڑتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا ۔

ربّ ارنی انظر الیک	اے رب مجھے دیدار عطا فرما تاکہ میں آپکو دیکھوں

حضرت حق کی جانب سے جواب ملا ۔

لن ترانی ولکن انظر الی الجبل	تم مجھکو نہیں دیکھ سکتے" البتہ اس پہاڑ کو دیکھو اگر وہ
فان استقر مکانہ فسوف ترانی	اپنی جگہ پر ٹھیرا رہا تو تم مجھکو دیکھ سکوگے

فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ	جب رب موسیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اسکو
دکا وخر موسیٰ صعقا۔	ریزہ ریزہ کردیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش
(رکوع ۶ پ ۹)	ہو کر گر پڑے۔

رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کے بعد کن انگلی پر انگوٹھا رکھکر بطور تمثیل فرمایا کہ تجلی صرف اتنی ہوئی تھی خلیل نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آپ سمجھ گئے ہونگے کہ نظر نہ آسکنے کا باعث پوشیدگی نہیں، بلکہ غایت ظہور اور شدتِ لطافت اس خفا کا باعث ہے۔

چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ھو الاول والاخر	وہ سب سے پہلے، سب سے آخر
والظاھر والباطن	ظاہر اور چھپا ہوا

سبحان اللہ دیکھئے ظاہر اور باطن کس دقیق نکتہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

دوسرے موقعہ پر ارشاد ہے۔

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک	بصارتیں اسکا ادراک نہیں کرسکتیں، وہ بصارتوں
الابصار وھو اللطیف الخبیر۔	کا ادراک کرلیتا ہے۔ وہ لطیف ہے اور باخبر

رفیق۔ مگر قرآن شریف میں وارد ہے۔

وجوہ یومئذ ناضرۃ الی	کچھ چہرے اُس روز تازہ ہونگے اپنے
ربھا ناظرۃ	رب کو دیکھنے والے۔

اس سے معلوم ہوا کہ باری تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے، علاوہ ازیں بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کو خداوند تعالیٰ کا دیدار ہوگا، پھر اس کے کیا معنی کہ "بصارتیں اسکا ادراک نہیں کرسکتیں"؟

خلیل۔ جناب من! اس آیت اور احادیث میں قیامت کا تذکرہ ہے، اس کے متعلق تو یہ بھی ہے کہ

---

[1] تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۴۰ ج ۴ و ترمذی شریف صفحہ ۱۳۳ ج ۲۔

فبصرك اليوم حديد — تیری نگاہ آج تیز ہے ۔

یہاں بحث اس سے ہے کہ ہم اس مادی دنیا میں خدا کو کیوں نہیں دیکھ سکتے، قیامت کے روز یا جنت میں ہم دنیاوی کثافتوں سے پاک ہونگے ۔ علاوہ ازیں دیدار اور ادراک میں فرق ہے، ادراک کہا جاتا ہے اس طرح دیکھنا جس سے حقیقت کا انکشاف بھی ہو جائے، یہ بہرحال دنیا اور آخرت دونوں جگہ ناممکن ہے مختصر یہ کہ جب تک ہم اس آب و گل کے گھروندے میں ہیں ہماری مثال حضرت حق جل مجدہٗ کے مقابلہ میں وہی ہے جو شپر کی مثال نور آفتاب کے مقابلہ میں ۔ ۵

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

رفیق ۔ جزاکم اللہ ۔ اطمینان ہو گیا مگر ایک سوال اور باقی رہ گیا ہم جنات اور فرشتوں کو کیوں نہیں دیکھ سکتے ؟

خلیل ۔ آپکو یہ معلوم نہیں کہ جدید تحقیقات کے بموجب آپکے گرداگرد ہر وقت لاکھوں کیڑے گھومتے رہتے ہیں مگر ان کو خوردبین کے بغیر نہیں دیکھ سکتے ۔

رفیق ۔ تو کیا جنات اور شیاطین یا فرشتے ان جراثیم کی طرح باریک ہیں ؟

خلیل ، باریک نہیں لطیف کہئے، چنانچہ قرآن پاک میں شیاطین اور جنات کی حقیقت یہی بیان کیگئی کہ وہ نار سے پیدا کئے گئے، اور فرشتوں کو نورانی مخلوق کہا جاتا ہے ۔

رفیق ۔ تو کیا یہ بھی اللہ کی طرح لطیف ہو گئے ۔

خلیل ۔ معاذ اللہ ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ لطافت بیشک ہے مگر ان دونوں لطافتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ فرشتوں یا جنات کی لطافت کو تو ہم ہوا سے تشبیہ دے سکتے ہیں لیکن باری تعالیٰ کی لطافت کو کسی چیز سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی ۔ لیس کمثلہ شیء (اس جیسی کوئی چیز نہیں) اسکے علاوہ یہ سب مخلوق، وہ خالق، یہ سب حادث، وہ قدیم، یہ سب محتاج وہ غنی ۔ یہ سب محدود وہ لا محدود، یہ سب مادی وہ مادہ سے پاک، پھر یہی کہو چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

بسلسلۂ حیات حبیب صلے اللہ علیہ وسلم

حیاتِ آدم علیہ السلام

ابوالبشر اور خیر البشر (علیہما الصلوٰت والسلام) کے

امتحانات کا مقابلہ

"جنکے رُتبے ہیں سوا، اُن کو سوا مشکل ہے"

موضوعِ بحث تو یہ ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے امتحانات کا دیگر انبیاء کے امتحانات سے مقابلہ کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تاریخی اور تحقیقی طور سے ثابت کی جائے۔ اس سلسلہ میں دیگر انبیاء علیہم السلام کی مفصل سیرت اور ضمنی طور پر تاریخ عالم پر بھی روشنی پڑ جائیگی۔ آج کی قسط میں سیدنا آدم علیہ السلام کی حیات کا وہ حصہ بیان کیا گیا ہے جو اس دنیا میں آنے سے پہلے گذرا۔"

پیدائشِ آدم۔ زمین کی خلافت۔ فرشتوں سے امتحان مقابلہ۔ شیطان و آدم کی سرگذشت۔ سیدنا آدم علیہ السلام جنت میں۔ اغواء کی وجوہات۔ بدعتوں کا ایجاد۔ قبولیتِ توبہ۔ گناہ کی حیثیت۔ دوبارہ جنت میں کیوں نہیں بھیجا گیا۔ کمالِ نیازمندی۔ اثر شجرہ وغیرہ وغیرہ۔

---

(۱)

زمین کے مختلف گوشوں سے خاک کی ایک مٹھی لی گئی۔ ایک عجیب و غریب ڈھانچہ تیار کیا گیا۔

جو اندر سے کھوکھلا تھا۔ اس کا طول ساٹھ[1] ہاتھ تھا اور عرض سات ہاتھ۔ (فتح الباری، صفحہ ۲۶۰ جلد ۶) اور اپنی صورت میں نرالا تھا۔

خلق اللّٰہ آدم علیٰ صورتہ[2]　　آدم علیہ السلام کو اپنی ہی صورت پر پیدا کیا

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم　　ہم نے انسان کو بہترین ڈھانچ میں پیدا کیا

ابلیس نے اس عجیب الخلقت کو دیکھا تو کہا۔ "کسی عظیم الشان کام کیلئے اسکو بنایا گیا ہے" (ترمذی شریف)

(۲)

زمین کی خلافت

حضرت حق کی جانب سے عام اعلان ہوا۔

اِنِّیْ جاعلٌ فی الارض خلیفۃ　　میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

رب العالمین کا یہ اعلان سلسلۂ تکوین میں بالکل نرالا تھا، کیوں نہ ہو خلافت کا مسئلہ تھا، اس اعلان کا مقصد بظاہر عظمتِ آدمؑ کا اظہار تھا۔ اگرچہ امام تفسیر حضرت قتادہ کا قول یہ ہے کہ مشورہ مقصود تھا۔ گویا باصطلاحِ جدید رائے عامہ معلوم کرنی تھی۔

دریافتِ حکمت قرآن پاک میں فرشتوں کی شان بیان کی گئی ہے "لا یسبقونہ بالقول"۔ اس کی تفسیر

---

[1] ہاتھ سے مراد وہی ہاتھ جو عرفاً سمجھا جاتا ہے اور اگر آدم علیہ السلام کے ہاتھ مراد ہوں تو اشکال یہ ہوگا کہ ہاتھ انسان کے پورے قد کا ۸/۱ ہوتا ہے، اور اگر یہ ہو تو ہاتھ نہایت بھدا ہوگا، بلکہ ہم تو اپنی اصطلاح میں ایسے شخص کو لُنجا کہتے ہیں ۱۲ (معاذ اللہ) (فتح الباری)

[2] اس حدیث کا بظاہر مفہوم یہی ہے کہ آدم کو نرالی صورت عطا فرمائی جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوئی۔ اسی کی جانب آیۂ کریمہ (لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم) سے اشارہ سمجھ میں آتا ہے اور یہی معنی بیان کئے گئے ہیں۔ کہ جس طرح اولادِ آدم کی پیدائش میں مختلف درجات ہوتے ہیں اوّل خون بستہ پھر پارچۂ گوشت وغیرہ وغیرہ یہ حالات آدم علیہ السلام پر طاری نہیں ہوئے، بلکہ جو صورت انکو عطا کرنی تھی دفعۃً عطا کر دی گئی۔

اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ جو نقشہ ازل میں خدا نے تجویز فرما لیا تھا۔ اسی پر پیدا کیا۔ کسی سے مشورہ یا رائے نہیں لی۔ واللہ اعلم۔

(فتح الباری صفحہ ۲۷۰ ج ۶)

حضرت قتادہ[۱] رضی اللہ عنہ نے یہ فرمائی کہ "وہ کوئی ایسی چیز دریافت نہیں کر سکتے جسکی اجازت نہ ہو" لہٰذا ان ملائک سے یہ تو نا ممکن ہے کہ حضرت حق کے کسی فعل پر اعتراض کریں۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ ان کے دلیں ابناءِ آدم سے حسد ہو کیونکہ حسد بدترین گناہ ہے، اور فرشتے گناہوں سے پاک ہیں۔ مگر وہ عجیب و غریب کرشمۂ قدرت دیکھ رہے تھے کہ مٹی کا ایک خول بنا یا گیا جسکا نام بھی اسی[۲] مناسبت سے آدم رکھا گیا کہ وہ ادیم زمین سے بنایا گیا تھا، اور جبکہ اسکی سرشت ایسی چیز سے ہوئی تو بظاہر اس کے افعال بھی ایسے پست ہوں گے قتل و خون ظلم و فساد اسکا خاصہ ہوگا۔ مگر اس پر یہ لطف و احسان کہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ اسکو خلیفہ بنایا جائیگا چاہتے تھے کہ قدرت کے اس پُر اسرار معمہ کی حکمت معلوم کریں، چنانچہ دریافتِ حکمت کیلئے عرض کیا۔

اتجعل فیھا من یفسد فیھا	بار الٰہا، کیا آپ زمین میں ایسے کو مقرر
ویسفک الدماء	کریں گے جو فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا۔

بظاہر امن و امان اصلاح و تہذیب کیلئے وہ زیادہ موزوں ہیں جنکی خصلت ہی تقدیس و تسبیح ہے۔

ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک	ہم تیرا شکر ادا کرتے ہوئے تیری تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں

بارگاہ رب العزت سے جواب صادر ہوا۔

انی اعلم مالا تعلمون	میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

(۳)

حیاتِ آدم اور امتحان مقابلہ

حضرتِ حق جل مجدہ کے ازلی تخمین کے لحاظ سے جمعہ کا دن[۳] تھا، عصر کا وقت کہ آدم علیہ السلام کو روح سے نوازا گیا حس و حرکت عقل و حواس بخشے گئے، غور و فکر اور ادراک کی قوت عطا ہوئی۔ اب وقت آیا کہ فرشتوں کے شبہ کو رفع کیا جائے، اور واضح کر دیا جائے کہ حضرت آدم علیہ السلام خلافت کے کیوں مستحق ہیں۔

---

[۱] تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۱ ج ۱ [۲] سمی آدم لانہ خلق من ادیم الارض ۔۱۲ طبقات ابن سعد صفحہ ۳ ج ۱ [۳] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۰ ج ۱

نام فرشتوں کو بھی بتائے گئے تھے، حضرت آدم علیہ السلام کو بھی نام بتا دیئے گئے۔ اب مقابلہ کا امتحان شروع ہوا کچھ چیزیں سامنے رکھی گئیں اور فرشتوں سے سوال ہوا

اِنبئونی باسماء ھٰؤلاء ان چیزوں کے نام بتاؤ۔

بیشک فرشتوں کی پیدائش ہی اس قسم کی ہوئی ہے کہ وہ باری تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتے، گویا اطاعتِ الٰہی اُن کیلئے پانی اور ہوا ہے جس کے بغیر ان کا بقا ناممکن۔

مگر وہ غور و فکر کی قوت سے محروم ہیں، کچھ چیزوں کو سامنے رکھ کر کسی نتیجہ کا اخذ کرنا اُن کی قدرت سے باہر ہے۔ یہ خاص شرف انسان کو عطا ہوا، اسی لئے وہ ایمان بالغیب کا مکلف ہوا۔

فرشتوں کو نام بیشک یاد تھے مگر یہ اُن کے امکان سے بالا تھا کہ پیش کردہ چیزوں پر اُن ناموں کو منطبق کر کے بتا دیتے کہ یہ پیالہ ہے، یہ کتاب ہے، یہ کپڑا ہے وغیرہ وغیرہ۔ فرشتوں نے فوراً اپنی عاجزی کا اعتراف کیا اور کہا۔

سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا سبحان اللہ ہمیں تو وہی معلوم ہے جو آپ نے

انک انت العلیم الحکیم ط بتایا۔ آپ خود ہی واقف اور دانا ہیں۔

عنایتِ ربانی حضرت آدم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئی۔ اور ارشاد ہوا

یاآدم انبئھم باسمائھم اے آدم، انکو ان چیزوں کے نام بتا دو

فضل الٰہی نے جو شرف انسان کو عطا فرمایا تھا اُس کا ظہور ہوا۔ حضرت آدمؑ نے نظری فراست سے اُن ناموں کو ان چیزوں پہ منطبق کر لیا اور بتا دیا[1] یہ جبرئیل ہیں یہ میکائیل یہ زمین ہے، یہ آسمان، یہ کتاب وغیرہ وغیرہ

---

۱ قال زید ابن اسلم قال انت جبرئیل انت میکائیل انت اسرافیل حتی عد الاسماء کلھا حتی بلغ الغراب، ومثل ھٰذا روی عن مجاھد وغیرہ صفحہ ۱۲۴ ج ۱ تفسیر ابن کثیر) فاذا کنتم لاتعلمون اسماء ھٰؤلاء الذین عرضت علیکم وانتم تشاھدونھم فانتم بما ھو غیر موجود من الامور الکائنۃ التی لم توجد احری ان تکونوا غیر عالمین۔ صفحہ ۱۲۶ تفسیر ابن کثیر علی فتح البیان)

فلما انباھم باسمائھم قال الم اقل لکم انی اعلم مالا تعلمون (سورۂ بقرہ)

جبکہ فرشتوں کو ان چیزوں کے نام حضرت آدم علیہ السلام نے بتا دیئے تو فرشتوں کو حضرت حق سے خطاب ہوا، میں نے کہا نہ تھا؟ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

(۴)

اعزازِ خلافت

دیکھو قدرتِ الٰہی کے مقابلہ میں ہر چیز ہیچ ہے۔ وہ خالق ہے اور ہر چیز بلا استثناء مخلوق، آگ، پانی، ہوا، مٹی، نور، اور ظلمت میں آپ کتنا ہی فرق کریں۔ مگر قادرِ ذوالجلال کے سامنے خلق و آفرینش کی ایک ہی سطح پر صف باندھ کر کھڑی ہوتی ہیں، یہ اسکا فضل ہے کہ کسی کو بڑھا دے۔ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ

یہاں لاہوتی بھی تھے، ناسوتی بھی، کروبی بھی تھے اور سبوحی بھی، نوری بھی تھے اور ناری بھی، مگر یہ اسکا عین فضل و کرم ہے کہ اس نے ان سب کے مجمع میں سے صرف مشتِ خاک کو علم و معرفت کے بیش بہا جواہر کیلئے منتخب فرمایا اور اسکو خلافت سے نوازا۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہے بخشدے۔

خلیفہ کے اعزاز میں ملائک کو حکم ہوا

اسجدوا لآدم

(خلیفۃ اللہ) آدم کا ~~آداب بجالاؤ~~ (سجدہ کرو)

فرشتوں کا کام اطاعت ہے۔

فسجدوا لآدم

چنانچہ آدم علیہ السلام کیلئے ~~آداب بجالائے~~ (کے سامنے سب نے سجدہ کیا)

آخر انکار کی وجہ بھی کیا تھی، بنی نوعِ آدم کیلئے حکم ہے۔

فولوا وجوھکم شطر المسجد الحرام

اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف پھیر دو۔

نکتہ سنجان آدابِ خداوندی نے یہ حکم سنا اور فوراً اس کی تعمیل کی، کیونکہ سر اُسکا، پیشانی اسی کی کعبہ اسی کا، جبر سوائی کا جس رُخ کا چاہا حکم دیدیا۔

"سر رکھدیا ہم نے در جاناں سمجھ کر"

(۵)

شیطان کی سرتابی

لیکن فرشتوں کے زمرہ میں ایک وہ بھی تھا جو فرشتہ نہ تھا، اُسکا نام ابلیس تھا۔

کان من الجن — وہ جنات میں سے تھا۔

اُس نے تعمیل ارشاد سے پہلوتہی کی، سجدہ نہ کیا، فوراً جواب طلب کیا گیا۔

ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین۔ (سورہ ص ع ۵)

تجھ کو کیا اٹکاؤ ہوا کہ تو اسکو سجدہ کرے جسکو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں[1] سے بنایا ہے، تو نے غرور کیا۔ یا واقعی تو درجہ میں بڑھا ہوا ہے۔

موقعہ تھا کہ وہ عذر کر دیتا کہ آپ کا حکم فرشتوں کے لئے تھا، میں فرشتہ نہیں جنات میں سے ہوں مگر اس نے امر الٰہی کے مقابلہ میں تکبر سے کام لیا۔

ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین — انکار کیا اور تکبر کیا پس کافروں میں سے ہو گیا

اس نے مخلوقات میں تفاوتِ مراتب شروع کر دیا، حالانکہ حضرتِ حق[2] کے سامنے سب کی ایک حیثیت ہے اُس نے کہا۔

انا خیرٌ منه، خلقتنی من نارٍ وخلقته من طین — (اعراف ع ۲ ج ۸)

میں اس سے بہتر ہوں، مجھکو آگ سے پیدا کیا اُسکو مٹی سے۔

---

[1] دونوں ہاتھوں سے یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو غیب کے ہاتھ سے، اللہ تعالیٰ غیب کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے بناتا ہے اور ظاہر کی چیزیں دوسری طرح کی قدرت سے بناتا ہے، اس انسان میں دونوں طرح کی قدرت صرف تکی۔ (موضح القرآن)

[2] سب سے بڑی گستاخی اور سرکشی تو یہ کہ ارشادِ الٰہی کے مقابلہ میں عقلی ڈھکوسلوں سے کام لے رہا ہے، اور پھر وہ بھی غلط، آگ کو مٹی سے افضل قرار دیا، حالانکہ غور کیا جائے تو مٹی آگ سے بہتر ہے؛ آگ کی خاصیت ہے سوزش، طیش، سرعت، اس کے مقابلہ میں زمین یا مٹی کی خاصیت ہے فروتنی، سکون، ثبات و استقلال، پھر مٹی میں نشو و نمو زیادتی اور اصلاح، اُگانے اور بڑھانیکی طاقت ودیعت کی گئی ہے۔

یہی فطری فروتنی تھی کہ حضرتِ آدم فوراً توبہ کے لئے جھک گئے، اور وہی فطری اشتعال تھا کہ شیطان مشتعل ہی ہوتا رہا۔ انکسار پاس کو نہ آیا۔ واللہ اعلم۔

(تفسیر ابن کثیر وغیرہ)

اس نے پیدائشی نسبت کو فضیلت کا مدار مان لیا۔ حالانکہ حضرتِ حق کا ارشاد ہے ۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم　　　　جو تم میں زیادہ متقی ہے وہ اللہ کے ہاں زیادہ مکرم ہے

ابنائے آدم میں ذات پات کی تحقیق اور اونچ نیچ بھی اسی شیطانی منطق کا چربہ ہے، حالانکہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ۔ حضرتِ حق میں شیطان کی معصیت قابلِ عفو نہ تھی ۔ وہ معتوب ہوا، اور حکم نافذ ہوا ۔　بارگاہِ حضرت سے

اخرج منھا فانک رجیم وان　　　　تو نکل یہاں سے تو راندہ ہے، تجھ پر لعنت ہے

علیک اللعنۃ الی یوم الدین ط　　　　روز قیامت تک ۔

(۶)

رحمت پر رحمت اور تمرد پر تمرد

حضرت حق جل مجدہٗ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے ۔

ان رحمتی وسعت کل شئی　　　　میری رحمت ہر چیز کو محیط ہے

شیطان ہر طرح معتوب ہو گیا تھا، اب موقعہ نہ تھا کہ اسکی کوئی درخواست سنی جائے لیکن ادھر اسکی جرأت دیکھو کہ اب بھی اس نے درخواست پیش کر دی ۔

رب فانظرنی الی یوم یبعثون (سورۂ حجر)　　　　اے رب مجھے مہلت دیجئے اُس دن تک کہ مُردے زندہ کئے جائیں

اُدھر رحمت کی وسعت دیکھو کہ فوراً ہی منظوری صادر ہوئی ۔

انک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم　　　　تجھے مہلت دیدی گئی وقتِ معلوم کے دن تک

کہا جا سکتا ہے کہ عتاب کے بعد فوراً ہی آثار رحمت نمودار ہونے لگے، سمجھ ہوتی تو اس مہلت سے فائدہ اُٹھاتا، توبہ و استغفار سے گناہ معاف کرالیتا ۔ مگر افسوس اس نے اس مہلت کیلئے جو پروگرام تجویز کیا، وہ انتہا درجہ شرمناک تھا یعنی کفر پر کفر عصیاں پر عصیاں ۔

اس نے نہایت گستاخی کیساتھ ایک اعتراض رحمتِ حق پر کیا اور انتہائی دبدبہ دلیری سے کہا ۔

فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک　　　　جیسا مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی اُنکی تاک میں تیری

المستقیم۔ ثم لآتینهم من بین ایدیهم	سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر ان کے پاس
ومن خلفهم وعن ایمانهم وعن	آگے پیچھے، دائیں اور بائیں سے
شمائلهم۔ (ع ۲ سورۃ الاعراف ۸)	پہنچوں گا۔

قال ارأیتک هذا الذی کرمت	اچھا دیکھئے یہ ہے وہ، جس کو آپ نے مجھ پر فضیلت دی
علیّ لئن اخرتنی الی یوم القیامة	ہے اگر آپ مجھ کو قیامت کے دن تک کیلئے مہلت دیں تو میں
لاحتنکن ذریته الا قلیلا	باستثناء قلیل اسکی ساری اولاد کو دہانے دیکر زیر
(بنی اسرائیل ع ۷، جلد ۱۵)	کر لونگا جیسا کہ گھوڑے کو دہانے دیتے ہیں یعنی لگام باندھ کر مسخر کیا جاتا ہے

لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِکَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا	اسکا میں مقرر ہونگا تیرے بندوں سے وہ حصہ
وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ	جو تیرے علم ازلی میں مقرر ہو چکا ہے اور انکو بہکاؤنگا، اور
فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ	انکو آرزوئیں دلاؤنگا، اور انکو سکھاؤنگا کہ چیریں
فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ	جانوروں کے کان، اور انکو سکھاؤنگا کہ بدلیں
(رکوع ۱۸ سورۃ نساء، جلد ۵)	صورت اللہ کی بنائی۔

معاذ اللہ، کھلم کھلا بغاوت، اور نہ صرف بغاوت بلکہ خداوند بالا و برتر کی خدائی کے مقابلہ پر ایک موازی نظام شیطانی کا ادعاء۔ ربّ صمد پاک بے نیاز کی بارگاہ میں اس قسم کی بیہودہ لن ترانیوں سے کیا فائدہ، ذوالجلال والجبروت کا فرمان نازل ہوا۔

اِذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ	چلا جا! اُن میں سے (ابناء آدم میں سے) جو بھی تیرے
جَزَآؤُکُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا	ساتھ ہوگا، تو تم سب کا پورا پورا بدلہ جہنم ہوگا۔
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ	جنکو تو اپنی آواز سے وارفتہ اور احمق بنا سکے بنا لے اُن پر
بِصَوْتِکَ وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِکَ	اپنے سوار اور پیادے سب ہی اکٹھے کر دے، اُن کے مالوں اور
وَرَجِلِکَ وَشَارِکْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ	اولاد میں بھی ساجھا کر، اور اُن سے وعدے بھی کر (جیسا کہ
وَعِدْهُمْ (وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا	مشرکانہ طرز پر منتیں مانی جاتی ہیں، چڑھاوے پیش کئے جاتے ہیں)

غروراً) اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ ط (رکوع ۷، بنی اسرائیل ج ۱۵)

(شیطان جو بھی دعا رہ کرے وہ محض دھوکا ہے) ہاں جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا اثر اور تیری حکومت نہیں ہو سکتی۔

(۷)

سیدنا آدم علیہ السلام جنّت میں

شیطان لعین مردود و ملعون بنا کر رحمتِ حق سے دور ڈال دیا گیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرمانِ خداوندی نازل ہوا۔

اسکن انت وزوجک الجنۃ فکلا منھا رغداً حیث شئتما ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین۔ (سورہ بقرہ ع ۴ ج ۱)

تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، اور کھاؤ اسمیں سے محظوظ ہو کر جس جگہ چاہو۔ اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے، پس ہو جاؤ گے بے انصاف۔

حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوّا کے ساتھ جنّت میں رہنے لگے، جنت کی اُن نعمتوں سے لذّت اندوز ہوتے جو انسانی وہم و گمان سے بالاتر ہیں۔

شیریں چشمے، سایہ دار درخت لہلہاتے ہوئے مرغزاروں میں صاف و شفاف پانی کے زین دوز فوّارے، شیریں اور تازہ پھل، مہکتے ہوئے خوشرنگ پھول تو ہمارے باغیچوں کے دل آویز اور دلکش اوصاف میں، مگر جنت کی نعمتیں ان سے کہیں بالا ہیں، ان کے متعلق رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔

مالاعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔

وہ نعمتیں کہ نہ آنکھوں نے دیکھیں، نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دلمیں ان کا وہم و گمان گذرا۔

بظاہر جنّت سے مراد وہی جنّت ہے جسکا وعدہ نیک بندوں کیلئے کیا گیا ہے۔ معتزلہ وغیرہ کا خیال یہ ہے کہ دنیا کے کسی سرسبز خطہ کو جنّت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بہت ممکن ہے اسکا ماخذ بائبل کی یہ روایت ہو

"خداوند خدا نے عدن میں پورب کی طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو جسے اُس نے بنایا تھا

وہاں رکھا" (پیدائش صفحہ)

مگر قرآن پاک کے الفاظ توریت کے اس مضمون کی تائید نہیں کرتے اس بحث میں پڑنا ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ بہرحال قرآن پاک کے الفاظ میں سیدنا آدم علیہ السلام کیلئے یہ نعمت حاصل تھی۔

انّ لک ان لا تجوع فیہا ولا تعری — تمکو یہ ملا ہو کہ نہ بھوکے رہو اسمیں اور نہ ننگے

وانک لا تظمأ فیہا ولا تضحی — اور نہ پیاسے رہو اسمیں اور نہ دھوپ میں تپو

بہرحال ایک مدت تک حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا خداوندی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوتے رہے۔

(باقی آئندہ)

اربعین

یعنی تصویر اسلام مکمل

از حضرت علامہ مولانا سید فخر الدین صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مراد آباد۔ (یوپی)

یہ کتاب اسلام کا مکمل نقشہ ہے اس کے دو حصہ ہیں، پہلے حصہ میں ۲۳ ابواب کے ماتحت چالیس صحیح السند احادیث عربی عبارت اور سلیس ترجمہ کیساتھ درج ہیں، پھر ان احادیث کی تفسیر بھی احادیث ہی سے کیگئی ہے اس صورت میں تقریباً ڈیڑھ سو احادیث پر یہ حصہ مشتمل ہے دوسرے حصہ میں قرآن کریم کی چالیس آیات متفرق ابواب کے ماتحت لائی گئی ہیں حاشیہ پر انکی تفسیر درج ہے۔ ایک عجیب و غریب کتاب ہے چنانچہ مولانا سید حسین احمد صاحب اور دیگر اکابر نے ان کو جانچا، جو تھے پانچویں درجے میں اسکو داخل کر لیا ہے، پہلا ایڈیشن تھوڑے ہی عرصہ میں ختم ہو گیا دوسری مرتبہ اسکو نہایت اہتمام سے طبع کرایا جا رہا ہے، اسمرتبہ ضخامت زیادہ ہو جائے گی۔ خط بھی جلی ہو گا۔

قیمت میں کوئی فرق نہیں کیا جائیگا۔ یعنی ۶ ؎

تاریخ اسلام　　　　　　　　　　ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ

پیدائش اور نام | اصحاب فیل[1] کے واقعہ سے دو سال[2] چھ ماہ بعد دوشنبہ[3] کے روز ولادت باسعادت ہوئی۔ عبد اللہ[4] نام رکھا گیا ؛۔

والد ماجد کا نام اور کنیت | عثمان نام ۔ اور ۔ ابو قحافہ کنیت ؛۔

باپ کی طرف سے سلسلہ نسب | سیدنا ابو قحافہؓ ۔ پسر عامر پسر عمرو ۔ پسر کعب پسر سعد پسر تیم پسر مرہ

والدہ ماجدہ | سلمیٰ نام ۔ ام خیر کنیت ؛۔

---

[1] فیل کے معنی ہاتھی ،، عام فیل ہاتھیوں کا سال ۔ اصحاب فیل ،، ہاتھیوں والے ۔ یہ اصحاب فیل وہی ہیں جنکا ذکر قرآن پاک میں ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ یمن پر حبش کے عیسائیوں کی حکومت تھی جس کا شہنشاہ (شہنشاہ روم تھا) شاہ حبش نے ابرہہ نامی کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا ۔ ابرہہ نے عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کے شوق میں یمن میں ایک نہایت عالیشان کلیسا بنایا اور یہ چاہا کہ عرب خانہ کعبہ کے بجائے اس کا حج کیا کریں ۔ عربوں نے اس طرف توجہ نہ کی تو عرب ہی کے دو سرداروں کو کچھ دے دلا کر اس تحریک کا مبلغ بنا کر مکہ معظمہ بھیجا وہاں دونوں کو قتل کر دیا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عرب کے کچھ لوگوں نے خفیہ طور سے کلیسا میں آگ لگا دی اور پاخانہ پھیر دیا اسپر ابرہہ نے مکہ پر فوج کشی کی اُسکے لشکر میں ہاتھی بہت زیادہ تھے جو اس زمانہ کے جنگ کیلئے نہایت کامیاب ذریعہ مانے جاتے تھے ۔ جب یہ فوج مکہ کے قریب وادی محسّر میں پہنچی تو ابابیل کی کنکریوں سے تباہ کر دی گئی چونکہ یہ واقعہ عرب کی تاریخ میں قدرت الٰہی کا عجیب کرشمہ تھا ، لہٰذا اس واقعہ سے عرب نے تاریخ دانی شروع کر دی ۔ ۱۲ ص

والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب سلمیٰ دختر صخر پسر عمرو پسر کعب پسر سعد پسر تیم پسر مرہ [۵۰]

ماں باپ کے شجرۂ نسب کا اتصال حضرت ابو قحافہ اور محترمہ سلمیٰ۔ دونوں کا سلسلہ نسب کعب [۵۱] پر جا کر ملجاتا ہے :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ نسب کا اتصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرۂ نسب یہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلف جناب عبد اللہ پسر عبد المطلب پسر ہاشم پسر عبد مناف پسر قصی پسر کلاب پسر مرہ۔ پسر کعب :۔ مُرّہ پر دونوں کے نسب کا اتصال ہوا جو دونوں کے ساتویں پشت میں دادا ہوتے ہیں

اصلی نام عبد اللہ [۵۲] تھا۔ ماہرانِ نسب۔ مورخین کا خیال یہ بھی ہے کہ اصل نام عبد الکعبہ [۵۳] تھا۔ اسلام لانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الکعبہ کے بجائے عبد اللہ نام تجویز فرمایا

عتیق آپ کو عتیق بھی کہا جاتا تھا۔ اس کی چند وجہ بیان کی گئی ہیں :۔

(۱) اصلی نام یہ بھی [۵۴] تھا۔

(۲) آپ کا نسب عیب سے پاک اور صاف تھا (عتیق کے معنی شریف بھی آتے ہیں) (۳) آپ حسین تھے۔

(۴) جب آپ پیدا ہوئے تو والدہ ماجدہ خانہ کعبہ کے سامنے لے گیئں اور کہا کہ خدا وندا یہ تیرے نام پر موت سے آزاد ہے یہ اس لئے کہا کہ ان کے بچے نہیں جیا کرتے تھے (لفظ عتیق کے معنی آزاد بھی ہیں)

---

۵۰ والدہ ماجدہ کے سلسلہ نسب میں فتح الباری صفحہ ۷/۱۰ - اصابہ صفحہ ۲۲۵/ج ۴ - طبقات ابن سعد قسم اول جز ثالث - صفحہ ۱۱۹ اور استیعاب کی عبارتوں میں سخت اختلاف ہے، ہم نے استیعاب صفحہ ۶۹/ج ۲ کی عبارت کو بموجب نسب بیان کیا، اگرچہ استیعاب کی دوسری عبارت مندرجہ صفحہ ۳۲۹/ج ۱ اسکی مخالف ہے - اصابہ میں یہ لفظ قابلِ لحاظ ہے ابنۃ عم ابیہ یعنی باپ کے چچا کی بیٹی - اصابہ صفحہ ۱۰۱/ج ۴ ۵۲ بخاری شریف باب مناقب المہاجرین - ۵۳ - فتح الباری صفحہ ۷/۱۰ -

۵۴ ایک ضعیف سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ ابو قحافہ کے تین لڑکے تھے ایک کا نام عتیق رکھا - اور دوسرے کا نام مُعتق، تیسرے کا نام عتیق - اصابہ صفحہ ۱۲/ج ۴ -

۵۱ اصابہ میں ہے ابنۃ عم ابیہ صفحہ ۱۰۱/ج ۴ -

---

(۵) آپ قدیم الاسلام تھے اور امور خیر میں سبقت کیا کرتے تھے (لفظ عتیق کے معنی پرانے کے بھی آتے ہیں) (۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جہنم سے آزادی کی بشارت دی تھی [۱]

صدیق آپؓ کا لقب تھا۔ کیونکہ آپ نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی تصدیق کی (۲) شب معراج کے واقعہ کو سنکر بھی سب سے پہلے آپ نے تصدیق کی (۳) سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہٗ قسم کھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا لقب آسمان سے نازل فرمایا [۲]

ابو بکر آپ کی کنیت تھی اگرچہ آپ کے کسی بیٹے کا نام بکر نہ تھا۔ [۵۳]

خاندان بنو تیم۔ یا تیمی۔ تھا جو قبیلہ قریش کی ایک شاخ ہے۔ قبیلہ قریش سارے عرب کی ناک تھا۔ سارے عرب کی گردن اس کی عظمت کے لیے جھکتی تھی۔ کیونکہ وہ خانہ کعبہ کے محافظ اور خادم تھے جس کو عرب بیت اللہ مانتے تھے۔ اگرچہ خانہ خدا کے بجائے اس کو مرکزی صنم خانہ بنا رکھا تھا جس میں مختلف عقائد اور توہمات کے بموجب ۳۶۰ بت رکھ چھوڑے تھے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریمؑ کے مجسمے بھی تھے۔ معاذ اللہ

خاندانی خصوصیت یہ فضیلت ساری امت میں صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے ہی مخصوص ہے کہ آپ خود بھی صحابی تھے اور آپ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ بھی صحابی تھیں اولاد بھی صحابی۔ اور اولاد کی اولاد بھی۔ متواتر چار پشتوں نے شرف صحبت حاصل کیا۔

والد ماجد (حضرت ابو قحافہ) کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حضرت ابو قحافہ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ دوسرے بوڑھوں کی طرح حضرت ابو قحافہ کا خیال بھی یہی تھا کہ اسلام کی تحریک بچوں کا کھیل ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ [۵۴]

---

[۱] ترمذی شریف۔ [۲] طبرانی بحوالہ فتح الباری صفحہ [۵۳] ابوبکر کے معنی ہیں بکر کا باپ اور کنیت اس نام کو کہا جاتا ہے جو باپ یا ماں کی نسبت سے ہو۔ [۵۴] اگرچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کا اسم گرامی بھی عبداللہ تھا اور انہوں نے اس موقع پر خدمات بھی انجام دیں (اصابہ صفحہ ۱۱۰ ج ۲) مگر سلسلۂ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر ہیں ۱۲

بیان فرماتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو میں حضرت ابو بکر کے مکان پر گیا کہ ان سے ملاقات کروں اور حالات دریافت کروں مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت فرما چکے تھے۔ حضرت ابو قحافہ ایک موٹا سا ڈنڈا لئے ہوئے مکان سے نکلے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ ان ہی لڑکوں نے میرے بیٹے کو بھی خراب کر دیا۔ اور یہ کہتے ہوئے میری طرف دوڑے۔ میں نے بھاگ کر جان بچائی[1]

اسی روز کا دوسرا واقعہ مشہور ہے کہ حضرت اسمار رضی اللہ عنہا سے" جو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اور مشرف باسلام ہو چکی تھیں" حضرت ابو قحافہ کہنے لگے۔ ابو بکر تو چلے گئے مگر تمہارے لئے کچھ روپیہ پیسہ بھی چھوڑ گئے۔ یا جو کچھ جمع تھی وہ بھی لے گئے۔

واقعہ یہی تھا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں اور سرور کائنات کی ضرورتوں کے لئے تمام جمع جو کئی ہزار درہم تھی اپنے ہمراہ لے لی تھی اور اہل وعیال کو اللہ کے نام پر چھوڑ دیا تھا۔ مگر حضرت اسمارؓ نے دادا کے سامنے ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ دادا کو اطمینان دلا دیا کہ رقم ہمارے پاس چھوڑ گئے ہیں لیکن ابو قحافہ کو اطمینان نہ ہوا اور فرمانے لگے کہ مجھے دکھاؤ کہاں ہے۔ حضرت اسمار رضی اللہ عنہا نے فوراً ایک تھیلی میں کچھ کنکر پتھر بھر کر اسی طاق میں رکھدیئے۔ جس میں حضرت ابو بکر کے درہم رکھے تھے اور حضرت ابو قحافہ کو طاق کے پاس لیجا کر کہا کہ یہ رقم بدستور موجود ہے[2]

یہ حضرت اسمار کا سلیقہ اور ایثار تھا۔ جو دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہا۔ اور جو ہمارے لئے عبرت آموز سبق ہے۔ غرض بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۲۱ سال بعد تک ابو قحافہ بدستور کافر رہے۔ مگر اسلام کی سعادت ازل سے

---

[1] صحابہ صفحہ ۲۳ ج ۴۔ [2] مسند امام احمد بن حنبل رح صفحہ ۳۵ ج ۶

حصہ میں آئی تھی۔ وہ زمانہ آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار مومنین قانتین اور جان نثاران اسلام کے لشکر جرار کیساتھ فتح مکہ کے ارادہ سے مقام ذی طوی پر نزول فرما ہوئے۔ ابو قحافہ کو اس شان شوکت کی خبر پہونچی۔ اس وقت حضرت ابو قحافہ کی بینائی بہت کمزور ہو گئی تھی۔ خود سے چلنا پھرنا دشوار تھا۔ مگر عرب کی سرزمین میں گود کھلائے بچوں کے ذریعہ سے ایسی عظیم الشان شیرازہ بندی ابو قحافہ کے لئے سب سے زیادہ عجیب چیز تھی۔

حضرت اسماء سے فرمانے لگے۔ مجھے ابو قبیس پہاڑ پر لیچلو میں بھی اس لشکر کو دیکھوں گا :— !!!

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ شان سے مکہ معظمہ میں داخل ہوچکے اور مسجد حرام میں فروکش ہوئے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت ابو قحافہ کو اُٹھا لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا۔ حضرت ابو قحافہ کے سر اور داڑھی کے بال رُوئی کے گالے کی طرح سفید ہوچکے تھے۔ کمزوری سے چلنا پھرنا دشوار تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا۔ آپ کو کیوں تکلیف دی؟ میں خود ان کے پاس پہنچ جاتا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا ان ہی کا زیادہ حق تھا۔ کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بٹھایا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا کلمات طیبات کی تلقین فرما کر مشرف باسلام کیا۔

حضرت ابو قحافہ کی وفات | حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو سال بعد سنہ ۱۴ھ میں ۹۷ سال عمر پاکر حضرت ابو قحافہؓ کی وفات ہوئی[1]

---

[1] اصابہ ص ۲۲۱ و ص ۲۲۲ ج ۴

سیرت اصحاب صفہ:-

اصحابِ صفہ (رضی اللہ عنہم)

دنیا کے اس ظلمت کدہ میں جسطرح کفر و شرک، جہل و ضلال کی ہزاروں تاریکیاں اشرف المخلوقات کی صحیح اور سلیم فطرت کو مسخ کرتی رہیں، اور خالق و مخلوق کے باہمی ارتباط کیلئے حجاب اکبر ہوتی رہیں - اسی طرح اس خاکدانِ ارضی پر ملکوتی انوار کی تجلیات بھی جلوہ فرما ہوتی رہیں -

جسطرح روز و شب کے انقلابات میں تاریکی شب کی کثیف اور غلیظ چادروں کو چاک کرتے ہوئے آفتاب کی تیز تیز کرنیں نمودار ہوتی ہیں اور پھر کچھ وقفہ کے بعد آسمان کے کناروں سے تاریکی کے لشکر پرا باندھے ہوئے نکلتے ہیں اور نورِ آفتاب کو ہزیمت دیکر زمین کی خندقوں میں دفن کردیتے ہیں، لیکن انہیں تاریک لشکروں کے بیچ میں سے چاند اور تاروں کے نقیب رونما ہوتے ہیں، اور کائنات ارضی پر چھائے ہوئے تیرہ و تار پردوں میں تابانی اور درخشانی کے جھروکے کھولدیتے ہیں - ٹھیک اسی طرح روحانی لیل و نہار کے انقلابات میں خیر و شر کی تابانی اور ظلمت کی بھی یورش اور ہزیمت متواتر جاری رہتی ہے -

---

بلاشبہ آفتاب رشد و ہدیٰ کا نصف النہار وہ تھا کہ جب اشرف المخلوقات کا شریف ترین آقا، لواءِ حمد ہاتھ میں لئے ہوئے مکہ کی پہاڑیوں سے ظہور فرما ہوا اور فاران کی چوٹیوں پر جلوہ فرما ہوکر دنیا کے تمام تاریک طبقات پر آیات قرآنیہ کی روشنی ڈالنی شروع کی - جس سے اگر ایک طرف کسریٰ اور قیصر کے شاہی محلات جنکی بنیاد ظلم و کفر کی ظلمتوں پر تھی سرنگوں اور تباہ و خاک ہوگئے تو دوسری طرف، اقصائے مشرق و منتہائے مغرب کی وادیاں بقعۂ نور بنکر جگمگانے لگیں -

بلاشبہ حیاتِ انسان کے سارے دور میں اور پیر فلک کی تمام عمر میں یہ زمانہ مقدس ترین زمانہ تھا -

یہی وہ زمانہ تھا جسکو خیر القرون کہا گیا ۔ اسی طبقہ کے افراد کو دنیا میں رضوان الٰہی کی بشارتیں دی گئیں ۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ۔

اسی طبقہ کے ایمان کو عام مسلمانوں کے ایمان والیقان کیلئے معیار قرار دیا گیا ۔

فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا ۔	اگر وہ تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو بیشک وہ ہدایت یافتہ ہیں ۔

اسی زمرۂ مبارک کو پناہ گاہ ایمان واسلام بتایا گیا ۔

والذین تبوؤ الدار والایمان

یہی مبارک طبقہ ہے جسکی نصرت واعانت کو سید الانبیاء کے لئے کافی قرار دیا گیا ۔

یاایها النبی حسبک الله ومن اتبعک من المومنین ۔	اے نبی آپ کیلئے اللہ کافی ہے اور وہ مسلمان جنہوں نے آپکی پیروی کی ۔

یہی وہ ہیں جنکو ائمہ ہدیٰ اور قائدین سعادت بنایا گیا ۔

اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم	میرے اصحاب تاروں کی طرح ہیں جنکی اقتدا کروگے راہ پاؤگے

یہی وہ ہیں جنکی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور جن سے بغض کو رسول اللہ سے بغض قرار دیا گیا ۔

الله الله فی اصحابی لاتتخذوهم من بعدی غرضا من احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ۔	خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں میرے بعد انکو (طعن وتشنیع) کا نشانہ مت بنالینا جو شخص اُن سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کے باعث اُن سے محبت کرتا ہے اور جو اُن سے بغض رکھتا ہے در حقیقت وہ میرے سے بغض رکھتا ہے جسکے باعث اُن سے بغض کا

بلاشبہ امتِ اسلامیہ نے ان حضرات کی قدر اسی طرح پہچانی جیسا کہ اُن کے لئے حکم ہوا تھا ۔ ان اکابر ملت کے حالات قلم بند کئے گئے غیر قیاسی امور میں ان کے اقوال کو لازم الاتباع مانا گیا ۔ سیاسیات میں ان کی

طرز کو مشعلِ راہ بنایا گیا۔ قضایا اور تصفیہ معاملات میں اُن کے احکام کو اونچا مرتبہ دیا گیا، بالخصوص روحانی سلسلہ کا ان حضرات کو امام مانا گیا۔ لیکن اسی مقدس طبقہ میں، اسی خیر القرون میں، ایک جماعت وہ بھی تھی جن کو اہل الصفہ یا اصحاب الصفہ کہا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ وہ جماعت ہے جس کی بے نظیر خدمات پر اسلام کی تعمیر مستحکم کی گئی۔ ان ہی حضرات کے مقدس خون کے فواروں سے باغیچۂ اسلام سینچا گیا۔ یہی وہ ہیں جن کے مبارک سینے علومِ نبوت کے قندیل بنے، تجلیاتِ ربانی کے عرشِ معلیٰ رہے۔ صوفیا کرام نے ان کے احوال و صفات سے تصوف کے خاص خاص سبق حاصل کئے۔

جبکہ فاقہ و افلاس کا دور دورہ ہو، لاچاری اور بے بسی سب طرف سے گھیرے ہوئے ہو، حشمت و جلال کی سربلندیاں سرنگوں ہو گئی ہوں، ترقی اور عروج کی راہ کا سب سے پہلا قدم ہو، اقبال اور فیروزمندی اپنے استقبال کیلئے ایثار اور شہادت کی سُرخ قربانیاں مانگ رہی ہو، تو اس وقت ان ہی مقدس اسلاف کی سیرت مشعلِ راہ ہوسکتی ہے۔ شاہراہِ ترقی کے ہر ایک قدم پر ان ہی بزرگانِ ملت کا نقشِ پا، لائحہ عمل ہوسکتا ہے۔ مگر چونکہ اسلام کا ایک ہزار سالہ دور اُس کے عروج اور ترقی کا دور رہا، عروج اور ترقی ہی کی باتیں ہوتی رہیں، اُن ہی حضرات کے کارنامے اور خدمات قلمبند کئے گئے جن کا نام ترقی و عروج کی تاریخ میں روشن تھا۔ ان مقدس اصحاب صفہ کے حالات پر یا تو کوئی کتاب لکھی ہی نہیں گئی یا جو کتابیں لکھی گئی ہوں گی وہ آج پردۂ خفا میں ہیں۔

اسلامیانِ ہند اقتصادی اور سیاسی پستی کے جس دور سے آجکل دوچار ہو رہے ہیں، وہ خلافتِ راشدہ یا خلافتِ بنی اُمیہ اور خلافت عباسیہ کے ترقی پذیر حالات سے قطعاً مخالف ہیں۔ آج ہم غلام ہیں، یہ زمانہ حریت و استقلال کا تھا۔ ہندوستان آج دار الحرب ہے، اور یہ حضرات دار الاسلام کے ائمہ اور خلفاء تھے۔ آج ہم ہر طرح اور ہر طرف سے مقہور ہیں، اور یہ زمانہ اسلام کی شوکت و حشمت کا تھا۔ ہم آج منتشر ہیں، یہ زمانہ کلمہ اسلام کے اتحاد اور شیرازہ بندی کا تھا۔ بیشک آج اصحاب صفہ کے حالات ہمارے لئے واضح اور روشن لائحہ عمل پیش کر سکتے ہیں، ہمیں اُن کو تلاش کرنا ہے، اور اُن کو لائحہ عمل بنانا ہے۔

مگر یہ حالات ہم کہاں سے معلوم کریں؟ ہمارے سامنے سیرت کی کتابیں موجود ہیں، تاریخ کے مجلدات

بھی ہمارے سامنے ہیں۔ اصحاب صفہ کے حالات ہمیں منتشر طور سے بیشک مل سکتے ہیں، مگر یکجا ہمارے سامنے نہیں آتے۔

علامہ ابن تیمیہ نے ایک کتاب "اصحاب الصفہ" کے نام سے لکھی ہے، اسکو نہایت شوق سے مطالعہ کیا، مگر افسوس علامہ موصوف کا مقصود بھی صرف ان خیالات کی تردید تھا جو اس زمانہ کے جاہل صوفیوں نے اصحاب صفہ کے متعلق قائم کرلئے تھے۔

البتہ اس رسالہ میں ایک کتاب کا ذکر ہے۔ "اہل الصفہ" مصنفہ مولانا ابو عبدالرحمٰن سلمی متوفی ۴۱۲ھ اس کے متعلق علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن سلمی متوفی ۴۱۲ھ نے اپنی کتاب "اہل صفہ" میں ان کے اسماء و حالات جمع کئے ہیں۔ شیخ ممدوح کو نساک وصوفیہ کے حالات انکی متعلقہ روایات اور ان کے ماثور اقوال جمع کرنے کا شوق تھا۔ چنانچہ انہوں نے بزرگان سلف خصوصاً ان تمام لوگوں کے حالات جمع کردیئے ہیں جن کے متعلق انہیں معلوم ہوا کہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ (ترجمہ اصحاب صفہ صفحہ ۱۵)

اس کتاب کے متعلق متعدد کتب خانوں کو خطوط لکھے مگر افسوس اب تک یہ کتاب کہیں نہیں ملی۔

حضرات علماء کرام سے درخواست اس وقت نہایت ضروری ہے کہ صفائی سے اعلان کردیا جائے کہ رسالہ قائد کا مقصد اعظم حضرات اصحاب صفہ کے حالات کی اشاعت ہے، خواہش یہ ہے اصحاب صفہ کے حالات استیعاب کیساتھ قلم بند ہوں، خاکسار کاتب الحروف کی جدوجہد کا نتیجہ انشاءاللہ اسی رسالہ کے اوراق پر نمایاں ہوتا رہیگا۔ مگر حضرات علماء کرام سے ہماری استدعا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مقصود رسالہ کو کامیاب کرنے کی کوشش فرمادیں اگر کوئی کتاب اس قسم کی ہو تو اس سے مطلع فرمائیں اور بذات خود اس جانب توجہ فرماکر اس موضوع پر مضامین تحریر فرمائیں جن کو رسالہ قائد شکریہ کیساتھ شائع کریگا، مگر شرط یہ ہے کہ جو کچھ تحریر فرمایا جاوے وہ مستند ہو۔

اس درخواست کے بعد آج کی مجلس میں اس موضوع پر کچھ تمہیدی امور پیش کئے جاتے ہیں۔ آئندہ انشاءاللہ ناچیز و تفنیت کے بموجب ان مقدسین کے حالات پیش کئے جائیں گے۔ واللہ الموفق والمعین

لفظی معنی علامہ طاہر مصنف مجمع البحار فرماتے ہیں۔

الصفہ ما یجعل علی الراحۃ من الجوب مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ صفہ وہ دانے ہیں جو ہتھیلی پر رکھ لئے جائیں۔

صفہ کے دوسرے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں۔

الصفہ بیت صیفی یکون مسقوفاً	صفہ چھپر کا مکان ہے جو گرمیوں کے زمانہ میں
بجرید النخل ونحوہ۔	کھجور وغیرہ کے پتوں سے چھاپ لیا جائے۔
صفۃ المسجد مقعد بالقرب	صفہ مسجد۔ وہ سایہ دار جگہ ہے جو مسجد کے قریب
منہ مظلل۔ (قاموس وغیرہ)	بیٹھنے کے لئے بنالی جائے

اہل صفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب ایک چھپر ڈال دیا گیا جس میں کچھ فقراء مہاجرین بسیرا لیا کرتے تھے۔ ان حضرات کو اہل صفہ یا اصحاب صفہ کہتے تھے۔

اصحاب صفہ کون حضرات ہوتے تھے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں گلشن اسلام کی تخم ریزی کی گئی، اور ایک بڑی تعداد اُن حضرات کی مرتب ہوگئی جو گلشن اسلام کے لئے شجر طوبیٰ کی حیثیت رکھتے تھے مثلاً خلفاء راشدین، حضرت طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، حضرت حمزہ، وغیرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

دشمنان اسلام نے اس گلشن کے برباد کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگالیا، اور کوئی ظلم وستم جسکا وہ تصور بھی کر سکتے تھے، عملی طور پر اُس کے انجام دینے میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا، مگر ابھی تک قتال کی اجازت نہ تھی، تشدد کے مقابلہ پر عدم تشدد کی تلقین پر عمل ہو رہا تھا عام طور پر یہی خیال ہے کہ اس عدم تشدد اور ظلم کو مقابلہ میں صبر و سکون کی تلقین کا باعث یہ تھا کہ مسلمانوں میں ابھی طاقت مقابلہ نہ تھی۔ جسکی تعبیر دوسرے الفاظ میں اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ انقلاب کی پُر تشدد جد و جہد کیلئے قرآن پاک کی تعلیم کے بموجب سب سے مقدم یہ ہے کہ ایک جذبہ "پناہ گاہ" ہو۔

خذوا حذرکم۔ ثم انفروا پہلے پناہ لو، پھر کوچ کرو۔

مکہ میں رہتے ہوئے آزاد پناہ گاہ کا امکان نہ تھا۔ علاوہ ازیں ایک دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ مکہ کو قرآن پاک میں "حرم آمن" "امن دینے والا حرم" قرار دیا گیا ہے چنانچہ کفار مکہ پر احسان کا اظہار

فرماتے ہوئے ارشاد ہوا ہے۔

اولم یروا انا جعلنا حرماً آمنا	کیا ان لوگوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے اُن کے لئے حرم کو
ویتخطف الناس من حولھم۔	پناہ دینے والا بنایا ہے۔ اسکے گرد اگرد آدمی اُچک لئے جاتے ہیں

نیز ارشاد ہوا۔

فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی	چاہیئے کہ اس بیت کے رب کی پرستش کریں جس نے انکو بھوک کے
اطعمھم من جوع وآمنھم من خوف۔	بجائے خوراک دی اور خوف سے اُن کو مامون کر دیا۔

اور انقلابی جد و جہد لامحالہ امن کے مخالف ہے؛ وہ کشت و خون، قتل و قتال کے گرم بازاروں کی حریص ہوتی ہے ۔ یہ ناممکن ہے کہ انقلاب ہو جائے اور حرم آمن، اپنے امن عام پر باقی رہے ۔ خدائے دانا و حکیم کی ازلی مرضی یہ تھی کہ حرم مکہ بدستور آمن رہے ۔ اور اگر اس کے امن و امان کو منسوخ بھی کیا جائے تو کم سے کم وقت کے لئے۔

الحاصل اسی قسم کی وجوہات کی بنا پر ربانی ارشاد یہ ہوا کہ مومنین قانتین کی جماعت بمعیت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ کو مامن اسلام بنائے، جس کیلئے قدرت کی ازلی تدبیر نے مدینہ طیبہ کو منتخب فرمایا تھا لیکن جب ان فدا کار اور ایثار شیوہ مجاہدین نے ترک وطن کر کے اسلام کے جدید "حذر" اور پناہ گاہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اگرچہ یہاں کی فضا، آزاد تھی، اور یہاں اسلامی حکومت کا نظام قائم ہو سکتا تھا، مگر بہت بڑی مصیبت یہ تھی کہ ربانیین کا یہ پورا قافلہ سیم و زر کی دولت سے قلاش تھا ۔ کپڑے پھٹے ہوئے، پا پیادہ، فاقہ پر فاقہ کرتے ہوئے، سنگلاخ زمینوں، یا ریگستان کی لُو سے جھلستے ہوئے اگر دھاکتے ہوئے جب حرم مدینہ میں پہنچے تو یہاں بیشک سکونِ روح کا ہر ایک سامان موجود تھا ۔ سب سے افضل یہ کہ سید الانبیاء کی رفاقت حاصل تھی، مگر جسمانی اور ظاہری پراگندگی کے ازالہ کا کوئی سامان نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظاہری پراگندہ حالی کو کسی قدر اطمینان و سکون سے مبدل کرنے کیلئے، ایک تجویز پیش فرمائی ۔ یہ تجویز اور پھر اس پر جو کچھ عمل ہوا وہ بلاشبہ تاریخ دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائیگا ۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ)

اسلام اور آئین حکومت

باب اول

نظامِ حکومت کی مختلف صورتیں

(۱)

ہندوستان کے رہنے والے دو سو برس سے شہنشاہیت کے غلام ہیں اسی کا اثر ہے کہ تعلیم یافتہ ہو کر بھی ذہنیت پست ہی رہتی ہے، عام دماغ شہنشاہیت ہی کے عادی ہو گئے۔ یہ بات تصور میں بھی نہیں آتی کہ شہنشاہیت کے علاوہ دنیا میں کوئی اور نظامِ حکومت بھی ہو سکتا ہے، وہ حکام اور والیانِ ملک کیلئے ہر قسم کی مطلق العنانی کو جائز حق سمجھتے ہیں۔ کانگریس کی جد و جہد سے پیشتر اُنکی رائے کو نظامِ حکومت میں کوئی دخل نہیں تھا، مگر وہ یہی یقین کئے ہوئے تھے کہ ہم محکومیت ہی کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔ ہمارا قدرتی فرض یہی ہے کہ جو نظامِ حکومت ہمارے سر تھوپا جائے ہم اُسکے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔ اس نظام کے کارکنوں کو غریب پرور اور بندہ پرور کے القاب سے یاد کرتے رہیں۔

زیادہ تعجب عربی النسل مسلمانوں پر ہے۔ عرب ایک تاریخی ملک تھے مگر اسکی تاریخ کا ہر ایک نقش حریت اور آزادی کی تصویر ہے، اسلام سے پیشتر عرب اتحاد اور یگانگت سے قطعاً بیگانہ تھا، لیکن اس افتراق کا اور جنگ و جدال کا باعث کیا تھا؟ یہی حریت، خودداری، خود اعتمادی۔ ہر ایک قبیلہ بذاتِ خود ایک آزاد نظامِ حکومت تھا۔ اُسکا ایک شیخ ہوتا تھا۔ مگر شیخ کو اہلِ قبیلہ کی رائے کا احترام کرنا لازم تھا۔ ورنہ اسکو قتل کر دیا جاتا تھا، اور اُسکی جگہ دوسرا شیخ بنایا جاتا تھا (تاریخ الدول الاسلامیہ)۔

ایک قبیلہ کیلئے انتہائی ذلت تھی کہ وہ دوسرے کے ماتحت ہو، اُنکو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ کوئی قبیلہ اُن سے بالا اور ارفع مانا جائے، حج کے موقعہ پر عکاظ کے میلے میں مشاعرے ہوتے تھے مگر ان مشاعروں کا موضوع یہی ہوتا تھا کہ اپنے اور اپنے قبائل کے کارنامے بیان کریں، اگر کسی قبیلہ کا کوئی شاعر اپنے حدود سے آگے بڑھا، تو فوراً دوسرا قبیلہ معترض ہوتا، اور بسا اوقات اسی بحث پر باقاعدہ جنگ کا آغاز ہو جاتا

تھا۔ غرض افتراق اور پراگندگی کا باعث خودداری تھا جو جہالت کے باعث غرور کی حد تک پہنچ گیا تھا، اس افتراق و اختلاف کا لازمی اثر یہ تھا کہ ہر قبیلہ تنِ تنہا اپنا محافظ رہا کرتا تھا، وہ اپنے تحفظ میں اپنی طاقت پر اعتماد رکھتا تھا، اس حریت پسندی اور خود اعتمادی نے موت کو اُن کی نظر میں حقیر کر دیا تھا، اور اس قسم کی جنگ میں مرجانے کو ایک قسم کی شہادت جانتے تھے۔

(۲)

قصی بن کلاب وہ شخص تھا جس نے مکہ معظمہ میں قریش کی حکومت قائم کی لیکن رائے عامہ کے احترام سے وہ بے نیاز نہ ہو سکا۔ اُس نے مکہ معظمہ میں ایک کونسل قائم کی جسکا نام دارُالنّدوَہ رکھا گیا۔ مکہ معظمہ کے تمام خاندانوں کے نمائندے اس کے رُکن ہوتے تھے، دارالندوہ کے فرائض اور اختیارات[۱] حسبِ ذیل تھے۔

(۱) کسی قبیلہ سے صلح یا جنگ کا طے کرنا۔

(۲) حج کے متعلق جملہ انتظامات کی نگرانی۔

(۳) اپنے جملہ معاملات میں مشورہ۔

(۴) قافلوں کی روانگی کے پروانے اور احکام صادر کرنا۔

(۶) نکاح، طلاق، اعتاق وغیرہ وغیرہ۔

دارالندوہ کے فرائض اور اختیارات کی عمومیت، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ۔

الف۔ قصی اگرچہ قائد اعظم اور ریفارمر ہونیکی حیثیت سے واجب الاحترام تھا، مگر آزادیٔ رائے کو اُسکے احترام پر قربان نہیں کیا گیا۔

ب۔ کسی شخص کیلئے بھی یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اپنی عظمت کے ذریعہ سے دوسروں کی حریت اور آزادیٔ رائے کو سلب کرے

ج۔ عرب کی خودداری مساوی حیثیت کے سوا پست حیثیت کو اپنے لئے ہرگز گوارا نہ کر سکتی تھی۔

بہرحال اس وقت ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم تاریخ پارینہ کا اعادہ کریں۔ گذشتہ تحریر میں وعدہ کیا گیا تھا کہ موجودہ زمانے کی حکومتوں کے طرز بیان کئے جائیں گے۔ اس وقت اسی کے متعلق مجمل تحریر پیش خدمت ہے۔

(۳)

حکومت کی دو قسمیں ہیں شخصی یا جمہوری، شخصی حکومت کے سلسلہ میں ملوکیت یا شہنشاہیت بھی آتی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ملک کو ایک جائداد فرض کرلیا جائے، سلطنت کا استحقاق نسل پر ہو، اہلیت اور قابلیت پر نہ ہو یعنی باپ کے بعد بیٹا وارث تاج وتخت ہوتا ہے خواہ وہ قابل ہو یا نہو ۔ اب اسکی دو صورتیں ہیں ۔

(الف) بادشاہ مطلق العنان ہو یعنی وہ قانونی طور سے کسی جماعت کے مشورہ کا پابند نہ ہو۔ اگر وہ مشورہ کرے تو اسکی مہربانی مانی جائے اسکو شخصی مطلقہ کہنا چاہئے اسکو انگریزی میں Manorchy "مانرکی" کہا جاتا ہے ۔ اب سے کچھ پیشتر تک افغانستان، ایران میں یہی شکل تھی ۔

(ب) بادشاہ مطلق العنان نہ ہو بلکہ وہ ایک جماعت کے مشورہ کا محتاج ہو اسکو "لیمیٹڈ مانرکی" (Lametad manorchy) کہا جاتا ہے، پھر اس جماعت کی چند صورتیں ہیں ۔

(۱) اس جماعت کو تمام قلمرو کے باشندگان نے منتخب کیا ہو ۔

(۲) کسی خاص رقبہ قلمرو کے باشندوں نے منتخب کیا ہو ۔

موجودہ حکومت انگلستان اسی قسم کی ہے کہ بادشاہ پارلیمنٹ کا پابند ہے اور پارلیمنٹ کے ارکان کو تمام قلمرو کے باشندے منتخب نہیں کرتے ۔ بلکہ خاص انگلستان کے رائے دہندگان اسکے ارکان کو منتخب کرتے ہیں ۔ اس قسم کی حکومت کو شخصی محدودہ یا شخصی مقید کہنا چاہئے ۔

دوسری قسم حکومت جمہوری ۔ جمہوری حکومت میں بادشاہ یا شہنشاہ نہیں ہوتا ۔ صدر جمہوریہ ہوتا ہے جسکا انتخاب کیا جاتا ہے، صدارت کا استحقاق قابلیت اور ہردلعزیزی پر ہوتا ہے، وراثت کے اصول یہاں نہیں چلتے ۔ اسکی چند قسمیں ہیں ۔

قسم اول یونیٹری (Unetary) یعنی وحدانی، اس صورت میں ساری قلمرو کے باشندے ایک جماعت کیلئے نمائندے منتخب کرتے ہیں اس جماعت کو پارلیمنٹ کہا جاتا ہے ۔ پھر یا تو یہی عام باشندگان ملک صدر کا انتخاب بھی کرتے ہیں ۔ یا صدر کا انتخاب پارلیمنٹ کے ارکان کرتے ہیں جیسے ہندوستان کی میونسپلٹیوں میں چیرمین کا انتخاب ہوتا ہے ۔ جمہوریہ ترکی یا جمہوریہ روس وحدانی قسم کی جمہوریتیں ہیں

اس صورت میں انتظامی سہولتوں کیلئے صوبے بنائے جاتے ہیں مگران کو اختیارات نہیں حاصل ہوتے

رقسم دوم کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قلمرو کے مختلف حصے ہوتے ہیں، ہرایک حصہ کے فطری اور جغرافیائی حالات دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ وہ کسی ایک مرکز کو اپنے تمام اختیارات سپرد کرنا گوارا نہیں کرتے۔

بلکہ اُن کے مختلف حالات کا تقاضا ہوتا ہے کہ ہرایک حصہ کیلئے خصوصی اختیارات علیحدہ علیحدہ ہوں جیسے مثلاً ہندوستان میں مختلف صوبے علیحدہ علیحدہ حالات اور مقتضیات کے حامل ہیں۔

لیکن یہ بھی مناسب نہیں ہوتا کہ ہرحصہ ملک کو دوسرے سے قطعاً بے تعلق کردیا جائے، بلکہ اندرونی اور بیرونی مصلحتوں کا تقاضا ہوتا ہے کہ ان مختلف حصوں کو کسی ایک رشتہ میں منسلک بھی کردیا جائے ایسی صورت میں ہرحصۂ ملک کیلئے علیحدہ علیحدہ نظامِ حکومت بھی رکھا جاتا ہے (جیسے ہندوستان کے ہرصوبہ کیلئے علیحدہ اسمبلی اور علیحدہ گورنر ہے) پھران تمام کو منسلک کرنے کیلئے ایک مرکب جماعت بنادی جاتی ہے، اسکو فیڈرل یا "وفاق" کہتے ہیں۔

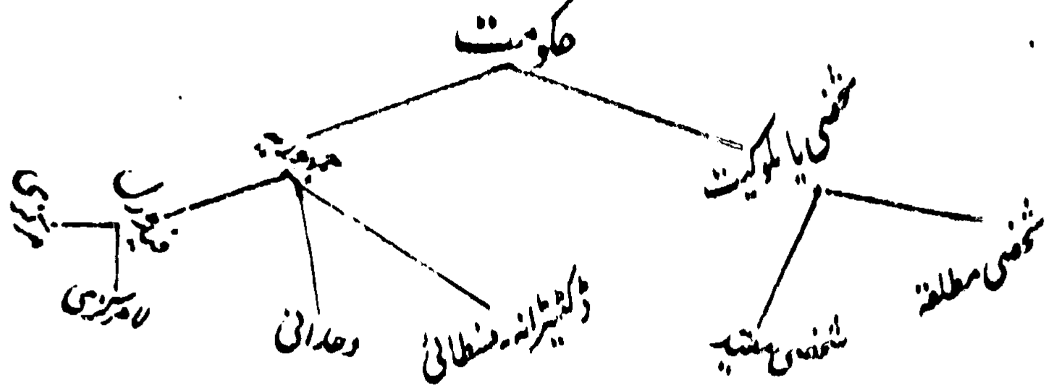
فیڈرل گورنمنٹ کے اختیارات کے اعتبار سے دو صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) کامل اختیارات، فیڈرل گورنمنٹ کو حاصل ہوتے ہیں البتہ وہ جن جن اختیارات کو مناسب سمجھتی ہے، اپنے ماتحت صوبوں کو دیدیتی ہے، جن کی شان ریاستوں جیسی ہوتی ہے۔ ہندوستان میں اسی قسم کی فیڈرل کی اسکیم عمل کیلئے درپیش ہے۔ اسکو مرکزی حکومت بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) کامل اختیارات علیحدہ علیحدہ صوبوں کو حاصل ہوتے ہیں، البتہ وہ جن جن اختیارات کو چاہتے ہیں اپنی طرف سے فیڈرل حکومت کو سپرد کردیتے ہیں حکومتِ لامرکزی سے اسی قسم کی حکومت مراد لی جاتی ہے

(ایک شکل یہ بھی ممکن ہے کہ جغرافیائی حدود کے اعتبار سے فیڈرل کی ترکیب نہ کی جائے بلکہ ملک کے مختلف فرقوں کے لحاظ سے فیڈرل کی ترکیب ہو، مگراس صورت میں ملک ہمیشہ ہمیشہ فرقہ وارانہ خانہ جنگیوں کا اکھاڑا بنا رہیگا۔)

مندرجہ ذیل نقشہ سے اس تقسیم کا خلاصہ ذہن نشین ہوجائے گا۔



پانچ چار سال کے عرصہ ہی میں دنیا ایک اور طرزِ حکومت سے واقف ہوئی اسکو سلطانی یا ڈکٹیٹرانہ حکومت کہا جاتا ہے، اس صورت میں جمہور رائے دہندگان ڈکٹیٹر کو منتخب کرتے ہیں، مگر ڈکٹیٹر اپنے اختیارات میں پارلیمنٹ یا ارکانِ شوریٰ کا پابند نہیں ہوتا

حق رائے دہندگی۔

جمہوری نظام حکومت سب سے بڑی چیز حق رائے دہندگی ہے۔ حق رائے دہندگی کا معیار چند چیزیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) عقل اور بلوغ۔

(۲) خاص علمی استعداد مثلاً درجہ چار تک تعلیم یافتہ ہونا۔

(۳) دولت مندی کی کوئی خاص مقدار مثلاً لگان کی کوئی خاص مقدار ادا کرتا ہو یا مثلاً سات روپیہ کرایہ کے مکان کی حیثیت میں رہتا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہندوستان میں نمبر ۱ کو حقِ رائے دہندگی کا معیار نہیں قرار دیا گیا۔ باقی دو کو دیا گیا ہے۔ مگر خاص خاص شرطوں کے ساتھ۔

(محمد میاں۔)

جملہ خط و کتابت اور ترسیل زر بنام منیجر رسالہ قائد ہونی چاہیے (منیجر)

اقتصادیات مسلم :-

دولتِ مسلم کا عروج و زوال

ایک غلطی کا ازالہ عام طور سے یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ خدا کی مرضی یہی ہے کہ مسلمان مفلس ہو۔ لیکن اگر واقعہ یہی ہوتا تو دولت اور دولت کے ذرائع اور آلات کو فضل اللہ نہ کہا جاتا، حالانکہ قرآن پاک میں دولت و تجارت وغیرہ کو فضل اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

وابتغوا من فضل اللہ (سورۂ جمعہ)	اللہ کا فضل تلاش کرو۔

آیت بالا میں نہ صرف یہ کہ دولت کو فضل اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے بلکہ اس کے تجسس اور تلاش کا حکم بھی ہے۔

مزید براں، ایک عجیب و غریب نکتہ یہ ہے کہ سورۂ مزمل کے ابتدائی حصہ میں حکم وارد ہوا کہ نصف شب یا نصف سے زائد یا آدھی رات سے کچھ کم تہجد میں صرف کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ایک سال تک اسی پر عمل پیرا رہے۔ ایک سال بعد اس میں تخفیف کی گئی۔ لطیفہ یہ ہے کہ تخفیف کے وجوہات میں کاروباری جدوجہد کو بھی ایک وجہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

انّ ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل	آپ کا رب واقف ہے کہ آپ دو تہائی رات اور آدھی رات
ونصفہ وثلثہ وطائفۃ من الذین	اور تہائی رات (اور اسکی تہجد میں) قیام کرتے ہیں اور ایک جماعت
معک واللہ یقدر اللیل والنہار	انکی جو آپکے ساتھ ہیں اور اللہ ہی رات اور دن کی مقدار مقرر کرتا ہے
علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرؤا	وہ واقف ہے کہ تم اس کی پابندی نہ کر سکو گے، اس لئے تمہاری طرف اپنی
ما تیسر من القرآن۔	توجہ منعطف فرمائی اور یہ حکم دیا کہ جس قدر قرآن سہولت سے پڑھ سکو پڑھا کرو
علم ان سیکون منکم مرضی و	وہ واقف ہے کہ (۱) تم میں کچھ بیمار بھی ہونگے، کچھ وہ بھی ہونگے جو
آخرون یضربون فی الارض یبتغون	زمین میں چلے پھریں گے اللہ کے فضل کو تلاش کرتے ہوئے اور وہ

من فضل الله و آخرون یقاتلون فی سبیل الله فاقرؤا ما تیسر منه (سورۂ مزمل رکوع ۲) — بھی ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ بس جسقدر سہولت سے قرآن شریف پڑھ سکو اُتنا ہی پڑھ لیا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں فقراء اور دولتمند صحابہ کرام کا ایک عجیب وغریب مقابلہ اس غلطی کو واضح طور پر زائل کر دیتا ہے، سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ دولتمند حضرات نے تمام بلند درجے اور نعمتیں لوٹ لیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - یہ کیوں؟

فقراء صحابہ - یا رسول - نماز اور روزے میں تو وہ ہمارے برابر رہتے ہی ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں ایسے ہی وہ بھی نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں، مزید براں وہ حضرات صدقہ خیرات بھی کرتے رہتے ہیں جو ہم نہیں کرسکتے، وہ غلاموں کو آزاد کرتے ہیں جس سے ہم قاصر ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - اچھا تو تمہیں ایسی چیزیں بتائے دیتا ہوں کہ جس سے تم آگے بڑھے ہوؤں کے مرتبے حاصل کرو گے، بعد کے لوگوں پر بڑھے ہوئے رہو گے اور تم سے کوئی بھی افضل نہ ہو سکے گا، ہاں مگر وہ شخص جو تمہاری طرح ان چیزوں پر عمل کرنے لگے۔

فقراء مہاجرین - ضرور یا رسول اللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ہر نماز کے بعد ۳۳ - ۳۳ بار سبحان اللہ - الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

کچھ دنوں بعد فقراء صحابہ پھر خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے دولتمند بھائیوں نے بھی ہمارے اس وظیفہ کو سن لیا وہ بھی ہماری طرح اسکو پڑھنے لگے۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا۔

ذالک فضل الله یوتیه من یشاء — یہ اللہ کا فضل وکرم ہے جسکو چاہے دیدے۔

جمع الفوائد ج ۲

اس حدیث نے واضح طور پر بتا دیا کہ دولت اگر صحیح اصول پر ہو تو وہ خداوند عالم کا فضل و کرم ہے۔

توکل کی غلط تفسیر ایک دوسری غلطی جس میں عام مسلمان مبتلا ہیں وہ توکل کی غلط تفسیر ہے۔ توکل کو عام طور پر ہاتھ پیر توڑ کر اور اپاہج بنکر بیٹھ جانے کے مرادف مان لیا گیا ہے حتیٰ کہ ایسے لوگوں ہی کو متوکلین کہا جاتا ہے، جو دنیا کے تمام کاروبار سے الگ ہو کر کونے میں بیٹھ جائیں۔ مگر توکل کا یہ مطلب بھی سراسر غلط ہے، اگر توکل کے یہی معنی ہوتے تو اکابر صحابہ تجارت، صنعت یا مزدوری وغیرہ نہ کرتے حالانکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور احادیث مجھے زیادہ اس وجہ سے یاد ہیں کہ دوسرے بزرگ ضروریاتِ کسب میں مشغول رہا کرتے تھے، مہاجر بھائی بازاروں میں کاروبار اور بیوپار میں مشغول رہتے تھے، انصاری بھائی باغوں اور کھیتوں میں لگے رہا کرتے تھے۔ اور میرا کام صرف یہی تھا کہ میں خدمتِ اقدس میں حاضر رہوں اور ارشادات کو یاد کرتا رہوں۔ (بخاری شریف کتاب العلم)

ایک فقیہ اور مبصر کیلئے اس حدیث کے ضمن میں ایک اور چیز قابلِ تبصرہ ہے یعنی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے غیر حاضر ہو کر کسبِ معاش میں مشغول ہونا کسبِ معاش کی بیش از بیش اہمیت کو بتاتا ہے ظاہر ہے کہ تمام دولتوں میں سب سے بڑی دولت خدمتِ قدسیہ میں حاضری ہے، اب جو چیزیں خدمتِ قدسیہ سے غیر حاضری کو جائز قرار دیں وہ لامحالہ زیادہ اہمیت ہی رکھتی ہوں گی۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسبِ معیشت ثابت ہے۔ مگر جسطرح خلفاءِ اسلام کو خلیفہ ہونے کے بعد اجازت نہیں دی جاتی کہ وہ کسبِ معاش کی صورتوں میں مشغول ہوں کیونکہ اس سے فرائضِ خلافت و امارت کی ادائیگی میں لامحالہ فرق پڑتا ہے، تو نبوت کے بعد نبی کے لئے بدرجۂ اولیٰ کسبِ معاش کی صورتوں میں مشغول ہونا مناسب نہ ہوگا، کیونکہ نبی کے مشاغل اور نبی کے فرائض اور درجۂ نبوت کی مشکلات خلیفہ اور خلافت کی صعوبتوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔

توکل کی صحیح تفسیر حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک کا یہی ایک کلمہ یعنی فضل اللہ، توکل کی تفسیر واضح کر دیتا ہے۔

انسان اپنی جدوجہد پر نازاں ہو جاتا ہے، وہ اپنے ذرائع معاش پر بسا اوقات اسقدر اعتماد کرلیتا ہے کہ شکر و حمد کے بجائے عزور و نخوت اسکا شیوہ بنجاتا ہے، خدا کو بھول جاتا ہے، بندگانِ خدا سے مُنہ موڑ لیتا ہے، قومی ضرورتوں کی اہمیت اُس کے دل سے کم ہو جاتی ہے۔

لیکن ان تمام باطل اور لغو چیزوں سے بالا ہو کر یہ یقین کرلیتا ہے کہ جو کچھ اُس کے پاس ہے وہ اللہ کا فضل ہے، اسکی جدوجہد اللہ کا احسان ہے، سیکڑوں وہ ہیں جو صبح سے شام تک مارے مارے پھرتے ہیں اور چار پیسے بھی نہیں کما سکتے اسکو اگر اچھی تدبیر عطا ہوئی تب فضلِ الٰہی ہے۔ کوئی خاص صنعت اُس نے حاصل کی تب خداوندی توفیق کی برکت سے لاکھوں کروڑوں ہیں جنکی آنکھیں اُس وقت کھلتی ہیں جبکہ سیکھنے کا وقت گذر چکتا ہے، بہت سے وہ ہیں جنکی تمنا رہتی ہے کہ موقع ملے تو کوئی ہُنر سیکھیں لیکن اُنکو موقع نہیں ملتا۔

بہرحال موقعہ ملنا، سیکھنے کا شوق ہونا، اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ہاتھ پاؤں، آنکھ۔ ناک کی سلامتی یہ سب خداوندِ عالم کا فضل ہے، لُنجا، لنگڑا، اندھا نہیں پیدا ہوا، کوئی ایسا مرض نہیں آیا جس سے وہ اپاہج ہو جائے، یہ سب کیا اپنے اختیار کی چیز ہے، یہ سب خداوندِ عالم کا فضل و احسان ہی ہے۔

بہرحال کسب معاش، اور کسب معاش کے ذرائع اور محاصل کو خداوندی فضل و احسان قرار دے دولت میں جیسے جیسے ترقی ہو اُسکا سر خداوندی احسان کے سامنے جُھکتا رہے یعنی وہ خداوندِ عالم کا شکریہ زائد سے زائد ادا کرتا رہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ:-

ارشاداتِ ربانی کے بموجب عبادات کا پابند ہو، اللہ تعالیٰ کے احکام کے بموجب صدقہ خیرات صحیح طور پر کرتا رہے، غریبوں کی امداد کرے، بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہے، قومی ضرورتوں میں امداد کرتا رہے خادمانِ قوم جنہوں نے اپنے تمام ذرائع آمدنی کو چھوڑ کر خدمتِ قوم کو اپنا فرض اور مشغلہ قرار دیا ہے ان کی مدد کرتا رہے اور یقین رکھے کہ جو کچھ اُس کے پاس ہے وہ محض اللہ کا فضل ہے، وہ عطاءِ خداوندی ہے توکل کا اہم ترین جز یہی ہے۔

یہ قرآن پاک کا معجزہ ہے کہ اس نے دولت کو ایسے لفظ سے تعبیر کیا کہ اُس سے دولت کی افضلیت اور اہمیت بھی معلوم ہو گئی اور توکل کے معنی بھی واضح ہو گئے۔

متوکلین کی تشبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لو انکم تو کلون علی اللہ حق	اگر تم اللہ تعالیٰ عزوجل پر پورا پورا توکل کرتے
توکلہ لرزقکم کما ترزق الطیر	تو تم کو ایسے ہی رزق دیا جاتا جیسے پرندوں کو
تغدو خماصاً و تروح بطاناً۔	صبح کو بھوکے جاتے ہیں شام کو پیٹ بھرے
(ترمذی شریف ج ۲ صفحہ ۵۷، مجتبائی)	آتے ہیں۔

جو حضرات توکل کو ترکِ جد و جہد کے مرادف سمجھتے ہیں اُن کو اشکال ہوگا کہ پرندے تو تمام دن دوڑ دھوپ جد و جہد میں مشغول رہتے ہیں پھر انکو رزق دیئے جانے کے کیا معنی اور متوکلین کو اُن سے تشبیہ دینے کی کیا وجہ؟ لیکن اگر یہ یقین کر لیا جائے کہ ترکِ جد و جہد توکل کا مفہوم نہیں بلکہ جد و جہد کے ساتھ ساتھ نتائج کو خدا کے حوالے کر دینا اور پونجی جوڑنے میں خود کو مستغرق نکر دینا، توکل کا مفہوم ہے تو حدیث مبارک کی تشبیہ کا یہ حاصل ہوگا کہ پرندے حسب ضرورت جد و جہد کرتے ہیں اور پھر اس فکر میں نہیں پڑتے کہ کل پرسوں یا سالہا سال کیلئے، یا اولاد کیلئے بھی پونجی جمع کر لیں، بلکہ ضرورت سے زائد کو نہایت استغنا اور بے نیازی سے چھوڑ کر اپنے نشیمن میں اطمینان کیساتھ چلے آتے ہیں اور یہاں ہمہ خداوند عالم اُنکو بھوکا نہیں رکھتا، اسی طرح اعلیٰ درجہ کے متوکلین بھی کسبِ معاش کے سلسلہ میں فردا کی فکر نہیں کرتے، سرمایہ جمع کرنے کے مقابلہ میں اُنکی توجہ فرائضِ عبودیت کی ادائگی کی طرف زیادہ مبذول رہتی ہے اور اگر اُن کے پاس ضرورت سے زیادہ رقم آ بھی جاتی ہے تو وہ اسکو فوراً ہی راہِ خدا میں خرچ کر ڈالتے ہیں اپنے پاس جمع رکھنا گوارا نہیں کرتے۔

چنانچہ ایک مرتبہ نماز سے فارغ ہوتے ہی لپک کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دولتکدہ میں تشریف لے گئے، جب واپس تشریف لائے تو صحابہ نے اس عجلت کی وجہ دریافت کی، ارشاد ہوا۔ کچھ دینار رکھے ہوئے تھے یہ نہایت عار ہے کہ نبی پر کوئی رات ایسی گذرے کہ اس کے پاس ذاتی درہم یا دینار جمع ہوں اسلئے گیا تھا کہ انکو خیرات کر آؤں۔

بیشک توکل کا اعلیٰ مرتبہ یہی ہے، مال کا جمع کرنا وغیرہ اگرچہ جائز بلکہ بعض صورتوں میں مستحسن بعض میں واجب

اور فرض بھی ہے، مگر وصفِ توکل کے پیشِ نظر یہی کہا جائیگا کہ اپنی ذات کیلئے مال کا جمع کر کے رکھنا توکل کے مرتبۂ اعلیٰ کیلئے مخالف ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ توکل کی حقیقت اور اُس کے درجات وغیرہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وقد یظنّ الجہلُ ان شرط التوکل ترک	جاہل یہ خیال کرتے ہیں کہ کسب اور دوا دارو کو چھوڑ دینا
الکسب وترک التداوی واستسلام	اور خود کو موت کے سپرد کر دینا توکل کیلئے شرط ہے
للمہلکاتِ وذالک خطاء لان ذالک	یہ غلطی ہے کیونکہ شریعت میں یہ حرام ہے حالانکہ
حرام فی الشرع والشرع قد اثنیٰ	شریعت میں توکل کی تعریف وارد ہوئی ہے اور اسکی
علی التوکل وندب الیہ فکیف ینال	طرف دعوت دی گئی ہے تو ایسا بہتر اور محبوب
ذالک بمحظور۔ (اربعین مصنفہ امام غزالی)۔	امر ممنوع اور حرام سے کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے

اسی سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تحقیق یہ ہے کہ بندے کی جدوجہد کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) نفع غیر موجود کی طلب۔ (۲) موجود کا تحفظ۔ (۳) دور اندیشی اور حفظ ماتقدم کے طور پر نقصان دہ چیزوں کی پیش بندی (۴) جو نقصان کہ یقیناً پہنچ رہا ہے اسکو دفع کرنا۔

پہلی شکل جن چیزوں سے کسی نفع بخش چیز کو حاصل کیا جا سکتا ہے اُسکی تین صورتیں ہیں۔

(۱) یقینی۔ (۲) ظنّی۔ (۳) وہمی۔

یقینی صورتوں کی مثال ہے مثلاً سامنے کھانا رکھا ہوا ہے وہ کھانے کیلئے ہاتھ نہیں بڑھاتا اور کہتا ہے کہ میں تو متوکل ہوں، یا چاہتا ہے کہ کھیت میں غلّہ ہو اور بیج نہیں ڈالتا اور کہتا ہے کہ میں تو متوکل ہوں۔ یہ حماقت ہے توکل نہیں۔ خداوند عالم کا طریقہ ازل سے یہی جاری ہے کہ دنیا میں اس قسم کی چیزیں خاص خاص اسباب کے سلسلہ میں پیدا کرتا ہے، سنت الٰہیہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

ایسے امور میں توکل دو چیزوں سے پیدا ہوتا ہے، ایک یہ کہ وہ یقین رکھے کہ کھانا، ہاتھ، بیج، اور کھانے

کی طاقت وغیرہ سب اللہ تعالیٰ عزّ وجل کی قدرت اور عطا سے ہیں۔

دوم یہ کہ ان اسباب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ اُن کے پیدا کرنے والے پر نظر رکھے کیونکہ انسان بسا اوقات مفلوج ہو جاتا ہے، غلہ تباہ، اوقات برباد ہو جایا کرتا ہے وغیرہ۔

(۲) ظنی اسباب مثلاً جنگلوں میں سفر کرتے وقت توشہ کا لینا مستحب ہے۔ اسکا ترک توکل کیلئے شرط نہیں۔ بلکہ یہ سلف صالحین کی سنت ہے بلکہ اس سلسلہ میں توکل یہ ہوگا کہ چوروں اور ڈاکوؤں کی مدافعت میں فضل الٰہی پر نظر رکھے۔

(۳) تیسری صورت وہمی چیزیں، جیسے معیشت کے حیلوں اور چالوں میں مستغرق اور منہمک ہو جانا، یہ چیز ناجائز ہے، یہ حرص کا ثمرہ ہے، یہ توکل کے منافی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے متوکلین کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ:۔

لا یکتوون و لا یسترقون کہ وہ داغ[۵] نہیں دیتے اور افسوں نہیں کراتے

اور متوکلین کی تعریف یہ نہیں کہ وہ شہروں میں نہیں رہتے۔

اس کے بعد امام موصوف فرماتے ہیں۔

متوکل اگر مال کا وارث ہو جائے اور اسکو ایک سال یا زیادہ کیلئے جوڑ کر رکھ لے تو اسکا توکل باطل ہو گیا اور اگر اسی دن کی خوراک پر قناعت کرکے باقی کو تقسیم کر دے تو اسکا توکل کامل ہے، اور اگر چالیس روز کا سامان فراہم رکھے تو سہل تستری فرماتے ہیں کہ اسکا توکل باطل ہو گیا۔ تو وہ مقام محمود جسکا وعدہ متوکلین کے لئے حاصل ہوا

---

۵ ٹیکوں کی طرح زمانہ سابق میں خاص طور سے داغا کرتے تھے اسکو کیّ کہتے تھے، اسکو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ بعض صورتوں میں دعا اور تعویذ وغیرہ اگرچہ جائز ہے، مگر حقیر کی رائے ناقص میں مفاد حدیث یہ ہے کہ وہ ایسی چیزوں سے مجتنب رہتے ہیں جو اگرچہ متوسط طبقے کے لوگوں کیلئے جائز ہو مگر ایک وہمی چیز ہے ان کی نظر اوہام سے بالا رہتی ہے، ایسے موقعہ پر اُن کا اعتماد صرف اللہ پر رہتا ہے۔

جن حضرات کے ذہن میں یہ حدیث پوری ہوگی وہ اس تفسیر کی لکن سے قدر کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وہ اسکو حاصل ہو گا۔ اور ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توکل باطل نہ ہو گا۔ مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ چالیس روز سے زیادہ کا سامان فراہم کرنے سے توکل باطل ہو جائے گا۔ ہاں اگر وہ عیالدار ہے تو اس کیلئے جائز ہے کہ اپنے بال بچوں کے لئے ایک سال کا سامان یکمشت فراہم کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعلقین کیلئے ایسا ہی کیا ہے لیکن اپنی ذات کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت کا سامان بھی جوڑ کر نہ رکھتے تھے۔ مگر ہاں اثاث البیت مثلاً برتنوں وغیرہ کے متعلق یہ سنت تھی کہ ہر وقت نئے برتن نہیں خریدے جاتے تھے بلکہ وہی برتن تھے جو سالہا سال کام آتے رہے۔

اس تفصیل کے بعد امام موصوف مزید توضیح فرماتے ہیں کہ جوڑ کر نہ رکھنا اس شخص کیلئے بہتر ہے، جسکو روحانی قوت اور یقین اس درجہ حاصل ہے کہ فاقہ پر گھبرا نہ جائے لیکن جو شخص ضعیف اور کمزور ہو، جسکو ایک وقت کا فاقہ مصیبت عظمیٰ معلوم ہوتا ہو۔ اس کیلئے افضل یہی ہے کہ وہ اعلیٰ متوکلین کا راستہ ہی اختیار نہ کرے کیونکہ تہی دستی کے وقت جس پریشانی اور گھبراہٹ میں وہ مبتلا ہو جائیگا اس کا نقصان توکل کے ناقص نفع سے کہیں بڑھا ہوا ہو گا۔ (اربعین امام غزالی رح)

خلاصہ یہ کہ توکل کا اعلیٰ مرتبہ اگر حاصل کرنا ہو، تو ضروری ہے کہ اس کے لئے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ صلاحیت پہلے سے حاصل کی جائے۔ بہر حال کسب معیشت کی مخالفت توکل کے کسی مرتبہ سے بھی ثابت نہیں ہوتی، بلکہ توکل کا مدار اور معنی توکل کے پیش نظر یہی چیز ہے کہ انسان کما کر جوڑے نہیں بلکہ راہ خدا میں خرچ کر دے، کل کی فکر میں آج کے کمانے ہوئے پر بخل نہ کرے بلکہ پرندوں کی مثال سامنے رکھے۔ یہ چیز توکل کے ضمن میں نہیں آتی کہ کسب معیشت سے اپاہج بنکر بیٹھ جائے۔ یا لوگوں سے بھیک مانگتا پھرے۔

زہد کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ توکل کی طرح زہد اور ترک دنیا کا مفہوم بھی غلط سمجھ لیا گیا ہے۔ مگر اس سلسلہ میں صرف ایک حدیث کا ترجمہ پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حلال کو حرام کرنے (مثلاً ترک حیوانات وغیرہ) اور مال کو لٹانے کا نام زہد نہیں ہے، زہد یہ ہے کہ جو تمہارے ہاتھ میں ہو اس پر تمہیں اس سے زیادہ بھروسہ نہ ہو جو تمہارے ہاتھ میں نہیں (اس) کے ہاتھ میں ہے اور اگر کوئی مصیبت آئے تو اسکے ثواب کا شوق اتنا ہو کہ اس ثواب کے پیش نظر تمہاری یہ خواہش ہو سکے کہ یہ مصیبت اور رہے - تو اچھا ہے (ترمذی شریف صفحہ ۵۷ جلد ۲)

ہم توکل اور زہد کی بحث کو اسی حد پر ختم کئے دیتے ہیں مزید تفصیل مطلوب ہو تو احیاء العلوم وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے، ہمارے موضوع یعنی دولتِ مسلم کے عروج و زوال کے متعلق اس بحث کی اس سے زیادہ گنجائش نہیں آئندہ اشاعت میں اصل موضوع کے دوسرے پہلوؤں پر بحث کی جائے گی (ان شاء اللہ باقی)

القول الجامع

فی تحقیق جواز تعدد الجمعۃ والجوامع

از حضرت علامہ مولانا عبدالحق صاحب مدنی مدیر جامعہ قاسمیہ مراد آباد

حکومتِ اسلامیہ کے ختم ہو جانے کے بعد ہم اپنے فرائض کی شان کو بھی بھول گئے۔ نماز جمعہ اسلامی شیرازہ بندی کا بہت بڑا ذریعہ اور اسلامی اتحاد کا مظاہرہ تھا۔ مگر اسکو تعدد جمعہ کرکے ہم نے شیرازہ بندی کو اور بھی زیادہ منتشر کر دیا ہے حضرت مدنی صاحب موصوف نے اس رسالہ میں تعدد جمعہ پر بحث کرتے ہوئے حضرات ائمہ مجتہدین کے فتاوے سے ثابت کیا ہے - کہ بلا ضرورت جمعہ کی نماز پڑھنا کسی امام سے بھی ثابت نہیں - اور نہ اسکے جواز کا ثبوت ملتا ہے، ایک عجیب و غریب علمی تصنیف ہے، اگر آپ اردو خواندہ ہیں تو اسکو ضرور مطالعہ فرمائیے - قیمت صرف ۴ر

ملنے کا پتہ:۔ نیّر کتب خانہ عزیزیہ شاہی کمپنی امروہہ گیٹ مراد آباد

حادثۂ کربلا اور شہادت کبریٰ پر

ایک لمحۂ فکریہ

از جناب مولانا محمد فاضل صاحب مراد آبادی

گذشتہ سے پیوستہ

شہادت حضرت عثمانؓ کے بعد مسلسل جو واقعات پیش آئے اُن کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت راشدہ کے خط و خال تبدیل ہونے لگے۔ جمہوری نظام کی جگہ شخصی تسلط بڑھتا گیا بالآخر خلافت اسلامی عجمی سلطنتوں کے شخصی حکومت کے سانچہ میں ڈھل گئی حضرت امیر معاویہؓ کی جگہ یزید نے مسند خلافت کو سنبھالا۔ امیر المومنین کے خطاب کا اپنے نام کے ساتھ اضافہ کیا۔ یزید کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ سب سے پہلے دمشق والوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد دوسرے صوبوں میں بیعت لی جانے لگی ابتدا میں مدینہ طیبہ بصرہ اور کوفہ کے مسلمانوں نے بیعت یزید سے انکار کیا مگر عمال اور والیوں کے تشدد نے انکو بھی بیعت پر مجبور کر دیا :۔ ———

درحقیقت یزید کی حکومت ایک غیر شرعی حکومت تھی جس کی بنیاد تشادرہم رفی الدین کے بجائے فسق و فجور جبر و استبداد۔ اور شخصیت پر قائم تھی۔ اس کا نظام محض اغراض نفسانی اور مقاصد سیاسی سے وابستہ تھا۔ اس لئے خاندان نبوت کے ارباب صدق و صفا اور سیدنا سید الشہداؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔ اور بالآخر نہایت پامردی اور

استقامت کے ساتھ اپنی قربانی کی مثال قائم کرکے جہادِ حق کی بنیاد رکھی اور بتا دیا کہ دنیا کی ہر شئے فنا ہو جاتی ہے مگر خونِ شہادت کے چند قطرے اپنے اندر حیاتِ ابدی کی ایک ایسی رُوح رکھتے ہیں جو کبھی فنا نہیں ہوتے۔

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

شہیدِ کربلا نے گنتی کے چند بھوکے پیاسے نہتے جان نثاروں کے ساتھ ایک ایسی سلطنت کا مقابلہ کیا جس کی وسعت ایک طرف سندھ اور دوسری طرف یورپ کے برِ اعظم تک پہنچ چکی تھی جس کی عظمت و شوکت اور جس کی صولت و حشمت کے آگے درفش کاویانی سرنگوں تھا۔ روم و روما کی سلطنتیں جس کے نام سے تھرّاتی تھیں۔ دیو پیکر آہن پوش افواج کا لشکرِ جرّار جس کی پشت پر تھا۔ زرہ بکتر، آلاتِ حرب، تیر و سنان، نیزہ و شمشیر کے مکمل اسلحہ سے ہر شخص آراستہ اور فنونِ جنگ سے ہر فرد آگاہ تھا۔ ان حالات میں جو نتائج ایک ظالم اور مظلوم کے مقابلہ میں پیدا ہوا کرتے ہیں وہی ہوئے ایک ایک کرکے ہر مقدس رفیق خاک و خون میں تڑپا اور جاں بحق ہوا۔ سیدنا حضرت حسین رضؓ نے اپنے جگر گوشوں کو شدت بھوک و پیاس سے آہ و فغاں کرتے دیکھا۔ ایک ایک خون آلود لاش کو اپنے ہاتھوں سے اٹھایا حتیٰ کہ اپنے طفلِ شیر خوار کو بھی ظلم و بربریت کے تیر کا نخچیر پایا مگر راہِ عشق و صداقت میں پیمانِ صبر و استقامت ایک لمحہ کے لئے بھی متزلزل نہ ہوا اور راہِ حق میں تمام مصائب و آلام کو شکر و منت کے ساتھ برداشت کرکے کنارۂ فرات کے ریگستان میں آسمانِ حریت کا وہ آفتاب غروب ہو گیا۔ فوا اسفاہ دویلاہ۔

یہ حادثہ عظمیٰ سب سے پہلا نمونہ جو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے وہ دعوت الی الحق اور اعلائے کلمۂ حق کی راہ اپنی قربانی تک سے گریز نہ کرنا ہے۔ سید الشہداء رضؓ نے اپنی قربانی کی مثال قائم کرکے یزیدی مظالم کے خلاف جہادِ حق کی بنیاد رکھی۔ پس فرزندانِ توحید

کے لئے یہ نمونہ تعلیم کرتا ہے کہ ہر ظالم و جابر کا علانیہ مقابلہ کیا جائے اور ایسی حکومت سے اطاعت و وفاداری کے کسی پیمان وعہد کو استوار نہ کیا جائے جس نے خدا کی بخشی ہوئی انسانی حریت وحقوق آزادی کو غارت کر کے خلق اللہ کو شخصی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہو دوسرا روشن پہلو اس واقعہ میں ارباب رخصت کے لئے ایک تازیانہ عبرت ہے جو ہمیشہ اپنی کمزوریوں کو مصلحت اندیشیوں اور وقت کی ضرورتوں میں چھپانے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ شہید مظلوم کا یہ دردناک سانحہ بتاتا ہے کہ ظلم کے مقابلہ کے لئے ضروری نہیں کہ مادی قوت و شوکت کے تمام سازوسامان موجود ہوں۔ حق وصداقت کی راہ نتائج کی فکر اور مصلحت اندیشیوں سے بے پرواہ ہے۔ نتائج کا مرتب کرنا ہمارا کام نہیں یہ صرف قوت قاہرہ اور قدرت الٰہیہ کا کام ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ؛ کیونکہ شہنشاہ کربلا کے ساتھ بہتر ۷۲ یا باسٹھ ۶۲ ضعفاء اور مساکین کے علاوہ کوئی مادی قوت نہ تھی:۔

تیسرا نتیجہ جو مابعد شہادت کے تاریخی مطالعہ سے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ تمام قربانیوں اور فداکاریوں کے نتائج فوری طور پر ظہور پذیر ہو جائیں۔ ہوسکتا ہے کہ جماعت حقہ کو کسی وقت بظاہر شکست ہو لیکن درحقیقت وہ دشمنوں کے لئے مہلت ہوتی ہے۔ گو حضرت حسینؓ خلعت شہادت سے لالہ گوں ہوئے رفقاء اور جانفروشوں نے جام شہادت پیا، تاہم فتح اُن ہی کی تھی، فیروزمندی اور کامرانی کا تاج ان ہی کے زخم خوردہ سر پر رکھا گیا، ان کے خون کے ہر ہر قطرے نے انقلابات اور تغیرات کے وہ سیلاب ہائے آتشیں پیدا کر دیے جن کو نہ مسلم بن عقبہ کی خون آشامیاں روک سکیں اور نہ حجاج کی بے امان خونریزی، ظلم و جبر کا پانی تیل بن کر شعلوں کو اور بھڑکاتا رہا۔ یہاں تک کہ انتقام کا آخری وقت آگیا اور جو کچھ سنہ ۶۶ھ میں میدان کربلا میں ہوا تھا وہ سب کچھ بلکہ اس سے کہیں زیادہ سنہ ۱۳۲ھ میں

نہ صرف دمشق بلکہ تمام عالم اسلامی کے اندر رہو اصاحبان تاج و تخت خاک و خون میں تڑپے۔ ان کی لاشیں گھوڑوں کے سموں سے پامال کی گئیں۔ فتحمندوں نے مردوں کی ہڈیاں تک قبروں میں ذلت و حقارت سے محفوظ نہ چھوڑیں اور اس طرح فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کا پورا پورا ظہور رہوا۔

چوتھا امرار باب نظر کے لئے جاذب توجہ یہ ہے کہ حق و عدالت کی رفاقت کی آزمائشیں ہوش رُبا اور زہرہ گداز ہیں، قدم قدم پر حفظ جان و ناموس۔ محبت فرزند و عیال کے کانٹے دامن گیر ہوتے ہیں۔ اُسوۂ حسینی مومنین مخلصین کو درس دیتا ہے کہ راہ عدالت میں قدم رکھنے سے پہلے ولنبلونکم من الخوف والجوع ونقص من الاموال والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون پر پورا پورا غور کرکے قدم اٹھائیں۔ بھوک، پیاس، خوف و ہراس، نقصان مال و متاع قتل نفس اور اولاد یہی چیزیں ہیں جو انسان کے لئے انتہائی مصیبت ہوسکتی ہیں اسی لئے راہ الٰہی میں ان ہی چیزوں کو آزمائش قرار دیا گیا۔ مظلوم کربلا کے سامنے ایک ایک کرکے تمام مرحلے موجود تھے وہ ایک لمحہ میں تمام مصائب سے نجات پاکر آرام و راحت شوکت و عظمت کے بلند ترین مراتب پر پہنچ سکتے تھے۔ اگر وہ حکومت ظالمہ کی وفاداری اور اطاعت کا عہد کرلیتے اور حق و صداقت سے رُوگردانی کے لئے مصلحت وقت کی تاویل پر عمل کرتے تو تمام مصائب کا خاتمہ ہوسکتا تھا مگر خدا کی مرضی کو اپنی مرضی پر ترجیح دی اور حق کا عشق زندگی اور زندگی کی محبتوں پر غالب آیا اور اپنے سر کو جو راہ حق میں قربان کرنے کے لئے انسان کی آخری متاع ہی فدا کردیا۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ حادثۂ عظیمہ راہ مصائب اور جہاد حق میں صبر و استقامت اور عزم و ثبات کا ایک اسوۂ حسنہ ہے۔ ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا

فی الحقیقت شہادت عظمیٰ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اپنے تمام عزیز و اقارب، اہل و عیال، فرزند و احباب کے ساتھ دست غربت و مصائب میں محصور اعدا ہونا اور بڑی سے بڑی مصیبت برداشت کرتے وقت یہی کہنا کہ رَضِیْنَا بِقَضَاءِ اللہِ وَصَبَرْنَا عَلٰی بَلَائِہٖ :-

افسوس کہ یہ سطور اجمال و ایجاز کی مقتضی ہیں اس لئے تفصیل کی گنجائش نہیں اگر ارباب نظر اور اصحاب بصیرت صبر و استقامت کے اسوۂ حسنہ کو مزید توضیح و تفصیل سے دیکھنا چاہتے ہیں تو تاریخ کا مطالعہ کیا جائے :-

---

مذہبی، علمی اور ادبی افسانہ:۔

یتیم بچّہ

از سید مظفر صاحب

کرشمۂ تقدیر:

(۱)

غابر۔ تمام سامان لادا گیا، کار بھی آگئی، چلئے سوار ہوجیے۔!

غاورہ۔ بہت بہتر بسم اللہ۔

غابر اور غاورہ دونوں کار میں سوار ہوگئے اور صبا رفتار موٹر نے چند منٹوں میں اُن کو دریائے ہگلی کے کنارے پہنچا دیا جہاں سے اُن کو "ڈاک کے" جہاز میں سوار ہوکر ٹوکیو جانا تھا۔

(۲)

جہاز سمندر کی لہروں پر پہاڑ نما طوفانی موجوں سے ٹکراتا ہوا پوری رفتار سے چل رہا ہے دریا سود کی نیلگوں سطح نیچے ہے، اور نیلا آسمان اوپر۔ ایک پانی کی دُنیا ہے جسمیں کالی موجوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ غابر اور غاورہ سکنڈ کلاس کے گدّوں پر لیٹے ہوئے کتابوں کے مطالعہ سے گھبرا جاتے ہیں تو سمندر کی سیر کے لیے چھتری پر آکھڑے ہوتے ہیں، شام کے وقت کسی کھیل سے بھی دل بہلانے لگتے ہیں۔

(۳)

رات کا سناٹا ہے، جہاز کے شور کے سوا، نہ کسی گھنٹے کی آواز ہے، نہ چوکیدار کی صدا، سیاہ پوش آسمان پر چمکتے ہوئے تارے، اور سمندر کی ساکن سطح پر اُن کا جگمگاتا ہوا عکس، ایک عجیب منظر پیش کر رہا ہے۔ گویا بجلی کے قمقموں سے جگمگاتے ہوئے شامیانے کے نیچے مخمل کا زربفت فرش بچھا ہوا ہے جسکو ایک دیو ہیکل باربردار نہایت

بے دردی سے پامال کر رہا ہے، یکایک فضا میں تموج پیدا ہوا مغرب کی جانب سے کچھ بدلیاں نمودار ہوئیں ٹھنڈی ہواؤں نے بارش کی اطلاع دی، چند منٹ نہ گذرے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوئی، طوفانی موجوں نے سطح سمندر پر لاتعداد پہاڑ کھڑے کر دیئے۔ اوران متحرک طوفانی پہاڑوں کے تصادم نے جہاز کو گوئے چوگاں بنا کر مسافروں کو پیغام فنا سنا دیا۔ جہاز کی چھتری پر جو کشتیاں آویزاں تھیں اُتار لی گئیں، خلاصیوں نے لنگوٹے کس لئے اور ڈوبنے والے جہاز میں سے مسافروں کو پکڑ پکڑ کر کشتیوں میں ڈالنے لگے۔

بدحواسی اور سراسیمگی کا عالم ہے، ہر شخص کو جان کی فکر ہے، اپنی جان کے سوا تمام دنیا سے بے نیازی ہے باپ کو بیٹے کی خبر نہیں، بھائی بھائی کا مددگار نہیں ہر شخص کی خواہش ہے کہ خلاصی پہلے اُسکا ہاتھ پکڑے، اور کشتی میں ڈالدے، مگر غابر اور غاورہ استقلال وسکون کا پیکر بنے ہوئے اپنی سٹ پر بیٹھے ہیں، غابر اب بھی کسی کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہے، غاورہ تاہم عورت ہے، حسرت اور تمناؤں سے لبریز زندگی کا تخیل اور پھر غرقابی کی بے بس موت کا تصور اس کے دل پر ایک ہیجان پیدا کرتا ہے۔

غاورہ۔ آہ بے بسی کی موت۔

غابر۔ کیا موت بھی قابو کی ہوتی ہے۔

غاورہ۔ اپنے رشتہ داروں کے بیچ میں موت آئے تو صبر رہے۔

غابر۔ کیا کبھی مرکر دیکھا ہے۔

غاورہ۔ خیالات تو بہرحال یہی ہوتے ہیں۔

غابر۔ کیا خیالات بھی موت کی تلخی میں کچھ کمی کر سکتے ہیں۔

غاورہ۔ اجی مرتے دم تو کچھ اپنے اشغال ہی فائدہ دیتے ہیں۔

غابر۔ بس آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ کا سفر مبارک مقصد کے لئے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو شخص دینی مقصد کے لئے راہ خدا میں اپنے وطن سے نکلا وہ واپسی تک ذمہ الٰہی کے ماتحت ہے جب بھی مرجائے شہید ہے۔

کپتانِ جہاز۔ پانی صرف دس فٹ نیچے رہ گیا ہے دو تین منٹ میں سارا جہاز غرق ہو جائے گا۔ آپ کو اگر جان پیاری ہو تو جلد کشتی میں بیٹھئے۔

غابر و رغاورہ۔ جان بچانے کی کوشش فرض ہے۔

(۴)

میں مر رہا ہوں۔ مجھے بچاؤ ــــــ جلد ہاتھ پکڑو ــــــ ایک آواز ــــــ

غابر کشتی میں بیٹھنے نہیں پایا تھا فوراً آواز کی طرف متوجہ ہوا، ڈوبنے والے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ مگر افسوس جہاز کے ٹوٹتے حصے نے غابر کو بھی سپرد سمندر کر دیا۔ مددخواہ اور فریادرس دونوں نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

(۵)

(غاورہ کشتی میں) آہ! زندگی بیکار ہے۔ جب غابر نہ ہو۔

فریاد ــــــ دہشت ــــــ اور خوف نے۔ غاورہ کو دردِ زہ میں مبتلا کر دیا۔ غرض بچہ پیدا ہو سکی، اگرچہ اُس کا بچہ زندہ رہا، پروان چڑھا۔ اور وہی ہمارے اس تمام قصّہ کا ہیرو ہے جس کا تم سے تعارف رکھا۔ کیونکہ وہ بہت بیدار مغز ہوا

(۶)

کشتی ساحل پر

یہ عجیب پہاڑوں کا ایک سلسلہ ہے، شاداب درختوں کی پرکیف فضا نے اس سلسلہ کوہ کو کرشمۂ قدرت کی ایک عجیب مثال بنا دیا ہے۔ دامن کوہ میں وسیع سبزہ زار ہے جس کے دشوار گذار راستوں نے آجتک اُس خطہ کو اولادِ آدم سے محفوظ رکھا ہے۔ اس اچھوت جنگل میں جنگلی جانوروں اور درندوں کے سوا جس چیز کا گاہے گاہے گذر ہوتا ہے وہ سمندر کی طوفانی موجیں ہیں، جنکو چاند کی کشش یا سمندر کا تلاطم یہاں تک پہنچا دیتا ہے۔ آج صبح سے ساحل پر ایک کشتی نظر آ رہی ہے۔ دیکھو تو کشتی کیسی ہے؟ اس میں کیا ہے؟

غاورہ کیا تو سو رہی ہے دیکھ تیرا بچہ پڑا ہوا کھیل رہا ہے۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں سمجھی۔ غاورہ تو نہیں وہ بی مر گئی۔ بچہ کیسے زندہ ہے؟ قدرت کا کرشمہ ہے! کیسے زندہ رہیگا؟ خدا ہی جانے

سیاسی روزنامچہ

---

۲۰ مارچ - آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ دہلی نے سر سکندر حیات خاں کے نظریۂ مفاہمت متعلقہ مسجد شہید گنج کی تائید کی اور اسکو بہترین حل تجویز کیا -

۲۱ ر " کراچی - سر غلام حسین کی کیبنٹ نے وزارت سے استعفیٰ دیدیا، خانبہادر اللہ بخش لیڈر اتحاد پارٹی نے وزارت مرتب کی جسکے ساتھ کانگریس تعاون کریگی -

۲۱ ر " جنرل فرانکو نے اعلان کیا ہے کہ جب اسپین پر ہمارا قبضہ ہوجائیگا، تو ہم اپنے ملک کی ایک انچ زمین بھی کسی غیر کو نہیں دیں گے بحیرۂ روم میں بھی اسپین کی جو پوزیشن اس وقت ہے اس میں کوئی ترمیم نہیں کی جائیگی -

۲۱ " مدراس اسمبلی میں مسٹر راج گوپال اچاریہ (وزیر اعظم) نے فرمایا کہ ہندی کو ہندو دھرم سے اور اُردو کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہندوستان کی مشترکہ زبان ہندوستانی ہے -

۲۵ ر " گوناس لتھونیا کی کیبنٹ مستعفی ہوگئی پریزیڈنٹ نے استعفیٰ منظور کر لیا نادر میوانس فوجی کمانڈر نے عارضی وزارت مرتب کرلی ہے -

۲۸ ر " یوپی اسمبلی میں مسلمانوں کی ملازمت کے بارہ میں اعتراض کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعظم نے ارشاد فرمایا کہ آبادی کے تناسب کے لحاظ سے صرف ۱۵ فیصدی ہونی چاہئے تھیں، لیکن یہاں قابلیت پر معیار ہے چنانچہ مسلمان بلحاظ اپنی آبادی کے کہیں زیادہ ملازمتوں پر قابض ہیں ڈپٹی کلکٹری میں ۴۴ فیصدی، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس میں ۳۰ فیصدی، رجسٹریشن انسپکٹر

میں ۵۰ فیصدی - میونسپلٹیوں کے ڈاکٹروں میں ۵۰ فیصدی - ہیڈ کانسٹبلوں میں ۷۱ فی صدی - سب انسپکٹران پولیس میں ۴۴ فیصدی، کانسٹبلوں میں ۵۲ فیصدی، تحصیلداروں میں ۴۶ فیصدی، امین بٹورہ ۵۰ فی صدی گورنمنٹ پریس میں ۵۸ فیصدی - اسی طرح اور محکموں کا حال ہے

۲۹ مارچ - حکومتِ اٹلی نے امریکہ کی اس تجویز کو منظور کرنے سے انکار کر دیا جو اس بارہ میں تھی کہ اسٹریا اور جرمنی سے آئے ہوئے سیاسی پناہ گزینوں کو جگہ دینے کے متعلق ایک بین الاقوامی کمیٹی مقرر کی جاوے۔

۳۰ " ماسکو۔ ۹ مقامی سویٹ لیڈران کو قزاقستان میں غداری اور بغاوت کرنے کے الزام میں حکومتِ روس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اُن کے خلاف الزام تھا کہ انہوں نے قزاقستان کو سویٹ یونین سے جدا کرنے اور وہاں بدیسی حکومت قائم کرنیکی سازش کی تھی۔

۳۰ " لندن۔ دارالعوام میں خارجی پالیسی کے متعلق بحث کے جواب میں وزیر خارجیہ لارڈ ہیلی فیکس نے فرمایا کہ برطانیہ ہر حال میں اٹلی سے دوستی کریگا۔

یکم اپریل - حکومتِ یو۔پی نے ایٹہ اور مین پوری کے اضلاع میں ترکِ منشیات کی اسکیم جاری کر دی تمام نشی اشیاء کی ان حدود کے ۵ میل کے فاصلہ تک ممانعت کر دی گئی ہے۔

۲ " مارشل چانگ کائی شک کو کیولنسٹنگ کے ہنگامی اجلاس میں ڈکٹیٹری کے اختیارات دیدیئے گئے

۵ " لندن۔ اسپین کے پچاس صوبوں میں سے ۳۷ صوبوں پر اسوقت جنرل فرانکو کا قبضہ ہے۔ باقی کئی صوبوں میں بھی باغیوں نے قدم جمانا شروع کر دیا ہے۔

۵ " بریلی - تقریر کے دوران میں آنریبل وزیر اعظم یو۔پی نے فرمایا کہ عوام نے اس گورنمنٹ کو اپنی گورنمنٹ محسوس کیا ہے، اگر عوام یہ سمجھ لیں گے کہ آپ مالک ہیں اور سرکاری افسر آپ کے نوکر تو آپ سوراج سے بہت نزدیک پہنچ جائیں گے۔

۵ " جنرل فرانکو کی فوجوں نے شہر تورتاسا پر قبضہ کر لیا، ۱۰ ہزار اشخاص قید کر لئے گئے۔

۶ " بمبئی لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں میونسپل ایکٹ کے ترمیمی بل کی تیسری خواندگی منظور کر دی

گئی اس بل کی رو سے مسلم حلقوں کو حسب مرضی مخلوط یا جداگانہ طریق انتخاب کی پیروی کرنے کی آزادی دیدی گئی ہے اسمبلی نے ہنگامی اختیارات قانون مجریہ ۱۹۳۲ء کی تنسیخ کا بل بھی بلا مخالفت کے منظور کر لیا ہے۔ مسٹر کے ایم منشی ہوم منسٹر نے بل کو منظور کرانیکی درخواست کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عجیب واقعہ ہے کہ اصل قانون جو کانگریس کی سرگرمیوں کو کچلنے کیلئے نافذ کیا گیا تھا، کانگریس کے ہی نمائندوں کے ہاتھوں جو آج کل برسرِ اقتدار ہیں منسوخ ہو رہا ہے۔

۷ راپریل، نئی دہلی۔ مرکزی اسمبلی کے صدر نے ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل کا اعلان پڑھ کر سنایا کہ موجودہ مرکزی اسمبلی کی میعاد میں مزید ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے، جسکی وجہ سے غالباً فیڈریشن بھی ایک سال موخر ہو جائے گا۔

۷ ر 〃 واشنگٹن۔ حکومت ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے حکومتِ جرمنی کو مطلع کیا ہے کہ امریکہ نے جرمنی کیساتھ آسٹریا کا الحاق تسلیم کیا ہے، اس سلسلہ میں حکومتِ جرمنی کو جو مراسلہ لکھا ہے اسمیں آسٹریا پر واجب الادا قرضہ کی ادائیگی کا مطالبہ کیا ہے۔

۷ ر 〃 پٹنہ حکومتِ بہار نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو ایگزیکیٹو محکمہ کو جوڈیشل محکمہ سے علیحدہ کرنے کے مسئلہ پر غور کریگی مسٹر بلدیو سہائے ایڈوکیٹ جنرل بہار اس کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے ہیں

۷ ر 〃 ڈاکٹر سید محمود وزیر تعلیم صوبہ بہار نے پٹنہ میں طلبہ کے ایک کثیر مجمع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔۔۔۔ میں تین ماہ میں جہالت دور کر دوں گا بشرطیکہ طلبہ نے خصوصاً اسٹوڈنٹس ہماری پوری پوری اعانت کرے۔ اس صوبہ میں دس ہزار طالب علم ہیں، اگر ہر طالب علم بیس آدمیوں کی تعلیم کا ذمہ اپنے ہاتھوں میں لے لے تو تین ماہ کے اندر ۲۰ لاکھ انسانوں کے دماغوں تک علم کی روشنی پہنچائی جا سکتی ہے

۷ ر 〃 حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر مجلس احرارِ اسلام ہند دفعہ ۱۲۴ الف کے ماتحت ضلع سہارنپور میں گرفتار کر لئے گئے۔ ۵ ماہ قبل مسئلہ فلسطین پر لدھیانہ میں مولانا نے تقریر فرمائی تھی۔ اس کے سلسلہ میں گرفتاری ہوئی ہے۔

۱۴/ اپریل۔ مظفر نگر۔ حضرت شیخ الہند مولٰنا سید حسین احمد صاحب نے ضلع مظفر نگر کا دورہ فرمایا، ہر ہر قصبہ میں آپکا شاندار استقبال ہوا مسلم والنٹیروں کی طرف سے سلامی دی گئی حضرت نے ہر جگہ مسلمانوں کو کانگریس میں شرکت کی تلقین فرمائی۔

۱۶/ ر " یروشلم جنین کے جواب میں مسلم عربوں اور فوج کے درمیان لڑائی ہوئی جسمیں کم سے کم بیس عرب ہلاک ہوگئے جنین گروہ کا لیڈر بھی شامل تھا۔ گروہ کے مقابلہ کرنے میں ہوائی جہازوں نے فوج کی امداد کی۔

۱۷/ ر " شنگھائی علاقہ نیز چوانگ میں جاپان کو شکست فاش ہوئی، حال کی جنگ میں چینی فوجوں نے جاپان کا سلسلہ رسل ورسائل منقطع کردیا اور ۶۵۰۰۰ سپاہ کو گھیر لیا جسمیں سے ۴۲ ہزار سپاہ کا خاتمہ کر دیا گیا، جاپانی فوجیں اپنی پریشانی میں زخمیوں کو بھول گئیں، اس شکست کا انتقام لینے کیلئے جاپانی فوجیں زبردست تیاریاں کر رہی ہیں۔

۱۷/ ر " اٹلی اور برطانیہ کے درمیان معاہدے پر دستخط ہوئے (جس کے دفعات حسب ذیل ہیں)

(۱) بحر روم کے متعلق دونوں حکومتیں اپنی موجودہ حیثیت پر قائم رہیں گی۔ جو ۲/ جنوری ۳۷ء کے اعلان کی رو سے اب تک قائم ہے۔

(۲) طرفین۔ ماوراء بحر علاقوں (بحر روم، بحر احمر۔ خلیج عدن، مصر، سوڈان، اطالوی صومالی لینڈ۔ برطانوی صومال۔ کینیا۔ یوگنڈا، شمالی ٹنگا نیکا) میں ہونیوالی فوجی سرگرمیوں، افواج کی نقل وحرکت کی اطلاع ایکدوسرے کو دیتے رہیں گے، مشرقی بحیرۂ روم اور بحر روم کی عام بحری راہوں پر جو نئے بحری اور فضائی مستقر قائم کئے جائیں گے یا کوئی نیا قبضہ کیا جائیگا تو اسکی اطلاع وہ پہلے ہی دوسرے کو دیدیں گے۔

(۳) سعودی عرب اور یمن کی آزادی کا احترام کیا جائیگا اور مشترک مفاد کیلئے کسی دوسری دولت کی مداخلت بھی برداشت نہیں کی جائیگی، حکومت محفوظہ عدن پر برطانوی تسلط کا مسئلہ صاف ہے، البتہ اطالوی مفاد کے مطابق برطانیہ بعض خاص ضمانتیں دینے کو تیار ہے۔

(۴) سرحدی معاملات کو طے کرنے کیلئے مصر کو دعوت دی جائیگی، نہر سوئز پر بین الاقوامی نقل وحرکت کے

آزاد اصولوں پر اعتراض نہیں کیا جاسکے گا ۔ جھیل سانا (حبش) کے معاملات میں برطانوی ضرورتوں کو محسوس اور تسلیم کیا جائیگا ۔

(۵) دونوں حکومتیں ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈا بند کر دیں گی ۔ اور مشرقی اطالوی افریقہ کے معاملات کو صاف کیا جائیگا ۔ (الجمعیۃ مورخہ ۲۸ اپریل)

۱۸ اپریل ۔ کلکتہ آل انڈیا مسلم لیگ نے مولانا ظفر علی خاںصاحب کا رزولیوشن نامنظور کر دیا جمیں زور دیا گیا تھا کہ مسجد شہید گنج مسلمانوں کو واپس دلانے میں براہ راست کارروائی کی جاوے ۔ ریزولیوشن کے حق میں صرف چار ووٹ آئے ۔

۱۹ ” مراد آباد ۔ آنریبل حافظ محمد ابراہیم صاحب مراد آباد جامعہ قاسمیہ اسلامیہ کے سالانہ اجلاس کے سلسلہ میں تشریف لائے ۔

۱۹ ” جنرل فرانکو نے اعلان کیا کہ ہم نے لڑائی جیت لی، اور حکومت اسپین نے ۴ لاکھ آدمی قتل کئے ہیں ان سے جواب طلب کیا جائیگا ۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد اسپین کا پروگرام بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اسپین میں ایک مضبوط فوجی بیڑہ اور فوج رکھونگا اسپین کو پھر اتنا ہی مضبوط بناکر چھوڑونگا جتنا کہ وہ پہلے تھا، تمام لوگوں کو روزگار مہیا کیا جائیگا معقول اُجرتیں دی جائیں گی، اور سرمایہ پرستی کی بدعتوں سے سب کی حفاظت کی جائیگی ۔ مزید فرمایا کہ میں یورپ میں امن کیلئے لڑ رہا ہوں ۔

۱۹ ” صوبہ اناطولیہ میں زبردست زلزلہ آیا ۔ ڈھائی سو اشخاص ہلاک، جائداد کا زبردست نقصان ہوا ۔ ۲۱ اپریل کی اطلاع ہے کہ ۸۰۰ ہلاک دلاپتہ، پچاس ہزار بے گھر ہوگئے خاندان کے خاندان ملبے کے نیچے دب کر خاک ہوگئے ۔ شگافوں سے گرم پانی اُبل رہا ہے ۔

۲۱ ” ڈاکٹر سر محمد اقبال کا انتقال ہوگیا ۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

۲۱ ” یروشلم ایک مسلح عرب گروہ کے ۵ ممبروں نے کل رات بیاسن مین تھانہ پر حملہ کردیا ایک عرب پولیس مین کو ہلاک کردیا، پھر انکا پولیس سے مقابلہ ہوا اور ۶۵ عرب مارے گئے ۔

۲۱ر اپریل - استنبول - حکومت ترکی سوداگری کا سسٹم ختم کرکے قیمت مقرر کرنے کا سسٹم جاری
کرنے والی ہے خلاف کرنے والے کو سزا دی جائے گی -

۲۲ر 〃 ہانکوٹ اطلاع ملی ہے کہ یسن اور لبنان سے دو لاکھ جاپانی سپاہ نے جمع ہو کر ٹرچورنگ پر
جسکو ابھی چین نے فتح کیا تھا دھاوا بولدیا -

۲۳ر 〃 برطانوی سفیر متعینہ قاہرہ نے حکومت مصر کو یادداشت دی کہ مصری حکومت نے سوتی پارچہ جات
اور سامان پر ٹیرف کی شرح بڑھا کر برطانوی مفاد کو نقصان پہنچایا ہے نیز یہ کہ اضافہ
شرح نرخ سے لنکا شائر اور مصر کے مابین تجارت کو بہت نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے -

۲۵ر 〃 شام ۷ بجکر ۱۰ منٹ پر اینگلو آئرش معاہدہ پر فریقین نے دستخط ثبت کر دیئے - اور انگلستان
و آئرستان کے مابین جو ایک عرصہ سے اختلاف چلا آتا تھا دور ہو گیا اس معاہدہ کی رو سے دونوں ممالک
کے باہمی مالی و اقتصادی حل دریافت کرلئے گئے ہیں اور اب صرف شمال و جنوب کی تقسیم و علیحدگی کا مسئلہ
باقی رہ گیا ہے - اگر باہمی تعلقات میں موجودہ خوشگواری باقی رہی تو یہ مسئلہ خوش اسلوبی کیساتھ طے ہو جائیگا
موجودہ معاہدہ کی اہم دفعات حسب ذیل ہیں -

(۱) آئرلینڈ کے سواحل سے برطانیہ اپنی تمام فوجی قوتیں ہٹالیگا جن کی جگہ آئرستانی قوتیں
رہیں گی -

(۲) آئرستان ایک کروڑ پونڈ کی رقم ۳۰ر نومبر تک سلطنت متحدہ کو ادا کریگا جس کے بعد فریقین
کے تمام مطالبات منسوخ ہو جائیں گے -

(۳) ۱۹۲۵ء کے معاہدہ کے مطابق آئرلینڈ ۲ لاکھ پچاس ہزار کی سالانہ رقم ادا کرتا رہیگا -

(۴) فریقین نے مال تجارت پر جو تعزیری محصول عائد کر دیئے تھے - وہ سب منسوخ کر دیئے جائیں گے

(مدینہ)

السياسة في الاسلام

(اللاحق بالسابق)

للعلامة الاديب مولانا عبدالحق المدني مدير الجامعة القاسمية في مرادآباد

ما اظنك ايها الناظر بعين البصيرة في تاريخ العرب تعثر على خليقة من خلائق الشهامة التي تشاد عليها دعائم الملك والرئاسة - الا وتجد ما كانت منه في جلف من الاجلاف فضلاً عن الاشراف -

وليس من الجائز في شرع الانصاف ان نبخس الناس اشياءهم فلعمري انهم كانوا سمحاء كرماء يطعمون الطعام ويبتهجون بالاضياف ويرتاحون للاسعاف، حسبك من تلك الفطرة الشريفة قوله

إِذَا مَا طَبَخْتِ الزَّادَ فَالْتَمِسِي لَهُ ... أَكِيلًا فَإِنِّي لَسْتُ آكِلَهُ وَحْدِي

كريمًا قصيًّا او قريبا فانني ... اخاف مذمات الاحاديث من بعدي

وانى لعبد الضيف ما دام ثاويا ... وما فيّ خلال غيرها شيمة العبد

فانظر كيف يفتخر بالعبودية لضيفه مع تنزهه عن وصمة العبودية واستنكافه عنها كليا -

ومن امعن النظر في هذا البيت لايجد كثير فرق بينه وبين قوله تعالى "أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ" وما كانوا يفتخرون بالخمر والميسر الا انهم كانوا يتوصلون به الى بذل الكثير واغناء الفقير وما احسن قوله م

واذا سكرت فانني مستهلك ... مالي - وعرضي وافر لم يكلم

واذا صحوت فما اقصر عن ندى ... وكما علمت شمائلي وتكرمي

وانظر الى طرفة بن العبد وهو لم يناهز العشرين من سنه حيث يقول

وما زال تشرابي الخمور ولذتي ... وبيعي وانفاقي طريفي ومتلدي

الا ايهذا اللائمي احضر الوغى ... وان اشهد اللذات هل انت مخلدي

اذا کنت لاتستطیع دفع منیتی فدعنی ابادرها بما ملکت یدی
فهل للشهامة بعدها غایة تطلب او للشجاعة رایة فی مضمارها تنصب
کلا
ذی المعالی فلیعلون من تعالی هکذا والا فلا لا

ولو اردت ان استوعب ذلک لطال البیان - ولخرج عن الموضوع نوع خروج (علی انی قد افردت صحیفة بعنوان حیاة العرب - و فیها ما یجزی)

وعلی کل فمن الواضح الجلی الذی لاغبار علیه - انهم کانوا سمحاء النفوس - کرماء الایدی - فرسان المعارک - مصاقیع المحافل - خطباء المنابر فصحاء اللسان - بلغاء البیان - نالوا من الغیرة و النجدة والحمیة والانفة الحظ الوافر

تحیة تلک فیهم لیس محدثة
ان الخلائق فاعلم شرها بدع

و مع ذلک کله فقد کانوا کما تری - لاملک مشید - ولاملک موید - و لاجیش یجند - و لاعرش یمهد - و لاقانون یوطد ولادستور یسدد -

ثم لما اراد الله ابراز تلک الحقیقة الکامنة فی ستور الغیب اغاثهم بذلک الفرد الذی هو اشرف افراد اشرف الانواع - واکرم الخلق علی ربه بلانزاع - هو من انفسهم نسبا - و من انفسهم حسبا -
رجل و ایما رجل - مفدی بالرجال -

ولد یتیما - و نشأ عدیما - ثم ملک الاملاک - وتخطی الافلاک قام بین ظهرانی قومه بکلمة لم تقرع اسماعهم و ما الفتها طباعهم فردوا ایدیهم فی افواههم و قالوا ما سمعنا بهذا فی الملة الآخرة - و هو ماض - بنواجذه علی دعواه -

(لها بقیة)

مسامرة اعتباریه

لیلة اضحیان - والمغیرون

من سمو المولی عزیز احمد المتعلم فی دار العلوم الدیوبندیة وصدر جمعیة الطلبه
فی دار العلوم ادام الله شرفها

صدیقی - اما تری الی هذا البدر المنیر - وضوءه المستنیر - کیف حفته اشعة التنویر - کانه فلک فی بحر ابیض مواج - او سراج وهاج فی السماء ذات الابراج بل درة غراء فی قبة بیضاء۔

نور بارد - یملأ الخواطر حبوراً - ویهدی الی النواظر نضرة وسروراً

خلیلی - تفضل ساعة نتنزه -

هلم یخی المنتشئ من الشرب ・ الجو مملو بانوار البدر

تعال - نسائر الی هذا البستان - مسائرة هذا العروس من السماء ، یا لها من عروس - تصاحبها اتراب الکواکب والنجوم تجذب بحسن ریاها القلوب ، و تدهش العقول والفهوم - "لجمال وجه تجذب الابصار"

سر نا الی البستان نرتدی نشاطاً ونترفل فی اذیالها - بخ بخ للبستان واهاً لغارسه وبانیه -

حدیقه ذات بهجة - تروع النواظر - تروق الخواطر ، فیها من کل فاکهة ما تشتهیه الانفس و تلذ به الاعین - نخل باسقات - ازهار زاهرات ، باضواء القمر شائقات

نَوْر زاهيات - عن مشارق الاكمام طالعات -

عيون منفجرة - مياه منهمرة - طيور اعطيت من لحن داؤد ما تطرب الزهاد وتذهل العباد على اغصن خضر اشتقات كأنها اللابسات من الحرير جلابيبا

له ناطورة - لا يمنع احداً دخله عن اجتناء اثماره - والاقتطاف من فواكهه اشجاره كلوا رغداً - حيث شئتم وتحظظون عن خفض عيش خضل وادخروا - غير مقبوحين - انعموا صباحاً وعموا اصطباحاً -

---

اعجبنا اهل العيش - الهنى - وجعلنا نتعجب من سخاء اهلها وسعة رزقهم اذ هجمت شرذمة من المغيرين غاروا على كل ما في البستان - لا ياتون على شيء الا دمروه او جعلوه كالرميم - مخالبهم مخالب المنية وايديهم كانها كلاليب جهنم - بطونهم اودية سقراء بتقى ولا تذر تقول انهم ياجوج وماجوج من كل حدب ينسلون ولا يمرون على شيء الا يفسدون -

---

اتدرى ما هذا البستان ومن هؤلاء اللصوص المغيرون - قلت البستان - بستان الهند والمغيرون هم الافرنجيون - انزل الله تعالى غضباً على سائر اهل الهند - جزاءً بما كسبت ايديهم

(عزیز احمد فیض آبادی)

علم فرائض کیلئے آپ النور الفائض کا مطالعہ فرمائیے جو حضرت علامہ مولانا انور شاہ صاحب کشمیری قدس اللہ سرہ العزیز کی علمی یادگار ہے -

قیمت صرف ۲ر

قصیدۂ بہیّہ

أنشدها حبیب المدینة سیدنا مولانا عبد الحق المدنی - وانشدها مترنماً جناب الحافظ الابراہیم السمان المدنی المؤذن (فی المسجد النبوی) نزیل مراد آباد فی حفلة سنویه للجامعة القاسمیه (المعروفة بمدرسۂ شاہی مراد آباد هند)

یہ قصیدہ سیدی حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدیر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کی فکرِ عالی کا نتیجہ ہے جسکو حافظ الحاج مولانا محمد ابراہیم سمان صاحب مدنی مؤذن مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) نے مدرسہ شاہی کے سالانہ جلسہ میں پڑھکر سنایا ہے چونکہ یہ قصیدہ اصلاحی مضامین پر مشتمل ہے اسلئے اسکا ترجمہ بھی درج کیا گیا

مقام بأفلاک السعادة قد سمیٰ ۔۔۔ وبدع نظام للثریا قد انتمیٰ

ایک مجلس ہے جو سعادت کے آسمانوں سے بھی بلند ہے ۔۔۔ اور انوکھا نظام ہے جو ثریا سے قریبی تعلق رکھتا ہے

مقام به شمس المعارف اشرقت ۔۔۔ وبدر سماء المکرمات تبسما

ایسی مجلس کہ اس کے معارف کے آفتاب طلوع ہو رہے ہیں ۔۔۔ اور عظمت کے آسمان کا چاند مسکرا رہا ہے

محفل فضل والوقار یحفه ۔۔۔ ومجلس رشد بالهداة تنظما

علم و فضل کی ایک محفل، عظمت و وقار اسکو ڈھانپے ہوئے ۔۔۔ رشد و ہدیٰ کی ایک مجلس ہے جو رہنمایانِ ملت سے منظم ہے

به نور مشکاة النبوة ساطع ۔۔۔ مصابیح هدی قد تلألأن انجما

مشکوٰۃِ نبوت کا نور۔ اس سے درخشاں ہے ۔۔۔ ہدایت کے چراغ تارے بنکر چمک رہے ہیں

حدائق ازهار الامانی اینعت ۔۔۔ ریاضاً کستها السحب ثوباً منمنما

غنچہائے تمنا کے گلشن، ایسے باغوں کی شکل میں بارآور ہوئے کہ ۔۔۔ جنکو بادلوں نے ایک خوبصورت پھولدار لباس سے ملبوس کر دیا ہے

تلألأ بالانوار حتی کانما ۔۔۔ اظلت علیه النیرات توسما

یہ گلشن روشنیوں سے ایسے جگمگا رہے ہیں کہ آسمان کے تاروں کو بھی ان کے متعلق ستاروں کا دھوکا ہو گیا، حتی کہ وہ پہچاننے کے لئے جھک پڑے ہیں

نظام نظار الزهر من حسن وشیه ۔۔۔ ولو نطقت اهفت الیک المکتما

ایک نظام ہے کہ اسکے نقش و نگار کی خوبصورتی سے پھول شرما جاتے ہیں ۔۔۔ اور اگر ان کو زبان ہوتی تو آپکو اپنے دل کی بات بتا دیتے۔

وناھیک من تلک الشموس اشعۃ — من السنن الغراء تفتز مبسما

اور تمہارے لئے اُن آفتابوں کی وہی شعاعیں کافی ہیں — جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سنتوں سے مسکراتی ہوئی جلوہ گر ہیں

مصافع ینثرن الحدیث کانہ — رذاذ لآل من سما المجد قد ھما

یہ بلغا اور فصحا ہیں جو مضمون کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ گویا وہ — موتیوں کی پھوار ہے جو بزرگی کے آسمان سے برس رہی ہے

تحیرت الافکار فی وصف حسنہ — وحار مجید القول فیہ واحجما

اس مجلس کی خوبی بیان کرنے میں فکر حیران رہ گیا — اور اچھے اچھے بلیغ، حیران اور دم بخود رہ گئے۔

فنور بلانار - وضوءٌ بلاذُکا — وقطر بلا سحب وبرق بلا سما

نور ہے نار کے بغیر- روشنی ہے بلا آفتاب کے — بارش ہے بغیر بادلوں کے بجلی ہے بغیر آسمان کے

فللہِ نادٍ قد تزخرف وازدھی — باعیانِ ساداتٍ حبوہ تکرما

کسقدر اچھی ہے یہ مجلس جو مزین اور پُر رونق ہے — اُن بزرگ ہستیوں سے جنہوں نے اسکو شرف بخشا

جھابذۃ غر کرام اعزۃ — بھم یھتدی الساری اذا اللیل اظلما

یہ حضرات علما کبار ہیں، شریف، بزرگ، صاحب عزت — ان کی ذریعہ سے رات کو چلنے والا ہدایت پاتا ہے جبکہ رات تاریک ہو

بھم تنجلی الغماء فی کل معضل — اذا ما ادلھم الامر بالشر مفعما

ان حضرات کو ذریعہ سے ہر مشکل کٹھن مقام میں حل ہو جاتی ہے — ایسے وقت میں کہ کوئی معاملہ شر سے پُر ہو تاریک ہوکر سامنے آئے

متی اقتحموا فی مازق اسادوا بہ — بثبت جنان یترک الطفل جرضما

جبکہ تنگی میں گھس پڑتے ہیں تو شب شب چلتے ہیں۔ — استقلال و سکونِ قلب کے ساتھ اتنی مدت تک کہ بچہ کو بوڑھا کردے

وما الدین الا دوحۃ قد تعاظمت — بافنانھا والاصل فرد تبرعما

دین کیا ہے؟ ایک تناور درخت جسکی شاخیں پھیل گئیں — اور جڑ ایک ہی جسکی شاخیں پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں

فبالوعظ والتبلیغ قوم تخصصوا — وللدرس والتعلیم جمع تنظما

وعظ اور تبلیغ کے لئے ایک قوم مخصوص ہوگی — اور درس و تدریس کیلئے ایک جماعت منظم ہوگی

(باقی آئندہ)

اسلامی تاریخ کی پہلی کتاب

عرف ہمارے پیغمبر مع عقائد و احکام اسلام

فاضل مصنف نے اس کتاب میں چار خزانے جمع کئے ہیں (۱) کلمہ طیبہ کی تفسیر (۲) اسلامی عقائد و احکام۔ (۳) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے پیارے حالات، کچھ ایسے طرز سے بیان کئے گئے ہیں جو اپنے طرز تحریر میں یقیناً بینظیر ہیں، جملے چھوٹے چھوٹے عام فہم اور ایسے آسان کہ حروف شناس شخص بغیر کسی دقت کے بلا تکلف مضمون سمجھ جائے۔

(۴) یہ چیز بہت قابل قدر ہے کہ سیرت مقدسہ کے ہر واقعہ کے نتیجہ پر نہایت دلکش انداز میں توجہ دلائی گئی ہے جس کے ذریعہ سے سیرت مقدسہ کے مطالعہ کا اصل مقصود خود بخود ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

یہی باعث ہے کہ بہت جلد یہ کتاب مقبول ہو گئی ہے، جابجا مذہبی مدارس میں داخل درس کر لی گئی اور پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ ختم ہو گیا۔ خط نہایت واضح، ٹائیٹل رنگین۔ تقطیع نہایت موزوں۔ پہلے ایڈیشن میں قیمت ۳۰ رکھی گئی تھی۔

عام سہولت کے لحاظ سے اب کی مرتبہ صرف ۳ر کر دی گئی۔

آپ

اس کتاب کے بعد بچے کو اربعین اور تاریخ اسلام مصنفہ حضرت مولانا محمد میاں صاحب کا تمیرا نمبر پڑھا دیجئے۔ بچے سیرت مقدسہ اور تعلیم اسلام کے نچوڑ سے بخوبی واقف ہو جائیگا

ملنے کا پتہ

کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہہ گیٹ مراد آباد

جامعہ قاسمیہ مدرسۃ الغربا قاسم العلوم

عرف

مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد

کا

باسٹھواں سالانہ اجلاس

سلطنت مغلیہ کے اختتام پر۔ ایکطرف حکومت متسلطہ کی انتہائی کوشش تھی کہ مسلمانانِ ہند کو زائد سے زائد تباہ اور برباد کیا جائے۔ دوسری طرف حکومت کے ہمنوا بہت سے مسلمانوں نے مسلمانوں کی ترقی کی سبیل صرف یہی سمجھ لی کہ مسلمان اپنے قدیم علوم۔ اور قدیم رسم و رواج۔ طریق معاشرت کو چھوڑ کر۔ یورپ کی ظاہری روشنی التنویر بنجائیں۔

اوسوقت حجۃ الاسلام حضرت مولینا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ اور آپ جیسے دیگر اکابر ملت نے بقاء اسلام۔ اور تحفظ ملت کیلئے ایک سبیل تجویز کی اور وہ یہ کہ ایسے آزاد مدارس قایم کئے جائیں جنکا بنیادی اصول یہی ہو کہ مسلمانوں کے عام چندہ اور توکل الٰہی پر اعتماد کر کے مسلمانوں میں علوم اسلام کی نشر و اشاعت کریں چونکہ یہ نظریہ انگریز کی منشا کے سراسر خلاف تھا۔ اسلئے اس قسم کے مدارس اور انکے بانی صاحبان کی حد سے زیادہ توہین و تحقیق کی گئی۔ اونکے بخلاف عام ہیجان پیدا کیا گیا۔ اور گندے سے گندا پروپیگنڈا کوئی بھی ایسا نہیں جو ان علماء ربانی اور ان مدارس عربیہ کے برخلاف نہ کیا گیا ہو۔

دنیا اوس وقت دہوکے میں آگئی ۔ لیکن آج ساٹھ ستر سال کے بعد جب کہ باطل کا بادل چھٹ رہا ہے تو ہر ایک کے دل میں اس کا اعتراف موجود ہے کہ اگر یہی مدارس عربیہ نہ ہوتے تو اسلامی معاشرت کا ہندوستان میں قلع قمع ہوگیا ہوتا ۔ اشاعت علم کی وہ فراوانی (کہ آج قریہ بقریہ علماء موجود ہیں ، جو تعلیم و تدریس ۔ یا تبلیغ کی خدمات انجام دے رہے ہیں) تو درکنار ۔ عالم دین کا وجود بھی عنقا ہوگیا تھا ۔

یہ کسقدر عجیب و غریب بات ہے کہ مسلمان بادشاہوں کے ایکہزار سالہ دور میں ہندوستان کی تاریخ میں ایک بھی دار الحدیث نظر نہیں آتی ۔ سیدنا شاہ ولی اللہ صاحب کے دور تک نہ ترجمہ قرآن شریف کا چرچا تھا نہ درس حدیث کا سلسلہ ۔ جنکو ان چیزوں کا اشتیاق ہوتا تھا وہ بخارا ۔ بلخ ۔ سمرقند ۔ شیراز ۔ غزنی ، یا مکہ معظمہ ۔ مدینہ طیبہ کا رخ کرتا تھا ۔ اور آج یہ انقلاب ہے کہ ان مقامات کے طلبہ ۔ دار العلوم دیوبند ۔ مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد ۔ اور مظاہر العلوم جیسی درسگاہوں میں حدیث و تفسیر ۔ فقہ وغیرہ علوم اسلام کے حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں ۔

جامعہ قاسمیہ ۔ عرف مدرسہ شاہی مراد آباد بھی ان ہی مرکزی مدارس میں سے ہے حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب بانی دار العلوم دیوبند نے دار العلوم کے قیام سے آٹھویں سال یعنی ۱۲۹۰ھ میں اس مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی ۔ ان مدارس کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ آجتک وہ بنیادی اصول پر استقلال کے ساتھ قائم ہیں ۔ اور باوجودیکہ مادی اور مالی مشکلات اونکو دن گھیرے رہتے ہیں ۔ مگر انہوں نے کبھی بھی توکل کے مقدس دامن کو چھوڑ کر آستانہ حکومت کی طرف رخ نہیں کیا ۔ کارکن اور مدرسین حضرات نہایت خودداری ۔ خلوص ایثار اور استقلال کے ساتھ خدمات انجام دیتے رہتے ہیں ۔ آجکل جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کے اعزازی مہتمم حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدنی ہیں ۔ اور شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سید فخر الدین صاحب ہیں ۔

یہ دونوں بزرگ اور انکے علاوہ چند دیگر حضرات مثلاً مولانا عجیب لور صاحب ادستاد فلسفہ و منطق ۔ فخر القراء مولانا قاری عبد اللہ صاحب ۔ خلوص ، ایثار ، تقدس اور اپنے اپنے فنون میں تبحر اور مہارت کے مالک ہیں جو نہ صرف مراد آباد بلکہ پورے ہندوستان میں امتیازی طور پر مشہور ہیں ۔

اس مبارک درسگاہ کا قدیم سے دستور ہے کہ ہر سال اس کا جلسہ ہوتا ہے جس میں سالانہ آمد و صرف کی رپورٹ سنائی جاتی ہے۔ کامیاب طلبہ کو انعامات تقسیم ہوتے ہیں علمی مکالمہ و تقریروں اور مناظروں کے مظاہر کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ قدیم دستور کے بموجب ۱۳ صفر تا ۱۶ صفر جامعہ قاسمیہ کے باسٹھویں اجلاس کے عام جلسے ہوئے مندرجہ ذیل حضرات نے ان اجلاسوں میں شرکت فرمائی۔

حضرت علامہ مولانا احمد سعید صاحب۔ ناظم جمعیۃ علماء ہند۔ حضرت علامہ مولانا عبد الشکور صاحب مدیر رسالہ النجم لکھنو۔ حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی لکھنو۔ عالیجناب آنریبل حافظ محمد ابراہیم صاحب منسٹر وزیر اوقاف و رسل و رسائل صوبہ یوپی۔ حضرت مولانا ظفر الملک صاحب لکھنو۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رکن مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند دہلی۔ حضرت مولانا ابو القاسم محمد حفظ الرحمٰن صاحب رکن مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند دہلی۔ حضرت مولانا ابو الوفا صاحب شاہجہانپوری۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہانپوری حضرت مولانا محمد منظور صاحب مدیر رسالہ الفرقان بریلی۔

جمعیۃ الطلبہ مدرسہ شاہی کا ضمنی اجلاس

طلبہ مدرسہ نے ایک عرصہ سے جمعیۃ الطلبہ قائم کر رکھی ہے جس کے انتخابات اور عملہ انتظامات جمہوری طرز پر ہوتے ہیں۔ اس جمعیۃ کے ماتحت طلبہ کو تقریر اور تحریر کی مشق کرائی جاتی ہے جمعیۃ الطلبہ کے ممتاز مقررین میں امسال مندرجہ ذیل طلبہ تھے۔

مولوی عبد الرحیم صاحب بجنوری۔ مولوی محمد امجد صاحب کٹکی۔ مولوی حافظ مرتضیٰ حسن صاحب ٹانڈوی۔ مولوی قدر الدین صاحب ہمن سنگی۔ مولوی عبد الجلیل صاحب کمرلائی۔ مولوی عبد الستار صاحب اعظمی۔ مولوی حافظ عبد اللہ صاحب ناظم جمعیۃ الطلبہ۔ مولوی حافظ اشفاق صاحب ناظم انجمن اصلاح البیان مدرسہ شاہی۔

۱۵ صفر کی شب میں مدرسہ شاہی کی سالانہ رپورٹ سنائی گئی۔ مدرسہ کے سالانہ آمد و صرف اور طلبہ وغیرہ کی تعداد کا نقشہ جو رپورٹ مذکور میں مفصل پیش کیا گیا تھا وہ ذیل میں مختصراً درج کیا جاتا ہے

آمدنی و صرف

بقایا سابقہ ۱۳۵۵ھ [illegible]

تعلیم	[illegible]	[illegible]
گولک	[illegible]	
چٹکی فنڈ	[illegible]	[illegible]
زکوٰۃ	[illegible]	[illegible]
تعمیر	[illegible]	[illegible]
چرم	[illegible]	[illegible]
صرف طلبہ	[illegible]	[illegible]
خرید کتب	[illegible]	[illegible]
ذخیرہ تجہیز	[illegible]	[illegible]
میزان کل	[illegible]	[illegible]

باقی [illegible]

تعداد طلبہ مفصل ۱۳۵۵ھ تا شعبان ۱۳۵۶ھ

طلبہ دورہ حدیث	طلبہ کل درجات عربی	طلبہ فارسی و ریاضی	تجوید فارغ	ابتدائی درجات
۲۶	۱۶۱	۷۱	۱۰	۱۱۲

حفظ قرآن	فارغ شدہ	کل التعداد
۱۸	۱۵	۴۰۶

شوال ۱۳۵۶ھ تا صفر ۱۳۵۷ھ

طلبہ دورۂ حدیث شریف	درجات عربی کے کل طلبہ	ریاضی	فارسی	تجوید	حفظ قرآن	ابتدائی درجات
۳۲	۱۸۰	۷۴	۳۰	۱۲۷	۶۷	۱۱۴

امسال ۶۰ طلبہ کے طعام و قیام وغیرہ کا مدرسہ متکفل ہے ان کے ماسوا اتنے ہی طلبہ وہ ہیں جنکو پورا نہیں دیا جاتا ہے۔ حسب ضرورت و حسب گنجائش امداد کی جاتی ہے۔

امسال مدرسہ کے اجلاس میں ایک نمایاں چیز یہ بھی کہ یو۔پی گورنمنٹ کے وزیر اوقاف عالیجناب حافظ محمد ابراہیم صاحب نے اجلاس مدرسہ میں شرکت فرمائی ۵ بجے شام کو حافظ صاحب موصوف نے مدرسہ میں تشریف لاکر مدرسہ کا معائنہ فرمایا، اور مندرجہ ذیل الفاظ میں آپ نے مدرسہ کے متعلق تبصرہ تحریر فرمایا

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد

آج بتاریخ ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء بوقت ۵ بجے شام میں مدرسہ قاسم العلوم شاہی مسجد مراد آباد میں حاضر ہوا۔ اور حضرت مولانا محمد عبدالحق صاحب مدنی حضرت مولانا فخرالدین احمد صاحب کی معیت میں مدرسہ کی درسگاہوں کا معائنہ کیا۔ بڑے مسرت کا مقام ہے کہ مراد آباد میں دینی اور مذہبی درسگاہ اس شان و شوکت سے قائم ہے جو مسلمان کیلئے ہر طرح قابل فخر ہے۔ مجھے اس درسگاہ کو دیکھکر بیحد خوشی ہوئی۔ علماء کرام و مشاہیر اساتذہ جس قلیل مشاہرہ پر دینی خدمات میں مصروف ہیں وہ انکے ایثار و خلوص کا بیّن ثبوت ہے۔ مجھے پوری توقع ہے، کہ ایسے زمانہ میں جبکہ علوم قرآن و حدیث کی قدیم درسگاہیں مالی حالت کے اعتبار سے سخت کشمکش کی حالت میں ہیں مسلمان اہل خیر خصوصیت کیساتھ اسکی ہر قسم کی اعانت فرماکر اجر دارین حاصل کرینگے۔

محمد ابراہیم عفی عنہ
وزیر رسل و رسائل و اخبار و اوقاف
گورنمنٹ صوبجات متحدہ

۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء

سپاسنامہ

بخدمت والامرتبت معلّے القاب عالیجناب آنریبل حافظ محمد ابراہیم صاحب

(وزیر رسل ورسائل واوقاف صوبہ یوپی)

از جانب :-

کارکنان جامعہ قاسمیہ مدرسہ العربیہ باعرف مدرسہ شاہی مرادآباد

اس گلشن قاسمی کے باغبان جو اپنی تمام کس مپرسی اور پراگندگی کے باوجود۔ آزاد جراءت اور بہادرانہ حیرت کیساتھ اس چمن کی آبیاری میں مصروف جدّوجہد میں۔ آج جس قدر مسّرت محسوس کریں کم ہے:

اسلام اور شریعت غرّا کی آزاد صداقت کا تحفظ علماء ملّت کا منصبی فرض ہے لیکن ماحول کی عدم مساعدت سے اس فرض کی بجاآوری اونکے لئے سخت ترین مہم ہوگئی تھی الحمدللہ کہ آج اس فریضہ کی صعوبت میں امید تخفیف کی ایک جھلک محسوس کی جارہی ہے جبکہ وہ اپنے مجمع میں ایک ایسے کریم النفس کو رونق افروز پاتے ہیں جو ایک ایسی حکومت کا مقتدر رکن ہے جو ہندوستان قوم کے قدیمی جذبات کا ایک ہلکا نقش دنیا کے سامنے پیش کررہی ہے۔

جو اپنی خاندانی برتری۔ موروثی تقدس۔ ذاتی عظمت وجلال حسن اخلاق ستودگی صفات ترقی ملک وملت کے صادق جذبات اور مخلصانہ ایثار کیساتھ ہمیشہ ہمیشہ حاملان شریعت کا

معاون اور پشت پناہ رہا! وہ جس کے احساس ملت نے دورِ طالب علمی میں ان جذبات کی پرورش کی جنہوں نے بزرگوں اور دوستوں سے خراجِ تحسین اور طلائی تمغہ حاصل کیا۔

گریجویٹ ہوتے ہی بعد خلافت کمیٹی۔ جمعیۃ علماء اور کانگریس کے پروگرام کے بموجب اس کی جلیل الشان خدمات نے اس کو محبوبِ قوم بنایا۔

سائمن کمیشن کے مقاطعہ۔ دفعہ بل کے متعلق تاریخی جدوجہد۔ انڈیا ایکٹ کے خلاف بصیرت افروز تقریریں۔ سود وغیرہ تباہ کن امور کے برخلاف اس کی مسلسل جدوجہد وغیرہ وغیرہ وہ خدمات ہیں جس نے اس کو ہر دلعزیز رہنما اور مخدوم ملت بنادیا۔

جنابِ والا۔ ہماری ناچیز درخواست کو شرف قبولیت عطا فرما کر ایک سادہ اور بے بضاعت مجلس میں جناب والا کی شرکت ہزاراں ہزار شکریہ احسانمندی کی مستحق ہے مگر افسوس کہ ہم جذبات تشکر و امتنان کے اظہار میں سراسر قاصر رہے ہیں جس کے متعلق ہم باادب معافی کے خواہاں ہیں۔

والا جاہا! جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد۔ اپنے بانی محترم حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی وصیت کے بموجب ہمیشہ سے اس اصول کا پابند رہا ہے کہ قوم و ملت کی صحیح خدمات۔ آزادی ضمیر اور حریت قول کے ساتھ انجام دیتے ہوئے اپنی مادی ضروریات کے سلسلہ میں۔ عام مسلمانوں کے عام چندوں پر اور قادر ذوالجلال کے فضل و کرم پر نظر رکھے اور کسی وقت بھی دامانِ توکل کو چھوڑ کر ہر سرِ اقتدار حکومت کیطرف دستِ سوال دراز نہ کرے۔

الحمدللہ کہ یہ دینی اور مذہبی ادارہ۔ عزم و استقلال کی اسی پختگی کیساتھ اپنی عمر کے باسٹھ ۶۲ سال پورے کرچکا۔ اور آج بھی وہ اسی عہد پر مضبوطی سے قائم ہے۔

Scanned by CamScanner

اس گلشن قاسمی نے اس خود دارانہ عزم کیساتھ ملت بیضا کی جو خدمات انجام دیں اونکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حضرت علامہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند۔ رئیس التفسیر حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب حضرت مولانا محمد حسن صاحب قاسمی بھوپال جیسے متعدد نامور ان ملک و ملت اس درسگاہ کے قدیم طلبہ میں سے ہیں۔

جناب والا۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قومی حکومت کے احترام کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے اون امیدوں کا بھی اظہار کردیا جائے جو کارکنان جامعہ قاسمیہ اپنی اس عزیز اور قومی گورنمنٹ سے وابستہ کئے ہوئے ہیں۔

(۱) اوقاف کے متعلق تنظیمی اور اصلاحی اسکیم کا جلد از جلد نفاذ ہو جائے تاکہ جامعہ قاسمیہ جیسے آزاد مدارس کا بار جو عام مسلمانوں کے اوپر ہے اوس میں تخفیف ہو۔ نیز حضرات واقفین نے جو مقاصد اون اوقاف سے وابستہ کئے تھے انکی تکمیل ہو۔

(۲) جبکہ مدرسہ شاہی جیسے آزاد مدارس کے طلبہ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ کی بہ نسبت خدمت قوم کے صحیح اور صادق جذبات بہت زیادہ رکھتے ہیں تو قومی حکومت دیگر نونہالان کی طرح انکی خدمات بھی حاصل کرے اور ملک و ملت کو اون سے استفادہ کا موقعہ دے۔

(۳) وطنیت اور مختلف ملتوں کے اجتماعی نیز انفرادی ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کی از سر نو ترتیب دی جائے۔

ہم دوبارہ تقصیر خدمت کی معافی چاہتے ہوئے دلی مسرت اور احسانمندی کا اظہار کرتے ہیں۔

دوتہ دست بدعا ہیں۔ آمین یارب العالمین۔

نیازکیشان :-

کارکنان جامعہ قاسمیہ مدرسۃ الغرباء عرف مدرسہ شاہی مرادآباد

کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی مرادآباد کی مختصر فہرست کتب

حمائل شریف عکسی مترجم

ترجمہ از حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ تفسیر از حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی یہ ترجمہ اور چند پاروں کے فوائد سیدنا شیخ الہندؒ نے اسارت مالٹا کے زمانہ میں مرتب فرمایا تھا۔ پھر اوسکی تفسیر حضرت علامہ عثمانی نے مرتب فرمایا تھا۔ پھر اس کی تفسیر حضرت علامہ عثمانی نے مرتب کی ہے۔ یہ ترجمہ اور تفسیر اپنے عام فہم مفید اور مستند ہونے میں یکتا مانا گیا ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پہلے ایڈیشن کے پانچہزار قرآن شریف تھوڑے دنوں میں ہاتھوں ہاتھ ہدیہ ہو گئے اب کی ترتیب نہایت خوبصورت طور پر لکھوا کر فوٹو لیکر بلاک تیار کرائے گئے ہیں جن کے ذریعہ طباعت ہوتی ہے۔ بہر حال اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں میں بے مثل ہے۔ ہدیہ کاغذ اول مجلد عہ غیر مجلد ۱۲ کاغذ قسم دوم مجلد ۸ غیر مجلد سے

تعلیمی ہند

(سو فیصدی ہندوستانی تعلیم یافتہ تھے) حضرت شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب کی سیاسی اور ملکی واقفیت شہرۂ آفاق ہے یہ کتاب ہندستان کی تعلیمی حالت کے متعلق حضرت موصوف کی یادداشتوں کا مجموعہ ہے اس کتاب کے پڑھنے سے مسلمان اپنے بادشاہوں کے متعلق بدگمانی کے گناہ سے بھی بچ جائینگے کیونکہ معتبر حوالوں سے بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں ۱۰۰ فیصدی ہندوستانی تعلیم یافتہ ہوتے تھے طباعت کتابت نہایت اعلیٰ قیمت ۱۲ر

معرفۃ التجوید

قرآن پاک مسلمان کی جان ہے غذائے روح ہے۔ جملہ عبادات کا مدار ہے۔ اس کے ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ مگر افسوس مسلمان اس کو اس طرح پڑھتے ہیں کہ ثواب کے بجائے عذاب کا خطرہ رہتا ہے کیونکہ وہ حروف کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتے اس رسالے میں نہایت آسان اور مختصر طور پر حروف کی ادائگی کا صحیح طریقہ بتایا گیا ہے۔ ہر شخص کو اس کا مطالعہ اور ہر بچہ کو اس کا پڑھانا ضروری ہے۔ الہ آباد۔ لکھنؤ کانپور مرادآباد وغیرہ کے مدارس میں داخل درس ہے۔ قرآن شریف کے ساتھ ساتھ بچوں کو پڑھایا جاتا ہے قیمت ار چار نسخوں تک محصول ڈاک ۵ر

دین و آئین

(تصنیف مولانا سید محمود علی صاحب پروفیسر رندھیر کالج کپورتھلہ)

اس کتاب میں اسلامی احکام کو عقل کے قریب کرنے میں اور زمانہ موجودہ کے اعتراضات کو دور کرنے میں مسلمات جدیدہ اور سائینس جدیدہ سے کام لیا گیا ہے جو تمام شبہات اور ترددات کی دلدل سے نکال کر راہ مستقیم پر پہنچا دیتی ہے۔ اور مسلمانوں میں زندگی کی تازہ ۔۔۔۔ روح پیدا کر دیتی ہے مسلمانوں کے ہر طبقہ کے لئے کارآمد بالخصوص علماء، طلباء، مناظرین اور نو تعلیم یافتہ حضرات کیلئے ۱۲ر

بہت ہی ضروری ہے کتاب اعلیٰ طباعت و کتابت اور
نفیس مجلد سے مزین ہے تین قسم کے کاغذ پر طبع ہوئی ہے
اعلیٰ ایڈیشن مجلد ۳؎ قسم اول مجلد ۱۲؎ قسم دوم مجلد ۸؎
محصول ڈاک ۱۱؎

نور الاصباح جدید
ترجمہ
نور الایضاح

نور الایضاح فقہ عربی کی نہایت مستند کتاب ہے مبتدی طلبہ کو
جب پہلے یہی کتاب پڑھائی جاتی ہے۔ مگر چونکہ مختصر ہے
اور جامع ہے اس لئے ابتدائی طلبہ کے لئے پڑھنے اور سمجھنے
میں بہت دشواری ہوتی ہے۔ مولانا محمد میاں صاحب نے
اپنی طالبعلمی کے آخری سال میں اس کا ترجمہ کیا تھا۔ جو
حضرت مولانا الحاج مولوی محمد اعزاز علی صاحب استاذ ادب
و شیخ الفقہ دارالعلوم دیوبند کے زیر نگرانی طبع ہوا۔
اور بہت زیادہ مقبول ہوا مگر چند وجوہات سے وہ
نظر ثانی کا محتاج تھا۔ مولانا موصوف اب پھر دوبارہ
نظر فرما کر مفید فوائد اور حواشی کا اس طرح اضافہ فرما رہے
ہیں کہ وہ ترجمہ کے ساتھ ایسی شرح بھی ہوگی جو متفرق
شروح کے مضامین پر حاوی ہوگی۔ امید ہے کہ انشاء اللہ
محرم الحرام ۱۳۵۰ھ تک شائع ہو جائیگی۔

فلسفۂ ایمان

زمانہ قدیم میں جبکہ فلسفہ قدیم کا حملہ اسلام کے
مذہبی عقائد و احکام پر تھا تو حضرت علماء امت نے
بہت سے حقائق فلسفہ کے موجب اسلامی عقائد و احکام کے
دلائل پیش کرکے اس حملہ کی کامیاب مدافعت کی تھی دور
حاضر میں سخت ضرورت تھی کہ فلسفۂ جدید کے اعتراضات کا
جواب انہی کے بموجب تشفی بخش انداز سے پیش کیا جائے۔
مولانا سید محمد میاں صاحب اس رسالہ کو ایسی طرح مرتب
فرما رہے ہیں کہ متقدمین کے جوابات کے ساتھ سائنس
جدید کے پیش نظر جدید جوابات بھی کافی اور شافی ہوں
پوری کتاب کا نام عقل و دین ہوگا جس کے پہلے
حصہ (فلسفۂ ایمان) میں عقائد اسلام کا فلسفہ بیان
کیا گیا ہے۔ دوسرے حصہ میں احکام اسلام کی سیاست
بیان کی جائے گی (انشاء اللہ تعالیٰ) یہ کوشش یقیناً
مستحق تحسین ہے کہ انداز بیان نہایت دلچسپ ہے۔ اور زبان
ایسی سلیس ہے کہ بچے اور عورتیں بھی بآسانی سمجھ سکیں۔
(واللہ المستعان)

گلدستہ تعلیم اسلام

از مولانا محمد عماد الدین صاحب انصاری شیرکوٹی

امیر نظارۃ المعارف القرآنیہ یہ مسلمان بچوں اور بچیوں
کے لئے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور تاریخی تعلیم کا جدید اور
نہایت مفید سلسلہ نصاب تعلیم اس زمانہ میں چھپ رہا ہے
اسی لئے جابجا مدارس اور اسکولوں میں داخل درس
ہو چکا ہے۔ اس کا مقصد قرآن مجید کی تعلیم اور اسلامی
معلومات و ضروریات کا اس قدر بہم پہنچانا ہے کہ صرف
اس سلسلہ کو پڑھ کر اچھا خاصا عالم ہو جاتا ہے قیمت تفصیل
ذیل ہے گلدستہ تعلیم اسلام کا عربی قاعدہ ۱؎ حصہ
۱۱ ۱۲ ۱۱ ۱۱ ۱۱

گلدستۂ تعلیم اسلام کا اردو قاعدہ ۱ر

" " پہلا حصہ ۴ر

" " دوسرا حصہ ۵ر

" " تیسرا حصہ ۶ر

گلدستۂ تعلیم اسلام کا چوتھا حصہ قیمت ... ۶ر

یکجائی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ۸/۱ر

رہنمائے تعلیم

اسی کا نام شیطان کانفرنس بھی ہے۔

بچوں کو علم کا شوق دلانے والی جس کے پڑھنے سے بدبختی کے تمام عیب دور ہو کر پڑھنے کا شوق ہو جاتا ہے۔ بچوں ہی کیلئے نہیں بلکہ بڑوں کے لئے بھی مفید ہے برے اخلاق سے نفرت اور عمدہ اخلاق کی رغبت پیدا کرتی ہے۔ یہ ہمارا ذمہ ہے کہ اگر پڑھ کر ناپسند ہو یا شروع کر کے بغیر ختم کئے چھوڑ دیں تو بے تکلف واپس کر دیں۔ قیمت آٹھ آنے ۸ر

نظام تجارت

(از مولانا سید محمود علی صاحب پروفیسر) زمانہ موجودہ کی تجارت اور مسلمانوں کی دقتوں کا حل۔ بنکوں کے سود کا مسئلہ اور اس کے تمام پہلوؤں پر غور کے بعد عقلی حل جو قرآن و حدیث کے عین مطابق اور تمام اختلافات کا استیصال ہو گیا مسلمانوں کے لئے تجارتی رکاوٹوں سے نجات مل گئی قیمت ۶ر

پیچا ٹام

اقوام یورپ اور اقوام ہند کے جذبات و احساسات کا مقابلہ کیا گیا ہے اور مسلمانوں کے جذبات کو ابھارا گیا ہے قوم کے نوجوان پڑھیں اور آگے بڑھیں۔ قیمت ... ۱ر

اتالیق نسواں

عورتوں کی دنیوی اور معاشرتی حالت درست کرنے اور ان کی خانگی حالت سنوارنے اور میکے اور سسرال میں رہ کر سب کو خوش رکھنے کے بہترین طریقے۔ بچوں کی تربیت کے عمدہ طریقے اور بچوں کی بیماری کے مجرب علاج درج ہیں تمام لڑکیوں اور عورتوں کو پڑھانے کے قابل اور جہیز میں دینے کے لائق قیمت قسم اول ۵ر قسم دوم ۴ر

تاریخ الاسلام

نمبر ۱ و ۲ و ۳ - مولانا سید محمد میاں صاحب فاضل دیوبند نے استاذ الحاج علامہ محمد اعزاز علی صاحب استاذ فقہ و ادب و مفتی اعظم دار العلوم دیوبند کے حسب ارشاد مسلمان بچوں اور بچیوں کی مذہبی و اخلاقی تعلیم کے لئے شروع کیا ہے یہ تینوں نمبر اسی مبارک سلسلہ کی ابتدائی کڑیاں ہیں۔

پہلے حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی مبارک درج ہے۔ ہدیہ چھ آنے .. ۶ر

دوسرے حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی مقدس اور غزوات اور جہاد کے متعلق مفید ترین بحث ۱۲ر

تیسرے حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا ہے یہ حصہ بذات خود ایک مستقل کتاب ہے اس حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک حضور کے اخلاق کریمہ عادات شریفہ۔ طرز معاشرت، آداب مجلس، نظام الاوقات ازواج مطہرات، اثاث البیت، ترکہ وغیرہ وغیرہ جملہ اشیاء کا نہایت دلچسپ طور پر ذکر ہے قیمت ۶ر

کم از کم ۷۰۰ر کے ٹکٹ ارسال فرماکر آپ تیسرے حصہ کو ملاحظ فرمایئے اور اس سے باقی حصوں کا اندازہ لگایئے۔

تعلیم الاسلام کامل

مصنفہ حضرت علامہ مولانا محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند۔ اس کتاب کے چار حصے ہیں۔ یہ کتاب بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے بیحد مفید ہے اس میں دلچسپ سوال وجواب کے طریقہ پر اسلامی مسائل اور عقائد کا بیان ہے۔ زبان نہایت پیاری اور سہل ہے بچوں کو ان حصوں کے پڑھانے سے پڑھنا بہت جلد آجاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مسائل بھی دلنشین ہو جاتے ہیں۔ یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر تمام مدارس دینیہ میں داخل ہو چکی ہے اس لئے اس کے متعلق مزید تحریر بیکار ہے۔ ہر چہار حصوں کی قیمت حسب ذیل ہے۔

حصہ اول ۱۰ر دوم ۲ر سوم ۳ر چہارم ۵ر قاعدہ ۱ر

نصیحۃ الشیعہ

یہ کتاب شیعہ مذہب کی تحقیق اور شیعہ اعتراضات کے تحقیقی اور الزامی جوابات کے متعلق مستند اور بہترین ذخیرہ تسلیم کی گئی ہے۔ عرصہ سے نایاب تھی۔ اس کے حسن و خوبی کی روشن دلیل یہ ہے کہ رد شیعہ کے مجتہد وقت جناب مولانا عبدالشکور صاحب سابق مدیر النجم لکھنوی نے (جو رد شیعہ میں مجتہدانہ اور مجددانہ شان رکھتے ہیں) اس کتاب کو نہایت اہتمام سے طبع کرایا ہے۔ یہ کتاب رد شیعہ کی بہت سی کتابوں سے مستغنی کر دیتی ہے۔ طباعت کتابت نہایت موزوں، کاغذ عمدہ سفید صفحات تقریباً ۵۰۴
قیمت ہر سہ حصہ مکمل ۶ر

بلاغ مبین

(از حضرت الحاج مولانا ابوالقاسم محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد مبارک میں تمام دنیا کے بادشاہوں کے پاس دعوت اسلام کے فرامین ارسال فرمائے تھے۔ اس کتاب میں ان تمام فرامین کی نقل لیجانے والے صحابہ اور ان بادشاہوں نیز ان ممالک کے حالات بہترین طرز پر جمع فرمائے ہیں۔ جا بجا سیاسی اور تاریخی مباحث نے اس کتاب کو بہت زیادہ قیمتی کر دیا ہے۔ طباعت کتابت نہایت اعلیٰ قیمت ۶ر

رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت موصوف کی لکھی ہوئی ایک جامع اور مستند سیرت ہے جو اپنی بے نظیر خوبیوں کے باعث بہت زیادہ مقبول ہوئی اور سرکاری اسکولوں کے کورس میں داخل کی گئی ضخامت تقریباً ۳۰۰ صفحات ۱۲ر

اس مختصر فہرست میں تمام کتابوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ آپ تصانیف مجلس علمی ڈابھیل، تصانیف علماء دیوبند، سہارنپور، و تصانیف علامہ شبلی و مولانا ابوالکلام آزاد و مصنفات دار المصنفین اعظم گڈھ جملہ مطبوعات کانپور، دہلی، لاہور، لکھنؤ وغیرہ وغیرہ بہ کفایت کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی مراد آباد سے طلب فرمایئے۔

دیوانِ حماسہ عربی

بحاشیہ جدیدہ از سیّدالادیار حضرت الحاج الحافظ مولانا اعزاز علی صاحب شیخ الفقہ و استاذ الادب دارالعلوم دیوبند

دیوان حماسہ عربی درسیات کی مشہور کتاب ہی جس کو ادب عربی کی معیاری کتاب مانا جاتا ہی۔ شدید ضرورت تھی کہ اس کا حاشیہ اس طرح کیا جائے کہ حل لغات کے ساتھ اشعار کے معنوں کو بھی واضح کرے۔ حضرت الاستاذ مولانا محمد اعزاز علی صاحب مدظلہ العالی نے عرصہ ہوا اس خدمت کو انجام دیکر اساتذہ اور طلبہ ادب پر احسان عظیم فرمایا تھا جو نہایت مقبول ہوا اور دیوان حماسہ کی طرح مشہور اور مستند معیاری حاشیہ بن گیا اور بار بار طبع ہوکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا۔ مگر کارپردازان کے قلب اعتنا کے باعث طباعت اور کتابت کی خامیوں سے کسی مرتبہ بھی پاک نہ ہوا۔ نیز حاشیا گرچہ افادات کا ذخیرہ تھا۔ مگر تاہم مزید اضافہ کا محتاج تھا۔ اس مرتبہ حضرت موصوف مدظلہ العالی نے حاشیہ پر نظر ثانی فرماکر قیمتی فوائد کا اضافہ فرمایا ہی اور کتب خانہ عزازیہ نے اس کو نہایت اہتمام سے طبع کراکر اصل کتاب اور حاشیہ کے گرانقدر حقوق کو پوری طرح ادا کیا ہی۔ چنانچہ جس طرح یہ کتاب یکتا تھی اور اس کا حاشیہ عدیم المثال تھا اسی طرح اس کی طباعت و کتابت بھی بے نظیر ہوئی قیمت ان تمام خوبیوں کے باوجود حسب سابق کاغذ قسم اول مبلغ صہ قسم دوم للعہ

اپریل سنہ ۱۹۲۰ء تک عہ کی رعایت۔

مختصر فہرست قرآن شریف

موجودہ

تجارتی کتبخانہ فخریہ شاہی کمپنی مُرادآباد

(آرڈر دینے کے وقت نام کیسا نمبر بھی درج فرمایئے)

(۱) حمائل شریف عکسی مترجم

بترجمہ حضرت شیخ الہندؒ و تفسیر

برحاشیہ از حضرت موصوف و از حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی۔ ملاحظہ ہو صفحہ فہرست نمبر ۱۔

ہدیہ قسم اول مجلد صہ غیر مجلد للعہ قسم دوم مجلد للعہ غیر مجلد للعہ

(۲) حمائل شریف مترجم مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

عکسی ہفت رنگ بدہ زیب طلائی نقش و نگار صحیح ترین اس کی زیارت سے اسلامی آنکھوں میں نور اور دلوں میں سرور پیدا ہو رہا ہے۔ یہ صحیح ترین اور قابل دید حمائل معنوی محاسن اور ظاہری خوبیوں کی حامل ہی جس کی نظیر گذشتہ تیرہ صدیوں کے چشم فلک نے نہیں دیکھی۔ ہدیہ کپڑے کی جلد ۱۵/ عہ عہ ۱۷/ مبلغ عہ چمڑے کی جلد مجلد ارکناے سنہری مبلغ ۲

(۳) عکسی قرآن شریف مطبوعہ انجمن حمایت اسلام لاہور

عہ فوٹو لیتھو پریس کے ذریعہ اسکو طبع کرایا گیا ہی خط نہایت پاکیزہ یہ قرآن شریف اگرچہ غیر مترجم ہی مگر اپنی نظیر صرف آپ ہی ہے یہ کاغذ بہتر اور اعلیٰ۔ تقطیع نہایت موزوں حاشیہ پر خوبصورت بیل جلد نہایت خوبصورت ہدیہ قسم خاص عہ قسم اول عہ قسم دوم (عہ)

(۴) پانچ ترجموں والا بینظیر قرآن شریف

جس کو سلطان العلوم والیٔ دکن حضور نظام حیدرآباد نے اپنی تلاوت کیلئے منتخب فرمایا ہے۔ سائز کلاں، خط عمدہ طباعت اور کاغذ نہایت اعلیٰ، جلد مضبوط اور خوبصورت ہدیہ مجلد چرمی ۳۰ للعہ رعایتی ۱۴ للعہ،

(۵) معجز نما قرآن شریف۔

مولوی نور محمد والا۔ دو ترجمہ والا کلاں سائز خط نہایت جلی اور نہایت صحیح۔ کاغذ خوبصورت اور مضبوط۔ حاشیہ پر نہایت سلیس اور عام فہم تفسیر۔ واقعی معجز نما ہے۔ ہدیہ مجلد چرم ۸ روپے،

(۶) معجز نما متوسط دو ترجمے والا۔

مولوی نور محمد صاحب والا قرآن شریف نمبر ۵ کے جملہ اوصاف موجود ہیں۔ صرف سائز میں کمی ہے اور اس کے موجب خط میں بھی فرق ہے مگر نہایت واضح اور خوبصورت خط ہے بے نظیر چیز ہے۔ ہدیہ مجلد چرم عمدہ کاغذ ۵ رعایتی للعہ

(۷) نورانی قرآن شریف مترجم۔

مطبوعہ جید برقی پریس دہلی۔ یہ قرآن شریف بھی نہایت صحیح صاف اور خوبصورت ہے کاغذ عمدہ ہدیہ مجلد پارچہ ۳ روپے،

(۸) قرآن شریف چوب قلم کلاں سائز

(۲۰ × ۳۰) ۴ ورقی مترجم مطبوعہ لاہور نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ہدیہ ۵ر

(۹) قرآن شریف چوب قلم کلاں سائز

مطبوعہ لاہور ۲۲ × ۲۹۔ ۴ ورق مترجم خوبصورت اور صاف ہدیہ ۵ر،

(۱۰) قرآن شریف متوسط

خط واضح سائز ۲۰ × ۲۹) ۸ ورقی مطبوعہ لاہور۔ مترجم خوبصورت صاف ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب ہدیہ مجلد پارچہ عگ

(۱۱) قرآن شریف کلاں معریٰ (۲۰ × ۳۰)

۴ ورقی تختی کے قلم سے لکھا گیا ہے بہت واضح خط ہے کمزور بینائی والوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ مطبوعہ لاہور ہدیہ فی جلد دو روپیہ بارہ آنے (۲ روپے ۱۲ آنے)

(۱۲) قرآن شریف کلاں معریٰ

جملہ اوصاف کے ہیں صرف سائز کا فرق ہے ۲۲ × ۲۹) ۴ ورقی ہدیہ عگ

(۱۳) قرآن شریف چوب قلم معریٰ

مطبوعہ لاہور سائز نہایت موزوں یعنی فلسکیپ ہدیہ ۲ روپے

(۱۴ الف) نقل نظامی

کانپور۔ اپنی صحت اور حسن تحریر خوبی خط موزونیت سائز کے لحاظ سے مشہور قرآن شریف ہے، ہر پارہ علیحدہ ہر صفحہ آیت پر ختم۔ ہر سورت نمایاں طرز سے شروع۔ کاغذ سفید عمدہ۔ ہدیہ مجلد پارچہ مبلغ ۵ر رعایتی (۳ روپے ۸ آنے)

(۱۴ ب) نقل نظامی مترجم

اپنی تمام خوبیوں بینظیر قرآن شریف ہے ہدیہ مجلد پارچہ (۸ روپے)

(۱۵) قرآن شریف بطرز یسرنا معریٰ

مطبوعہ کانپور۔ کاغذ نہایت اعلیٰ قاعدہ بغدادی پڑھا ہوا بچہ بھی اس طرز کے قرآن شریف کو آسانی سے پڑھ سکتا ہے۔ یہ ہدیہ مجلد پارچہ کاغذ عمدہ ۸ر کاغذ معمولی عگ،

(۱۶) قرآن شریف معریٰ نورانی

مطبوعہ جید پریس دہلی نہایت صحیح قرآن شریف ہے۔ صحت و حسن خط میں مشہور سائز ۲۰ × ۲۶) ۸ ورقی ہدیہ مجلد پارچہ ایک روپیہ (عمر)

(۱۷) **خوشنما قرآن شریف مترجم** یہ قرآن شریف اپنی تمام خوبیوں میں معجز نما متوسط سائز جیسا کہ کاغذ چکنا سفید مجلد چرمی ہدیہ رعایتی للعہ

(۱۸) **قرآن شریف مثل نظامی** مطبوعہ کانپور یعنی نقل نظامی بالکل الف جیسا ہی ہدیہ بھی اس سے کم ہے۔ یعنی مجلد چرم للعہ رعایتی سے)

عجیب و غریب حمائلیں

(۱۹) **حمائل شریف معجز نما مترجم** مشہور حمائل شریف ہے۔ مولوی نور محمد صاحب کی چھاپی ہوئی جو حسن طباعت میں بے نظیر ہے مترجم ہے۔ ہدیہ قسم اول مجلد چرم للعہ، قسم دوم مجلد پارچہ (عہ) دو روپیہ چار آنے

(۲۰) **حمائل شریف عکسی** کلاں مطبوعہ لاہور نہایت ہی عجیب حمائل شریف ہے۔ سائز بھی نہایت خوبصورت یعنی (۱۸×۲۲) ۸ ورق۔ فوٹو لیتھو سے طبع کرائی گئی ہے اس کی قلم سے تعریف مشکل ہے۔ کاغذ نہایت عمدہ، طباعت نہایت عمدہ اور خوبصورت جلد نہایت نفیس ہدیہ مجلد عہ ۱۲ر

(۲۱) **حمائل شریف عکسی خورد** اپنی تمام اوصاف میں ۳۰ جیسی ہی البتہ سائز کارڈ کی برابر ہے۔ نہایت خوبصورت صحیح جلد نہایت خوبصورت ہدیہ مجلد ۱۲ر

(۲۲) **حمائل شریف لاکٹ والی** مع آئی ... یعنی قرآن شریف تعویذ کی برابر جس کو ڈبیہ میں رکھا جاتا ہے اور تعویذ کی طرح بازو پر باندھا جاتا ہے۔ اس میں ...

ایک آئینہ بھی ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے یہ حمائل شریف پڑھی جا سکتی ہے ہدیہ (عہ)

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور کی

نہایت شاندار عکسی رنگین و مطلا اسلامی مطبوعات جو اعلیٰ خوشنویسی عمدہ رنگین عکسی چھپائی نفیس کاغذ اور مطلا جلد بندی کا خاص الخاص دیدہ زیب نمونہ ہیں۔ ان کی ظاہری و باطنی خوبیاں دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہیں

یازدہ سورہ شریف مع درود تاج، درود لکھی، وعہد نامہ مترجم مجلد قسم اول عہ، قسم دوم ۱۲ر

یازدہ سورہ شریف مع دعائے گنج العرش مترجم مجلد قسم اول عہ، قسم دوم ۱۲ر

یازدہ سورہ شریف مع دعائے گنج العرش و درود تاج۔ درود لکھی وعہد نامہ مترجم قسم اعلیٰ مجلد عہ

یازدہ سورہ شریف مترجم جیبی سائز قسم اول مجلد عہ قسم دوم ۱۰ر

دوازدہ سورہ شریف مع دعائے گنج العرش بلا ترجمہ مجلد قسم اول عہ

دلائل الخیرات مجلد قسم خاص عہ قسم دوم عہ

نماز مترجم قسم اول ۵ر دوم ۲ر

سورۂ یٰسٓ مترجم قسم اول ۵ر دوم ۲ر

دعائے گنج العرش مترجم ۵ر " ۲ر

سورہ کہف مترجم قسم اول ۵ر قسم دوم بلا جلد ۲ر

درود تاج درود لکھی وعہد نامہ قسم اول ۵ر قسم دوم ۲ر

درود مستغاث قسم خاص ۶ہر

مسدس حالی قسم خاص ۸ قسم اول ۵ قسم دوم

شکوہ، جواب شکوہ و ترانہ اقبال قسم خاص ۸

قسم دوئم ۶ قسم سوم ۲

تصانیف سید الطائفہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی

مصفی و مسوّی شرح موطا امام مالک

الخیر الکثیر عجیب و غریب حقائق کائنات عالم کے اسرار و طریقت و شریعت یا اہل باطن اور اہل ظاہر کے فرق پر الہامی مباحث سے کتاب کو مزین فرمایا گیا ہے

عقد الجید بیان سبب اختلاف صحابہ و ائمہ ۸

الفوز الکبیر فارسی اصول تفسیر میں قیمت ۸

القول الجمیل ترجمہ اردو شفاء العلیل جس میں حضرت شاہ صاحب نے اپنے خاندان طریقت کے اعمال اور وظائف نیز تعویذات مجربہ تحریر فرمائے ہیں اور علماء کو ان کے فرائض بتلائے ہیں قیمت ۸

تصانیف حضرت استاذ الہند مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی

تفسیر عزیزی اردو سورہ بقرہ

" " پارہ عم اردو "

" " پارہ تبارک الذی "

عجالہ نافعہ در اصول حدیث بزبان فارسی

مجموعہ فتاوی شاہ صاحب فارسی

مجموعہ فتاوی کامل اردو قیمت

تصانیف حضرت مولانا شاہ محمد اسمعیل صاحب شہید دہلوی

تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان اردو

صراط مستقیم۔ فارسی ۸

منصب امامت مع ترجمہ اردو درجات امامت قیمت ۱۲

تصانیف حضرت سیدنا شیخ العجم والعرب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر

ارشاد مرشد۔ لاجواب کتاب ہے قیمت ۱

تصفیۃ القلوب ترجمہ اردو ضیاء القلوب ۵

تحفۃ العشاق ۲ جہاد اکبر ۲

رسالہ درد نامہ غمناک

ضیاء القلوب ۵ غذائے روح ۵

کلیات امدادیہ جس میں آپ کے کل رسائل یکجا جمع کر دیے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲

گلزار معرفت اردو منظوم .. ۲

شمائم امدادیہ۔ سوانح عمری حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی ..

تصانیف حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب

الدلیل المحکم در ممانعت قرأت فاتحہ خلف الامام قیمت ۱۲/

اسرار قرآنی اس میں چند مکاتیب و بعض آیات قرآنی کی تفسیر لکھی گئی ہے۔ ۱/

انتصار الاسلام - اس میں پنڈت دیانند سرسوتی کے دس اعتراضات کے جواب دیئے ہیں ۶/

قبلہ نما - حصہ دوم انتصار الاسلام قیمت ۸/

تقریر دلپذیر اس میں دلائل حقانیت دین اسلام عقلی طور پر بیان کئے ہیں عموماً تمام مذاہب باطلہ کا رد ہے۔ قیمت .. .. عہ

تحذیر الناس عن اثر ابن عباس بتحقیق بیان اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ و ارشاد "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" و تحقیق غریب معنی خاتم النبیین ہے - اس کے ضمن میں اور بھی مضامین تحریر کئے ہیں۔ قیمت ۳/

تصفیۃ العقائد جس میں وہ دلچسپ مراسلت ہے جو حضرت مولانا رح اور سرسید احمد خاں صاحب بانی علیگڈھ کالج کے درمیان عقائد ملت اسلام اور اصول شریعت حنفیہ کی تحقیق و تنقیح کے متعلق چند روز تک ہوئی ۳/

توثیق الکلام در بحث قرأت فاتحہ خلف الامام قیمت ۱/

الحق الصریح فی بیان تراویح بیس تراویح ہونے کا بیان ہے۔ قیمت ۱/

جمال قاسمی اس میں آپ کے عمدہ مکتوبات متعلق سماع موتی و حیات النبی وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۱/

جواب ترکی کی ترکی اسمیں آریہ سماج کے اعتراضات کا جواب ہے۔ قیمت ۴/

حجۃ الاسلام آپکے علم لدنی کا اثبات و توحید و رسالت کے متعلق مضامین مع دیباچہ قیمت .. ۸/

رسالہ تحفہ لحمیہ اس میں مختصر طور پر گوشت خوری کا جواز بلکہ استحسان بدلائل عقلیہ ثابت کیا ہے۔ قیمت ۱/

فیوض قاسمی قیمت ۳/۰

لطائف قاسمی قیمت ۲/

قصائد قاسمیہ قیمت ۳/۰

تصانیف حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح

اوثق العری دیہات میں جمعہ جائز نہ ہونیکا ثبوت احادیث صحیحہ سے ۱/

براہین قاطعہ بجواب انوار ساطعہ تمام ناجائز رسوم اور بدعات خصوصاً میلاد و فاتحہ کی تردید اور جملہ اعتراضات کا جواب باہر قیمت عہ

الرأی النجیح احادیث صحیحہ سے بیس رکعت ہونا اور صلوٰۃ تراویح و تہجد کا علیحدہ علیحدہ ہونا بیان فرمایا ہے قیمت .. ۱ر

سبیل الرشاد تقلید کا ذکر صحابہ کے اختلاف کا حال قیمت .. ۳ر

فتاوی میلاد شریف میلاد کے متعلق بزرگوں کے فتوے قیمت ۱ر

فتاوی رشیدیہ حصہ اول ۱۲ر

" " حصہ دوم عہ

" " حصہ سوم ۱۲ر

قطوف دانیہ در کراہت جماعت ثانیہ ۲ر

مکاتیب رشیدیہ آپ کے مکتوبات جن میں بیش بہا نکات اور فوائد اور سوالات و شبہات کے جوابات درج ہیں۔ قیمت ۶ر

ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی ۲ر

تذکرۃ الرشید مولانا کی مفصل سوانح عمری حصہ اول زیر طبع

حصہ دوم ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ۱)

فتوی احتیاط اظہر قیمت ـ ر

تصانیف حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رح

ایضاح الادلہ قسم اول ۸ر قسم دوم ۶ر

الابواب والتراجم صحیح بخاری کے ۱۶۳ ابواب کی عجیب و غریب تحقیق اور الابواب بخاری کے متعلق بہت سے فوائد جس کو آپ نے مالٹا میں بزمانہ اسیری تحریر فرمایا قیمت ۱۲ر

ادلۂ کاملہ قیمت ۲ر

مکتوبات شیخ الہند رح ۰ر

مختصر سوانح عمری شیخ الہند ..

حیات شیخ الہند یعنی **سفرنامہ اسیر مالٹا** حضرت کی قید مالٹا و مصر و سفر حجاز کے مفصل حالات جن کو مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے اپنی دوسری قید کراچی میں لکھا ہے قیمت ۱۰ر

تصانیف حضرت سید المحدثین مولانا انور شاہ صاحب کشمیری

اکفار الملحدین فی ضروریات الدین

مسئلہ تکفیر پر محققانہ محاکمہ، علماء سلف کی نقول اور ان پر تبصرہ ہے جن کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مجتہد فیہ مسائل میں تکفیر سخت مذموم ہے اسی طرح ضروریات دین اور اصول شرع کے انکار با وجود تکفیر نہ کرنا اس سے زیادہ مذموم ہے قیمت ۱۲ر

نیل الفرقدین فی مسئلہ رفع الیدین

مسائل مختلف فیہا میں رفع یدین کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور اسی لئے ہر زمانہ کے مصنفین اس مسئلہ پر اپنی اپنی آراء کا اظہار کرتے چلے آئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا ہے اور یہ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس موضوع پر اس سے قبل ایسا رسالہ تصنیف نہیں ہوا۔ محققانہ اور محدثانہ رنگ میں قابل دید علمی تصنیف ہے (عربی) قیمت ۱۲/

اللمعۃ فی صلوٰۃ الجمعۃ

(عربی) یہ بھی حضرت شاہ صاحبؒ کی تازہ ترین تصنیف ہے جس میں حضرت موصوف نے جمعہ فی القریٰ کے متعلق نہایت اہم علمی تحقیقات درج فرمائی ہیں۔ قیمت ۸/

عقیدۃ الاسلام

فی حیوٰۃ عیسیٰ علیہ السلام رد قادیانی میں

حضرت شاہ صاحبؒ کی مشہور و معروف تصنیف ہے جس میں علاوہ دیگر تحقیقات علمیہ کے حیات عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت مدلل طور سے ثابت کیا گیا ہے (عربی) ۱۲/

فصل الخطاب فی مسئلۃ ام الکتاب

اس رسالہ میں قرأت خلف الامام پر روایۃً و درایۃً ہر پہلو سے شافی بحث کی گئی ہے (عربی) قیمت ۱۲/

کشف الستر عن صلوٰۃ الوتر

وتر کا مسئلہ گو عوام میں چنداں مشہور نہ ہو۔ لیکن حدیثی اعتبار سے نہایت قابل توجہ تھا۔ حضرت علامہ موصوف نے اس مسئلہ کے متعلق مورد نزاع اور منشاء اختلاف کو متعین فرما کر اس باب کی جملہ احادیث کی اس طور پر شرح کی ہے کہ جس کو مطالعہ کے بعد کسی حدیث میں تعارض باقی نہیں رہتا اور ہر ہر حدیث اپنے موقع پر درست نظر آتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مذہب حنفی کی مکمل تائید ہوتی ہے (عربی) قیمت چھ آنے ۶/

ضرب الخاتم علی حدوث العالم

مسئلہ حدوث عالم و اثبات واجب میں ایک محققانہ بلند پایہ عربی نظم ہے قیمت ۲/

العرف الشذی علی جامع الترمذی

حضرت شاہ صاحب قبلہ کے درس ترمذی شریف کی تقریر مرتبہ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب پنجابی ۱۲/

صدع النقاب عن جساسۃ الفنجاب

حضرت شاہ صاحب کی عربی نظم ہے جس میں فتنہ قادیان کے متعلق بلند اور موثر انداز میں مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے مع اردو ترجمہ قیمت ۲/

تحیۃ الاسلام عقیدۃ الاسلام پر حضرت موصوف نے مزید فوائد بطور حاشیہ تحریر فرمائے ہیں (عربی) ۱۲/

التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ۴/

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق قرآن پاک کی آیات اور احادیث کا لطیف وعجیب مجموعہ (عربی) قیمت ۴/

بسط الیدین لنیل الفرقدین

نیل الفرقدین پر فوائد لطیفہ کا اضافہ بطور تحشیہ (عربی) قیمت چھ آنہ ۶/

مرقاۃ الطارم لحدوث العالم

حدوث عالم کے دلائل اور مخالفین کے اعتراضات بلند پایہ فیصلہ کن جوابات کا قیمتی مجموعہ جو رسالہ ضرب الخاتم کے لئے شرح کی حیثیت رکھتا ہے (عربی) ۶/

تصانیف حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

الاسلام اس میں ثابت کیا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی مذہب عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے موافق ہے تو تنہا ایک مذہب اسلام ہے قیمت ۶/

تحقیق الخطبہ جس میں محققانہ طور پر دکھلایا گیا ہے کہ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں خطبہ جمعہ نہ ہونا چاہئے مع خطبہ جمعہ وعیدین و نکاح قیمت ۲/

سجود الشمس ۱/ **الروح فی القرآن** ۲/

خوارق عادات قیمت ۴/

العقل والنقل اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شریعت حقہ کے احکام ہرگز بھی عقل سلیم کے اقتضاء سے تجاوز نہیں کر سکتے ۱۰/

ہدیہ سنیہ مذاہب اربعہ میں دائر ہے یا مذاہب واحد میں منحصر ہے۔ قیمت ۲/

اعجاز القرآن قابل دید کتاب ہے ۸/

تصانیف حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

اغلاط العوام قیمت ۱/
اصلاح الرسوم " ۵/
اعمال قرآنی کامل ہر سہ حصہ ۱۲/
اوراد رحمانی (مجیدی) ۰۲/
اصلاح ترجمہ مرزا حیرت ۱۲/
اصلاح ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد ۵/
اکسیر در بیان تقدیر و تدبیر ۱۰/
اصلاح الخیال ۳/
اشرف المواعظ اول مجیدی ۰۳/
" دوم " ۰۳/
" سوم " ۰۳/
" چہارم ۰۳/

ملنے کا پتہ:۔ منیجر کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہیہ دروازہ مرادآباد

ارشاد الہام قیمت	۱؍
امداد الفتاویٰ کامل مع تتمہ (مجتبائی)	للعہ
اخبار الزلزلہ قیمت	۔؍
القول الصواب "	۱؍
القول البدیع بیان جمعہ	۲؍
الخطب ماثورہ خرد	۲؍
الاقتصاد ۳؍ الخطاب الملیح	۲؍
التکشف عن المہمات التصوف	۵
آداب المعاشرت	۲؍
الانتباہات المفیدہ	۹؍
بہشتی زیور اول تا دہم فی حصہ	۳؍
بہشتی زیور مدلل و مکمل قسم اول	۵
" " کاغذ رت	[illegible]
بہشتی گوہر (مجیدی)	۱۰؍
تعلیم الدین (مجیدی)	۸؍
تفسیر بیان القرآن اول	[illegible]
" دوم	[illegible]
" سوم	[illegible]
" چہارم	[illegible]
" پنجم	[illegible]
" ششم	[illegible]
" ہفتم	[illegible]
" ہشتم	[illegible]
" نہم	[illegible]
" دہم	[illegible]

تفسیر بیان القرآن یازدہم	[illegible]
" دوازدہم	[illegible]
تتمہ امداد الفتاویٰ (کانپور)	[illegible]
تحذیر الاخوان	۳؍
تجوید القرآن (مجیدی)	۱؍
تحقیق التعلیم (انگریزی)	۔؍
تنبیہات وصیت قیمت	۳؍
جزاء الاعمال "	۲؍
حق السماع ؍ حقوق العلم	۵؍
رونمائے مثنوی ۱؍ سبق الغایات	۸؍
شوق وطن ۳؍ صفائی معاملات	۲؍
طریقہ مولود شریف ۱؍ علاج القحط والوباء	۱؍
فتاویٰ اشرفیہ اول ۳؍ دوم ۵؍ سوم	[illegible]
" " کامل	[illegible]
قصد السبیل ۱؍ کرامات امدادیہ مجیدی	۲؍
کمالات امدادیہ قیمت	[illegible]
کلید مثنوی دفتر اول کا حصہ اول	[illegible]
" " حصہ دوم	[illegible]
کلید مثنوی دفتر دوم کامل	[illegible]
" " ششم کامل	[illegible]
مناجات مقبول مجیدی	۸؍
مواعظ اشرفیہ قیمت	[illegible]
مکتوبات امدادیہ "	[illegible]
مجموعۂ رسائل مفیدہ "	۱؍
نشر الطیب رنگین ٹائیٹل "	[illegible]

مطبع کا پتہ:- منیجر کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہیہ دروازہ مراد آباد

الوکہا سرمہ (رجسٹرڈ)

نہایت قیمتی اجزا سے نہایت احتیاط کے ساتھ سائنٹفک اصول پر تیار کیا گیا ہی۔ بینائی کو تقویت پہونچاتا ہی، روہوں (ککروں) کا دشمن ہی، دماغ کو فاضل رطوبتوں سے پاک کر دیتا ہی۔ تقویت دماغ میں بھی خاص اثر رکھتا ہی۔ پابندی سے اوس کا استعمال ضعف بینائی، موتیا۔ جالا، نزلہ کا پانی وغیرہ وغیرہ غرض آنکھ کے جملہ امراض کو دفع کر دیتا ہی۔ تھوڑے دنوں کے متواتر استعمال سے آپ کو چشمہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔ طلبا اور دماغی کام کرنے والے حضرات کیلئے خاص طور پر ایک نادر ترین تحفہ ہے۔ حضرات علما اور دیگر بزرگانِ ملت و ملک کی قیمتی سارٹیفکٹ ہمارے پاس موجود ہیں مگر ہمارے خیال میں تجربہ بہترین کسوٹی ہے۔

ترکیب استعمال روہوں میں جستی کے طور پر استعمال کریں، اور تقویت بصر وغیرہ کیلئے شب کو (یا اگر دن میں سوویں تو تب بھی) سوتے وقت پابندی سے استعمال کریں۔ اور اگر نرالا سرمہ رجسٹرڈ بھی مساوی مقدار میں ملا لیا جائے تو یقیناً بیش از بیش فوائد حاصل ہونگے۔

نوٹ) اس سرمہ کے لگانے سے کسی قسم کی تکلیف درد، یا چبھن وغیرہ نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ نہایت باریک پیسا جاتا ہی۔ اس لئے بسا اوقات زیادہ لگ جاتا ہی۔ اور کبھی سلائی خالی ہی رہجاتی ہے۔ لہٰذا احتیاط کے ساتھ سلائی میں لگانا ضروری ہے۔ منافع اور لاگت کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں ہے۔ قیمت ایک تولہ ۱؍ تین ماشہ ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک ۳ ماشہ سے کم روانہ نہوگا۔

منیجر

انصاری دواخانہ، محلہ فیل خانہ، مرادآباد۔ یو، پی،

نرالا سرمہ (رجسٹرڈ)

آنکھوں کی بینائی کو قائم رکھتا ہی۔ اگر بینائی کمزور ہوگئی ہو تو تقویت پہونچاتا ہی۔ یہ سرمہ اپنی خصوصیات اور منافع کے لحاظ سے خاص چیز ہے، یہ سرمہ سچے موتی، مشک زعفران۔ یا میران وغیرہ اجزا سے طیار کیا جاتا ہی سوتے وقت اس کا استعمال مفید ہوگا۔ اور اگر "الوکہا سرمہ" (رجسٹرڈ) بھی مساوی مقدار میں شامل کر لیا جاوے تو بہت ہی بہتر ہو، قیمت فی ماشہ عہ، ملنے کا پتہ

دواخانہ انصاری فیل خانہ، مرادآباد (یو، پی)

اسلامی تعلیمات کا تبلیغی مرقع

یہ ایک عجیب و غریب نقشہ ہے جو مسلمانوں کی مذہبی ضروریات اور اصلاحی حاجتوں کے لئے بہترین اکسیر ہے۔ قومی زندگی کے لئے آبِ حیات ہے جس کے متعلق حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند و صدر جمعیۃ علماء ہند (مدظلہ) فرماتے ہیں "اسلامی تعلیمات کا تبلیغی مرقع جو صدیقی المحترم مولانا مولوی محمد میاں صاحب مدرس مدرسہ شاہی مرادآباد نے مرتب کرکے شائع کیا ہے میں نے دیکھا ماشاء اللہ دریا کو کوزہ میں لاکر مسلمانوں میں اسلامی تعلیم کے عام کرنے کا بہترین ذریعہ تیار کردیا ہے قرآن مجید کی آیات اور صحیح احادیث سے تمام مضامین ماخوذ ہیں۔ مسلمانوں کے لئے بیحد مفید ہے ہر گھر میں رکھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا موجب سعادت ہے۔ حضرت علامۃ الحاج مولٰنا محمد اعزاز علی صاحب صدر مفتی و شیخ الفقہ و استاذ الادب دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں" میں نے اسلامی تعلیمات کے مرقع کو دیکھا مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب نے اس کی تیاری میں جو کچھ جانفشانی اور محنت کی ہے وہ قابل قدر ہے اور مسلمانوں کیلئے اسقدر نافع ہے کہ ہر گھر اور مسجد اور مدرسہ میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ یقین ہے کہ اصحاب خیر اس کی اشاعت میں کافی حصہ لیں گے۔ قیمت صرف ۲/ محصول ڈاک ۔/ فی سیکڑہ ۔/ ملنے کا پتہ: منیجر کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہیہ دروازہ ۔ مرادآباد ۔ یو پی۔

علمی، ادبی، اقتصادی، سیاسی اور اصلاحی ماہنامہ

قائد

مراد آباد
یو پی

اہم مقاصد

(الف) سید الکونین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور بالخصوص اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک اور مستند حالات پیش کر کے مسلمانوں کی مذہبی سیاسی اور اقتصادی یعنی مالی اور تجارتی اصلاح (ب) تاریخ عالم اور اقوام دنیا کے عروج وزوال کے فلسفہ اور وجوہات پر بحث کر کے مسلمانوں میں جذبات ترقی وعروج پیدا کرنا (ج) عربی طلبہ میں عربی زبان کا مذاق پیدا کرنا (د) ہندوستان وحجاز میں صحافتی رابطہ قائم کرنا۔

سرپرست

(۱) سیدنا شیخ الہند حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

(۲) حضرت علامۃ الحاج مولانا محمد اعزاز علی صاحب شیخ الفقہ دار العلوم دیوبند

اراکین تحریر۔ حضرت علامہ مولینا سید فخر الدین احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ حضرت علامۃ الحاج مولانا عبد الحق صاحب مدنی مدیر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد حضرت علامہ ابو القاسم مولینا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی۔ مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ قائد التحریر مولانا محمد میاں صاحب استاذ الادب جامعہ قاسمیہ و ناظم جمعیۃ علماء مرادآباد مولینا محمد فاضل صاحب محمودی۔ مولانا سعید احمد صاحب پروفیسر اکبرآبادی۔ مولینا محمد ادریس صاحب میرٹھی۔

سید محمد میاں پرنٹر و پبلشر نے شاہی برقی پریس میں طبع کرا کر شائع کیا